

نظام علی خان

حصہ دوم

مؤلف

طالب
محمد سراج الدین

نظام
گدائی خدمت عاجز و غریب لا جنگ بہار

نذر مولف کترین
۱۹۳۳

۳۷۸
سلطنت آصفیہ کے مشہور

نظام علی خان

نظام الملک آصف جاہ ثانی

— (کے) —

سوانح زندگی کا دوسرا حصہ

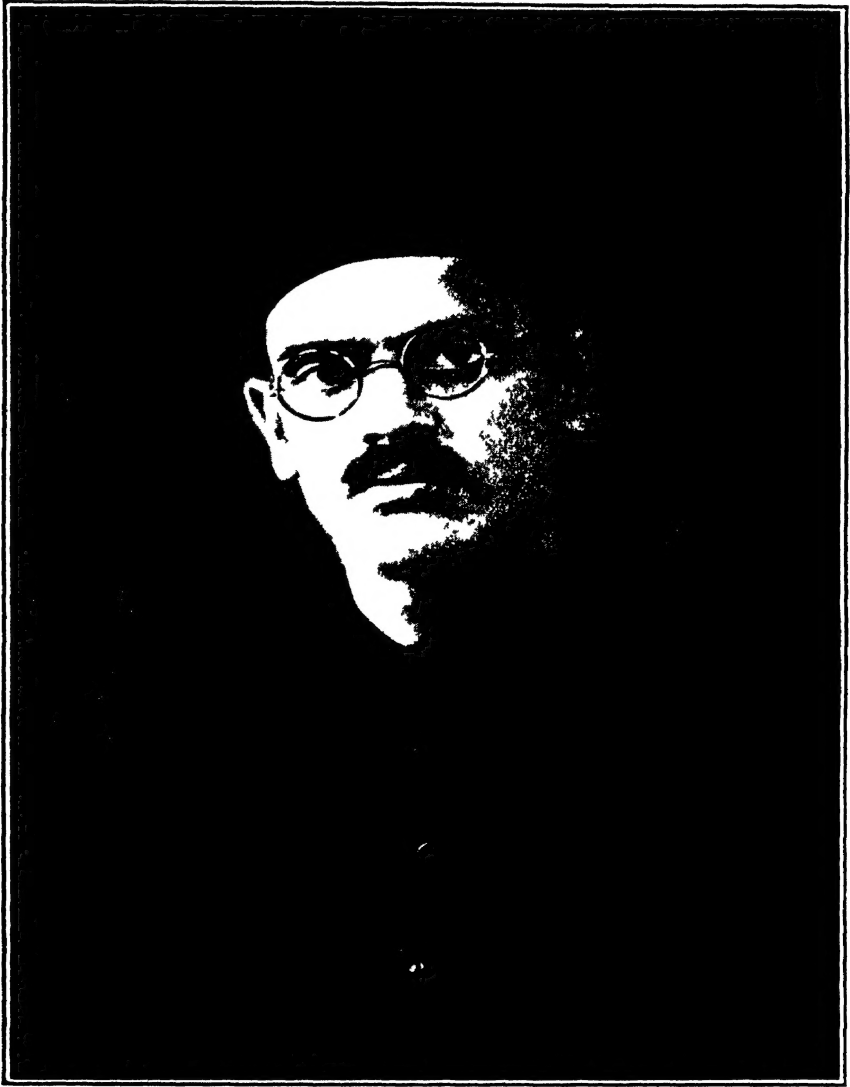
— (مؤلف) —

محمد سراج الدین طالب

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۳ء

جملہ حقوق محفوظ

جس کو شہادت ملے گی وہ سب سے زیادہ
زیادہ عزیز ہے



محمد سراج الدین طالب

INTED BOO
72.2.8 Cat. A
..... No
۷۲۲۵

اِتِسَاب

نِظامِ علی خان

حصہ دوم کو

میں اپنے والد مرحوم مولوی کمال الدین صاحب کی یاد و محبت میں
ان کے نام سے منسوب کر کے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو جوارِ رحمت نصیب کرے

اور میری اس تالیف کو قبولِ علم

محمد سراج الدین طالب

تعریف کتاب

سوانح حیات نظام علیاں کی ترتیب دو حصوں میں کی گئی ہے پہلا حصہ تو ان واقعات پر مشتمل ہے جن کے تحت نظام علیاں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اس کے بعد سے ان کی وفات تک کے واقعات۔ دوسرے حصہ میں رکھے گئے ہیں پہلا حصہ قبیل اڑیس شائع ہو چکا ہے اسی کا دوسرا حصہ جو قوانین کرام کے خلاف میں پیش ہے تحقیقی نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ دوران سلطنت میں نظام علیاں کی طرز حکومت نے دو تہائی صدی میں اختیار کی ہیں ایک تو وہ جو رکن الدولہ کی دیوانی کے زمانہ میں تھی دوسری وہ جو اسطو جاہی مدارالہمامی کے عہد میں رہی۔ اس طرح سیاسی نقطہ نظر سے اس عہد کے دو دور ہو جاتے ہیں اسی امتیاز کے لئے اس حصہ کو علیحدہ علیحدہ دو ادوار میں مرتب کیا گیا ہے۔

اس کی تدوین میں علاوہ مطبوعہ و شائع شدہ کتب کے مخطوطات و انشا سے استفادہ کیا گیا ہے جن تک بہت کم اصحاب کو دسترس ہوا ہے۔

اس حصہ کے لئے بھی تصاویر فراہم کرنے کی کوشش کی گئی جسکی تفصیل فہرست تصاویر کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی ان میں قلعہ اوڈیگر کی ایک تصویر ہے جو حصہ اول میں جنگ اوڈیگر کے سلسلہ میں دیجانی چاہئے تھی چونکہ وہ بعد از وقت ہمدست ہوئی اس لئے اس کو اس حصہ میں داخل کر دیا گیا۔

مؤلف کمترین
محمد سراج الدین صاحب

پرائیویٹ جی۔ آر۔ کادون
۱۱۔ محرم ۱۳۸۵ھ

اظہارِ امتنان

بڑی ماضیاتی اور احسان فراموشی ہوگی اگر ان اصحاب کا ذکر نہ کروں جن کی توجہ کتاب کو حتی الامکان بہمہ وجوہ مکمل پیش کرنے میں خاطر خواہ مدد ملی۔

۱۔ سب سے پہلے قابل ذکر عالیٰ خجانب نواب سالار جنگ بہادر میں جنہوں نے اپنی علم دوستی سے فرائج حوصلگی کے ساتھ اپنے بیش بہا کتب خانہ مخطوطات سے استفادہ کی اجازت فرمائی اور اپنے نگار خانہ سے بعض قلمی تصاویر کے عکس مرحمت فرمائے۔

۲۔ خجانب مولوی سید خورشید علی صاحب اپنی خاص عنایت و کرم سے دفتر دینی و مال کے بعض اسناد و نقشہ جات اور دفتر مذکور کے کتب خانہ کے بعض خاص کتب سے استفادہ کی اجازت دیکر میرے ماحذاتہ و معلومات میں ایک مقبول اضافہ کا باعث ہوئے۔

آخر میں میں اپنے عزیز برادر عماد نور اللہ محمد صاحب نوری کی اس محنت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو دورانِ طباعت انھوں نے کاپیوں کی تصحیح اور پروف خوانی میں اٹھائی ہے۔

محمد سراج الدین طالب

عَلَمِیَّات

انگریزی فارسی اُردو

۱	تایخ طفره	۱	اُوریت غل الائی دی نظام
۲	تذکرہ نزل	۲	دی ٹری ٹیز جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء
۳	توزک آصفیہ	۳	دی نظام (برکس)
۴	حدیقہ العالم	۴	ڈیپاچس آف ویلزی (آریم ہارٹن)
۵	خزانہ عمرہ	۵	فارش سلک شٹس (مرہٹا سیریز)
۶	سلطنت خداداد (اردو)	۶	میمواریزنگ کرس پانڈتس آف مارکویس
۷	سوانح دکن	۷	ویلزی (آر۔ آر۔ پیرس)
۸	فیوضات سبحانی	۷	نظام علیس کے شٹس و ت مرہٹاس (قاسم علی بھن لال)
۹	گلزار آصفیہ	۸	ہسٹری آف دی مرہٹاس
۱۰	ماثر آصفی	۹	ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل
۱۱	میر عالم (اردو)	۱۰	ہسٹری آف حیدر شاہ
۱۲	نشان حیدری	۱۱	ہسٹری آف مٹری ٹرانزیکٹس آف دی برٹش
			سے شہن ان انڈوسٹان
		۱۲	ہسٹری آف وی مدراس آرمی
		۱۳	ہسٹری آف دی بنگال آرٹلری
		۱۴	ہسٹری آف دی برٹش انڈیا (جیمس مل)
		۱۵	ہسٹری آف انڈیا (مارش من)

صفحہ	دور اول
۱۷	۱ پیشوا پر فوج کشی
۱۸	۱ مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین
۱۸	۱ خاتمہ جنگی اور اس کے اسباب
۱۸	۲ مرہٹوں کی خاتمہ جنگی میں نظام علی شاہ کی
۲۱	۲ شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ
۲۳	۳ نظام علی شاہ اور رگھوناتھ راؤ میں جنگ اور
۲۳	۵ اس کا سبب
۲۳	۷ پونہ کی تباہی
۲۵	۸ جنگ راکش بھون
۲۶	۵ موہنی خان بکن الدولہ کا میدان جنگ کوآر پوٹا
۲۶	۶ خدمت دیوانی پر بکن الدولہ کی سرفرازی
۲۷	۱۲ اور اس کا سبب
۲۷	۷ نظام علی شاہ کا تہیہ ادھونی کی جانب
۲۸	۷ بسالت جنگ کی جہد
۲۸	۸ حصول اقتدار ریاست کے لئے بسالت جنگ کے عمل
۲۸	۹ فرانسیسیوں کے تعلقات بسالت جنگ کے ساتھ
۲۱	۱۰ بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ
۲۱	۱۱ بسالت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے معاملات
۲۳	ریاست میں خویں ہونا۔
۲۳	۱۲ صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق
۲۵	مورخین کا بیان
۲۵	۱۳ بسالت جنگ کو صلابت جنگ کی وفا کی
۲۶	اطلاع پر بدگمانی
۲۷	۱۴ بسالت جنگ پر نظام علی شاہ کی فوج کشی

نظام علیخاں کرناٹک میں صفحہ ۲۸

۱۵ چند ربدن اور جہیار کا قصہ عشق اور ان

۲۸ دونوں کی قبر کی زیارت

۱۶ نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر نواب

۲۹ کرناٹک کا مدراس چلا جانا

کرناٹک سے نظام علیخاں کی واپسی

۱۷ کرناٹک سے واپسی کا راستہ //

۱۸ نظام علیخاں کا حیدر آباد واپس آکر (نظم)

۳۲ ریاست میں منہمک ہونا۔

۱۹ محکمہ نگہ پیکار کا طرز عمل اور اس کا اثر

۳۳ رکن الدولہ پر

۳۴ راجہ ناگپور پر حملہ

۲۰ جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا //

۲۱ صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگان عالی

۳۵ اور ضیافت کے بعد واپسی۔

۲۲ گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکمہ نگہ

۳۶ پیشکار قتل۔

۳۹ ریاست میں انگریزوں کی خلیت

سرکارشالی پر انگریزوں کا تصرف اور نظام علیخاں

صفحہ ۴۰

۲۳ کے ساتھ سب سے پہلا معاہدہ

۴۱ معاہدہ کے معاہدات کے اثرات و نتائج

۴۳ جنگ میسور

۲۵ مشہور جنگ میسور کی ابتدا اور نتائج

۴۲ نظام علیخاں کی شرکت کا سبب

۴۶ نظام علیخاں کا اتحاد حیدر علیخاں سے

۲۷ نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے باہمی اتحاد

۴۸ قیام کے بعد انگریزی فوج کی علیحدگی۔

۲۸ حیدر علیخاں کے متعلق رکن الدولہ کی ترقی

۵۱ خیالات کا اظہار اور ان فوج کے مہتمم ظاہر

۲۹ حیدر علیخاں محفوظ خان اور نظام علیخاں

۵۳ مابین تکمیل تہہ نامہ اور اس کے شرائط۔

۳۰ میسور سلطان کا بندگان عالی کی خدمت میں حاضر

۵۵ ہونا اور اس کے متعلق حیدر علیخاں کی شکایت

۵۶ حیدر علیخاں کا خط گورنر مدراس کے نام

۵۸ چنگاما اور ترناملی پر زمین کے مقابلے

۳۳ رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علیخاں کی فوج

۶۲ تجزیہ اور ایک حصہ فوج سے مدراس چلا

۳۴ میسور سلطان مدراس سے واپس آنے کے بعد نظام علیخاں

- پیشوا بننا اور گھنٹہ راؤ کی سازش سے راجا جانا ۹۵
- ۴۸ رگھناتھ راؤ پیشوا کا مالک محروسہ پر حملہ - ۹۶
- ۴۹ نقشہ صف ہائے جنگ بیدر - ۹۷
- ۵۰ شاہ تجلی کا جواب اور اس کی تعبیر ۹۸
- ۵۱ ناراین راؤ کے قتل کے انتقام میں نظام علیا کی شرکت ۱۰۳
- قتل دیوان رکن الدولہ ۱۰۶
- دور دور ۱۲۱
- ۵۲ افواج پانہ گاہ کی ابتداء
- ۵۳ غلام سید خاں ارسطو جاہ کی اوسمہ سے حضور میں باریابی اور خدمت دیوانی سے ان کا تعلق ۱۲۲
- ۵۴ سکھ قلب کی تیرویج اور اس کے اسناد اچھام ۱۲۳
- ۵۵ مدراس گورنمنٹ کے سیرسٹر ہالڈ کا درود ۱۲۴
- حیدرآباد میں اوتھینہ طلب مسائل پر گفت و شنید ۱۲۵
- جنگ نرمل ۱۳۰
- ۵۶ جنگ نرمل اور اس کے اسباب ۱۳۱
- ۵۷ نقشہ صفوں جنگ ۱۱۹۷ ۱۳۷
- اتحاد پیشوا و نظام علیا ۱۴۱

- حیدر علیا کی صفیافت کرنا - ۶۶
- ۳۵ رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علیا کے ساتھ ۶۸
- شریک جنگ ہونا اور شکست پانا - ۶۸
- ۳۶ حیدر علیا اور رکن الدولہ میں افتراق ۷۰
- ۳۷ انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سلسلہ جینیائی ۷۳
- ۳۸ رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو اور وہاں اُن کی آوبھگت - ۷۵
- ۳۹ تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط ۷۶
- ۴۰ مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تحفہ کا ۸۲
- گورنر مدراس و نظام علیا کے مابین تبادلہ ۸۲
- راجہ ناگپور پر مکرر حملہ ۸۲
- ۴۱ راجہ ناگپور پر مکرر حملہ اور اس کی وجہ ۸۳
- ۴۲ صلح نامہ لکھنپور کی تکمیل اور اس میں ریاست اصفیہ کے مفاد سے قطع نظر ۸۵
- ۴۳ - ۸۹ بلدہ حیدرآباد کا پایہ تخت قرار دیا جانا ۸۹
- ۴۴ نماز استسقاء اور شدت باراں سے طہیانی ۹۰
- ۴۵ ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ ۹۳
- ۴۶ رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو ۹۴
- ۴۷ مادھو راؤ پیشوا کے بعد ناراین راؤ کا

- ۵۸ یسوپ سلطان کے مقابلے کیلئے مرہٹوں کا نظام علیشا کو صفحہ
اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت
صلح نامہ ایت گیر کا طے پانا۔ ۱۴۱
۵۹ قلعہ بادامی کا محاصرہ ۱۴۷
۶۰ قلعہ ادسونی کا محاصرہ ۱۴۸
۶۱ قلعہ شاہ نور پر متحدین کا حملہ ۱۵۰
۶۲ تنخواہ جاگیر کی نسبت احکام ۱۵۱
سفارت بیان کناو ۱۵۳
۶۳ سنہ ۱۲۰۳ کا جشن بآلگہ ۱۵۶
سفارت منجا یسوپ سلطان ۱۵۸
معائدہ نظام علیشا و کمپنی انگریزی ۱۶۱
جنگ میسور ۱۷۶۲ء ۱۶۷
جنگ کھڑلہ ۱۷۴۴
۶۴ کھڑلے کی جنگ کے اسباب
۶۵ مرہٹوں کے مقابلے میں انگریزوں کا نظام کی بددعویٰ
۶۶ نظام علیشا کے خلاف راجہ سندھیاء کی
یسوپ سلطان سے ریشہ دوانی ۱۷۵۵
۶۷ نظام علیشا کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی جو ۱۷۶۶
۶۸ جنگ کی تفصیل ۱۷۸
- ۶۹ نقشہ صوف افواج مرہٹہ درجنگ کھڑلہ ۱۷۹
۷۰ کھڑلے کی جنگ میں نظام علیشا کی شکست کلب ۱۸۱
۷۱ صلح نامہ کھڑلہ کے شرائط ۱۸۲
انگریزی فوج کی برطرفی ۱۸۳
۷۲ انگریزوں سے نظام علیشا کی ناراضی
۷۳ نظام علیشا کے فرزند اکبر علیجاہ کا خروج ۱۸۶
۷۴ انگریزی فوج کی کمراموری ۱۸۷
۷۵ سرکاری فوج کا باغی فوج سے مقابلہ اور علیجاہ
سرکاری فوج کی حفاظت میں آجانا
۷۶ پیشوا سے استرداؤ ملک ۱۹۰
۷۷ پیشوا سوانی مادھو راؤ کا انتقال اور ان کی
قام مقامی کے جھگڑے
۷۸ پیشوا کی قائم مقامی کے جھگڑے میں اسطو جا
کی حکمت عملی اور ان کی مخلصی ۱۹۲
۷۹ نانا پھر نویس کے منصوبوں کی تکمیل ۱۹۶
۸۰ عہد نامہ مہاڑ کی تعمیل ۱۹۷
جنگ میسور ۱۷۶۲ء ۲۰۱
عہد نامہ امدادی کی تکمیل ۲۰۴
عہد نامہ کی تکمیل کی نوبت پر سند رجاہ کی نشینی

ح

صفحہ ۲۳۴	ضمیمہ الف	شجرہ نظام علیاں
۲۳۵	ضمیمہ ب	عہد نامہ ایت گیر ۱۱۹۸ھ
۲۴۰	ضمیمہ ج	عہد نامہ ہزار بابا لاجپت
۲۴۴	ضمیمہ د	تہ نامہ سندھ
۲۴۷	ضمیمہ ہ	عہد نامہ مدادی ۱۱۹۸ھ
۲۵۳	ضمیمہ و	رقعہ رستو جاہ موسومہ میر عالم
۲۶۶	اشاریہ حصہ اول	
۲۸۱	اشاریہ حصہ دوم	

صفحہ ۲۰۵	میں استمداد کی شرط اور اس کے اسباب
۲۰۸	فرانسیسی فوج کی برطانیہ تحت معاہدہ ۱۲۱۳ھ
۲۱۴	وجہ تحریک اور اعلان جنگ
۸۴	حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان
۲۱۸	تقسیم ملک میسور
۸۵	میر عالم کی خدمت و کالت علیحدگی اور اس کے
۲۲۹	اسباب اور خدمت و کالت کا انضمام یوٹی پی
۲۳۰	انتقال نظام علی خاں
۸۶	نظام علی خاں کا انتقال اور ان کا مدفن
۲۳۱	ازواج و اولاد نظام علیاں
۲۳۲	عمارات

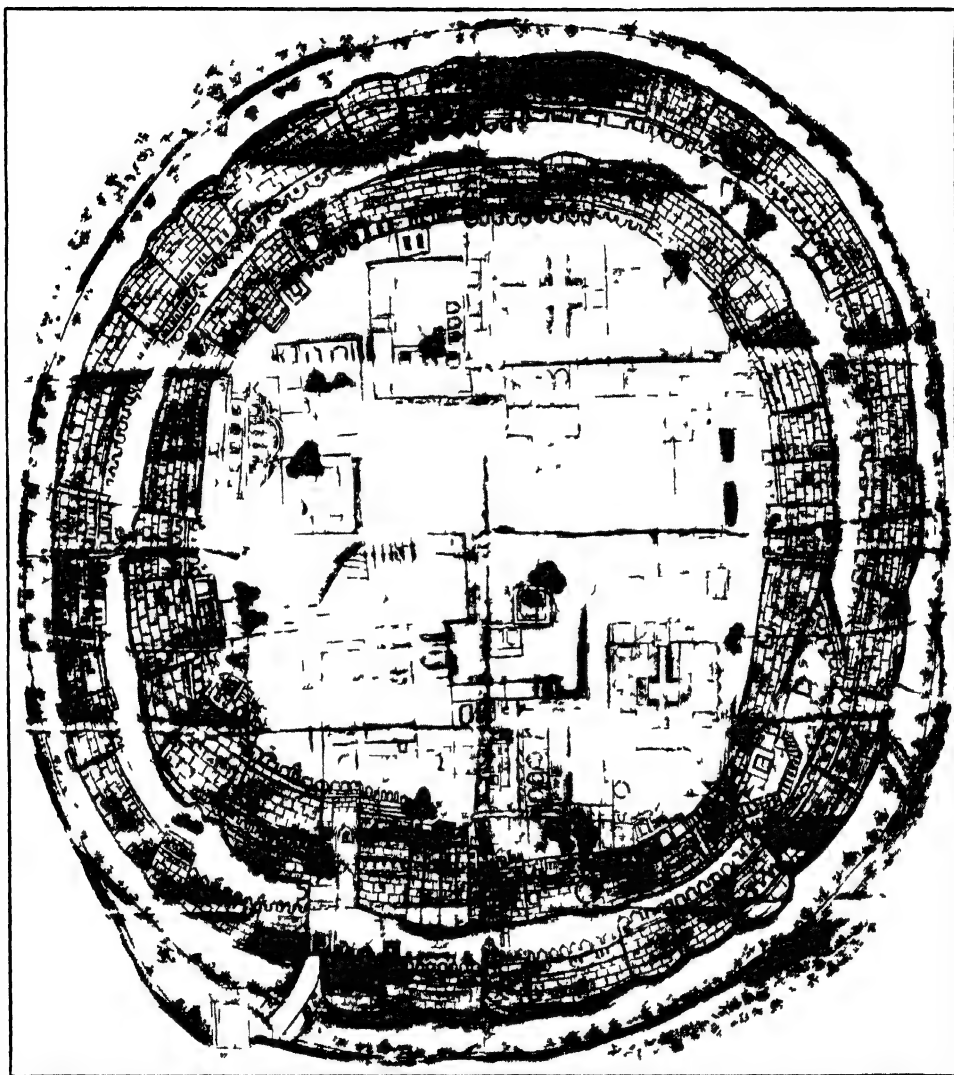
فہرست تصاویر

۱	تصویر ٹولٹ	۲۰۲
۲	تصویر قلعہ اودگیر	۱۹۴
۳	تصویر نظام علیاں آصف جاہ ثانی	۱۲۴
۴	تصویر رکن الدولہ	۱۲۴
۵	نذرارستو جاہ بن نظام علیاں	۱۹۴
۶	اعظم الامراء رستو جاہ	۲۰۲
۷	نظام علیاں آصف جاہ ثانی بسن پیری	

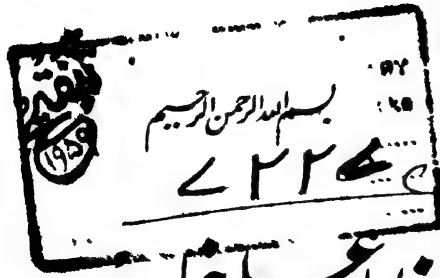
نظام علی خان

حصہ دوم

دورِ اول



قلعہ اود گبر



نظام علی خان

حصہ دوم پیشوا پر فوج کشی

مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین خاچہ بنگی اور اس کے اسباب تخت سلطنت پر ممکن ہوئے ابھی انتظامات ریاست کی طرف

متوجہ ہونے نہیں پائے تھے کہ ان کو مرہٹوں کی خانہ جنگی میں شریک ہونا پڑا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب نظام علی خاں اور مادھوراؤ پیشوا کے مابین صلح ہو گئی اور نوجوان پونہ کو روانہ ہوا تو اس نے اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ انتظام ریاست اپنا حصہ بھی ہے کیونکہ اب تک کمسن ہونے کے باعث اس کی طرف سے اس کا چچا ریاست کے کاروبار انجام دیتا تھا۔ نتیجے کا یہ مطالبہ چچا کو ناگوار ہوا یہی جھگڑے کی بنیاد ہے۔ لیکن اس جھگڑے کی بناء یہ بتائی ہے کہ مادھوراؤ کی والدہ گوپیکا بائی کا طرز عمل مناسب نہیں تھا جس پر رگھناتھ راؤ شومہر کا بھائی ہونے کی حیثیت سے تہدید کرتا تھا جو اس کو ناگوار ہوتا تھی۔ اسی وجہ سے اس نے اپنے لڑکے کو چچا کے خلاف بھڑکا دیا جس پر مادھوراؤ نے رگھناتھ راؤ کو

تید کر لینے کا منصوبہ باندھا اس سے مطلع ہو کر رگھناتھ رام ۳۲ صفر ۱۱۶۲ھ (۲۴ اگست ۱۷۷۹ء) کو صرف چند سواروں کے ساتھ پونہ سے نکل کر ناسک چلا گیا۔ محمد مراد خاں اورنگ آبادی اس طرح اس کے بے پروا سامان آنے کی خبر پائی تو ۱۴ صفر ۱۱۶۲ھ مذکور کو اورنگ آباد سے نکل کر ناسک پہنچا اور رگھناتھ راؤ سے ملا۔ مراد خاں کے آٹنے سے مادھوراؤ کے طرفداروں میں سے اکثر مرہٹہ سردار یہ خیال کر کے کہ نظام علی خاں رگھناتھ راؤ کی حمایت پر ہیں اس کے متفق ہو گئے یہ ہے بیان آزاد بلگرامی کا لیکن گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ اس موقع پر رگھناتھ راؤ نے مرہٹہ ریاست کے اکثر عہدہ داروں کو اپنا شریک کر لیا اور وہ یہ خیال کر کے کہ ریاست کا روبرو اپنے بغیر حل نہیں کینگے۔ اپنی اپنی خدمات سے دست بردار ہو گئے جس کے بعد مادھوراؤ نے سداشیو چننا جی بھاؤ کے ماموں ترمبک راؤ ماما کو اپنی وزارت پر نافذ کیا۔ جب ترمبک راؤ نے اس خدمت کو قبول کر لیا تو رگھناتھ راؤ کو نہ صرف اُس کے بلکہ ہر شخص کے خلاف جو اس موقع پر اس کا شریک تھا ایک سخت غصہ اور انتقامی جوش پیدا ہو گیا۔

مرہٹوں کی خانہ جنگی میں نظام علی خاں | جب مراد خاں رگھناتھ راؤ سے متحد ہو گیا تو اس نے بنگالی شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ سے اس کی امداد کرنے کے لئے معروضہ کیا جس پر خود بدولت نے

یہ ابتدا میں لشکر خاں کی سرکاریں ایک باہر تھیں اور پھر چند سواروں کا جمعہ ہوا گیا اور اس کے بعد راجہ تریابانتی دارالہامی کے زمانے میں امارت کے رتبہ کو پہنچ گیا تھا گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں وہ اورنگ آباد کا صوبہ تھا لیکن ہمیں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جس سے یہ یقین کیا جاسکتا کہ وہ اس وقت یا اس سے پیشتر یا بعد اورنگ آباد کا صوبہ پر تھا صاحب خزائنہ عامر نے اس کے متعلق صرف یہ تعریفی الفاظ لکھے ہیں ”محمد مراد خاں بہادر اورنگ آبادی کہ از عمدہ نوکرانِ آصفیہ“ ات و بر امتات غیر از نوایاں بود و در اورنگ آباد اقامت داشت ”اس سے بھی اس کا صوبہ دار چونا ثابت نہیں ہے ۱۲ ۱۷۷۹ء خزائنہ عامرہ صفحہ ۲۷۔

احکام اعانت صادر فرمائے اور خود بھی اس کی مدد پر نکلنے کی تیاریاں شروع کر دیں اس امداد نظام علیاں کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس نقصان کی تلافی کریں جو سابقہ مرہٹہ لڑائیوں میں انھوں نے برداشت کیا تھا۔

رگھناتھ راؤ اپنی اس طرح جمع کی ہوئی کثیر فوج کے ساتھ اورنگ آباد سے پونا روانہ ہوا۔ گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ احمد نگر اور پونہ کے مابین رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے پر حملہ کر دیا۔ مادھو راؤ نے دورانیشی کر کے اپنے آپ کو چچا کے حوالے کر دیا۔ لیکن صاحب تونک آصفیہ کہتا ہے کہ بند گانگالی اور رگھناتھ راؤ کی متفقہ فوجیں دریا بے بھیرا کے کنارے ٹک رہیں مادھو راؤ اپنی فوجوں کے ساتھ اس دریا کے دوسرے کنارے پر ٹھہر گیا طعینانی کی وجہ عرصہ تک عبور ممکن نہ ہوا اور جنگ میں تعویق ہو گئی اس دوران میں مراد خان ایک رات اپنے چند سپاہیوں کے ہمراہ دریا کو عبور کر کے خفیہ طور پر مادھو راؤ کے ڈیرے میں داخل ہو گیا اور اس کو دستگیر کر کے اپنی قیام گاہ پر لایا اور دوسرے روز رگھناتھ راؤ کو اپنے ڈیرے میں بلا کر دونوں چچا بھتیجے کو عہد و پیمان کے ساتھ ملا دیا۔ خدا جانے صاحب تونک آصفیہ کو یہ واقعہ کس ذریعہ سے معلوم ہوا۔ غلام علی آزاد بلگرامی جو اس عہد کے بڑے مورخ ہیں اور تقریباً اس زمانہ کی ہر جنگ میں شریک بھی رہے ہیں اس جنگ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ادھر رگھناتھ راؤ اورنگ آباد سے نکل کر احمد نگر کی طرف روانہ ہوا۔ اور ادھر مادھو راؤ نے پونہ سے احمد نگر کا رخ کیا

حتیٰ کہ ۵ ربیع الآخر ۱۱۷۱ھ (م ۲۴ - اکتوبر ۱۷۷۶ء) کو احمد نگر سے بارہ کوس پر دونوں فوجوں کا تقابل ہوا۔ مادھوراؤ شکست کھا کر میدان جنگ سے علیحدہ ہو گیا اور مان چاہی دوسرے روز اپنے آپ کو اپنے چچا کے پاس پہنچا۔ یہ مسلم ہے کہ نظام علیجاں نے اس جنگ میں رگھناتھ راؤ کو مدد دی اور دونوں فریقوں میں باہم صلح ہو گئی۔ ممکن ہے کہ نظام علیجاں کے امراء نے اپنے طور پر مادھوراؤ کو نشیب و فراز سے آگاہ کر کے رگھناتھ راؤ سے مصالحت کرا دی ہو۔ اس موقع پر نظام علیجاں خود رگھناتھ راؤ کی مدد کرنے کے لئے بیدر سے احمد نگر روانہ ہوئے تھے جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ صلح ہو گئی ہے یہ اطلاع پا کر بند گانغالی نے پیر گاؤں میں قیام فرمایا۔ رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ یہاں آکر علیحضرت سے ملاقات کی اور ماہ جمادی الاول کے اوائل میں کئی ضیافتیں جانبین سے ہوئیں اور یہیں اُس نے اس اعانت کے معاوضہ میں بند گانغالی کی خدمت میں پچاس لاکھ محاصل کا علاقہ اور قلعہ دولت آباد گزرانا اور کاغذات گزاشت عہدہ داران بند گانغالی کے تفویض کئے گرانٹ ڈن یہ کہتا ہے کہ جنگ میں مدد دینے کے معاوضہ میں رگھناتھ راؤ نے وعدہ کیا کہ قلعہ دولت آباد، سیونی، سیرگڑھ اور احمد نگر کے علاوہ اکاون لاکھ سالانہ محاصل کا علاقہ (جولائی ۱۷۷۶ء کے صلح نامہ میں دیا جانا طے پایا تھا) نظام علیجاں کو دیگا اور خزانہ عامرہ کے حوالے سے یہ لکھتا ہے کہ سوائے قلعہ دولت آباد کے نہ کسی اور قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ کسی حصہ ملک نے اس عہد نامہ کی رو سے نظام علیجاں کو عمل دخل ملا۔ حالانکہ خزانہ عامرہ کی عبارت کے کبھی یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا جو اس نے نکالا ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :-

”رگھناتھ راؤ ملک پنجاہ لک روپیہ وقفہ دولت آباد درجہ دہلی
اعانت بنواب آصف جاہ گزرا نیدو اسناد مرتب کردہ بولکلاؤ سرکار

حوالہ نمود۔“

نظام علیجاں اور رگھناتھ راؤیں جنگ اور اس کا سبب۔	اس جنگ اور مصالحت سے فارغ ہو کر رگھناتھ راؤ اپنے ملک انتظامات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یہ تہیہ کیا کہ گزشتہ موقع پر
---	---

جن لوگوں نے اس سے مخالفت کی تھی ان کا معقول تدارک کرے چنانچہ اسی غرض سے
وہ مرج کی طرف بڑھتا گوپال راؤ پیٹ وردھن کی تنبیہ کرے۔ نظام علیجاں کے دیوان
پر تباب و نت کو مراد خاں پر بڑا رشک تھا جب انھوں نے یہ دیکھا کہ مراد خاں کے
ذریعے رگھناتھ راؤ کے ساتھ اتحاد قائم ہوا ہے اور حالیہ مہم میں کامیابی کی وجہ سے مراد خاں
کو سُرخ روئی بھی ہوئی تو ان کو اس کا حسد ہوا اور اس کی ریس میں راجہ پر تباب و نت نے
گوپال راؤ سے مراسلت شروع کی کہ رگھناتھ راؤ سے مقابلہ کی ٹھیرے تو نظام علیجاں سے
مدد حاصل کر لے۔ ادھر نظام علیجاں کو اگسایا کہ مرہٹہ ریاست میں تفرقہ پیدا کرنے کے لیے یہ
موقع بہتر ہے ساتھ ہی ایک تدبیر اور کی وہ یہ کہ راجہ ستارہ (جو اس زمانے میں نابالغ تھا)
کی ولیہ تارا بائی کا انتقال ہو گیا تو خدمت ولایت تقرر طلب قرار پائی جس پر پر تباب و نت نے

لے خزانہ عامہ صفحہ ۷۲۔ ۷۳ سیواجی اور اس کے بیٹے کے بعد جب مرہٹہ ریاست میں برہمن وزراء کی قوت نباؤ
ہوئی تو وہ سیواجی کی اولاد کو برائے نام راجہ بنا کر ستارہ میں گدی نشین کرتے تھے اور حکومت خود آپ کرتے تھے ۱۲

ایک طرف جانوجی بھونسلمہ (راجہ ناگپور) کو اس خدمت کا مدعی بنا دیا اور دوسری جانب نظام علیخاں کی طرف سے خفیہ طور پر کولاپور سے مراسلت کی تا اس خدمت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو جائے اس طرح مٹھوا مادھو راؤ اور اس کے چچا رگھوناتھ راؤ کے خلاف نظام علیخاں کے دیوان نے گوپال راؤ پیٹ وردھن کے علاوہ جانوجی بھونسلمہ اور کولاپور کے راجہ کی ولیہ کو بھی اکسایا۔ ان میں سے ہر ایک کی تائید میں چند مرہٹہ سردار (مثلاً مورابہ پٹھرنویس، سدیشورام چندر فرزند رام چندر شیونی، بھون راؤ مغزول پریتی ندھی) بندگانغالی سے آئے جس سے اس موقع پر ان کی فوج اور قوت بہت زیادہ ہو گئی۔ صرف ملہار راؤ مہوکر اور داجی گیکوڑا رگھوناتھ راؤ کے ساتھ رہے اپنی کمزوری کو محسوس کر کے اس نے مقابلہ کو مناسب تصور نہ کیا اور نظام علیخاں کی فوج کے بازو بازو سے آگے نکل گیا اور اوزنگ آباد پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ بندگانغالی اس کے تعاقب میں اوزنگ آباد پہنچے تو وہ محاصرہ چھوڑ کے بھاگ نکلا اور جانوجی بھونسلمہ کے علاقہ میں داخل ہو کر دیہات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کر دیا جب وہاں نظام علیخاں اس کے تعاقب میں پہنچے تو وہ نوگی مٹن چلا گیا اور پھر جنوب مشرقی سمت سے مالک محروسہ سرکار عالی میں داخل ہو کر لوٹ مار چا دی۔ نظام علیخاں نے کچھ دور اس کا تعاقب کیا لیکن جب اس نے حیدر آباد کا رخ کیا تو انھوں نے خیال کیا کہ اس کے تعاقب سے شہر گواہ کہ مرہٹوں کے مرکزی شہر پر حملہ کر دیا جائے اور اسی غرض سے وہ سیدھا پونا روانہ ہوئے۔

لے گرانٹ ڈٹ کہتا ہے کہ یہ خطوط مرہٹہ مخطوطات ہیں اور راجہ کولاپور سے حاصل ہوئے ہیں یہ سنبھاجی کی بیوہ جی جیائی کے موسومہ ہیں جو اپنے قبیلے کی بیوہ جی نامی کی نابالغی کے زمانے میں اس کی ولیہ تھی۔



فظام علیخان آه ف چاه داری

دو و ایل حیدر آاد

پونہ کی تباہی | گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ جب پونہ میں یہ خبر پہنچی کہ مغل فوج آرہی ہے تو اکثر اشخاص نے اپنے مال و دولت کو تاحد امکان منتقل کر دیا اور خود آپ کانگن کی پہاڑیوں میں جا چھپے پیشوا کا خاندان اور دوفرنگ گڈھ بھیدیا گیا بریں ہم جانوجی کا ایک عہدہ دار سہمی باپو کورڈ بہ آتنا جلد پہنچ گیا کہ بھاگنے والوں کو اس نے لوٹ لیا اور سنگدھ کے دامن کا موضع جلا دیا بندگان عالی شہر پونہ سے دو کوس کے فاصلے پر قیام فرما ہوئے اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر لوٹے وہ گھر جس سے کوئی رقم نہیں ملی مسمار کر دیا گیا اس تباہی پونہ کی وجہ دراصل راجہ پرتاب نت اور جانوجی بھونسلمہ تھے اور یہ سبق نظام علیجاں نے مرہٹوں ہی سے حاصل کیا تھا اولاد محمد خان نے اس واقعہ کی تاریخ اس مصرع سے نکالی ہے 'ع' آتش زد پونہ را سپاہ اسلام رگھناتھ حیدر آباد کی جانب پلٹا تو وہاں کے ناظم بہادر دل خان نے شہر کے دروازے بند کر کے ایسا معقول انتظام کیا کہ اس کو شہر میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ مل سکا اور باہر باہر ہی سے حملے کر کے رہ گیا بیرون شہر پناہ کے حملہ جات سے البتہ ایک لاکھ اسی ہزار روپے بعنوان نعلین ہا اس نے حاصل کر لئے اور وہاں سے پونہ کی طرف لوٹا راستہ میں یہ کوشش شروع کی کہ ان مرہٹہ سرداروں کو جو نظام علیجاں کے ساتھ تھے ہموار کر لے چنانچہ ایک حصہ ملک کے لایچ پر خفیہ طور سے جانوجی بھونسلمہ کو اپنا طر فدار کر لینے میں اس کو کامیابی ہو گئی گرانٹ ڈف کا بیان ہے کہ رگھناتھ راؤ نے جانوجی کو یہ توقع دلائی کہ اس کو اس علاقہ سے جو پیر گاؤں کے صلح نامہ کی رو سے نظام علیجاں کو دیا جانے والا تھا بتیس لاکھ محاصل کا ملک دیا جائیگا بشرطیکہ ان سے

علحدہ ہو جائے چونکہ راجہ پرتاب و نت کے دورویہ پنی سے اس کے توقعات تقریباً منتقل ہو گئے تھے اس لئے وہ رگھناتھ راؤ کی طرف داری پر رضامند و آمادہ ہو گیا۔

جنگ اکس بھون

شہر پونہ کی تباہی کے بعد بندگانِ عالی پورندھر روانہ ہوئے اور دریائے بھمر کے کنارے تک تمام ملک روند ڈالا۔ اس حصہ ملک میں پہنچے تک موسم بارش آغاز ہو گیا تھا اس لئے خود بدولت نے یہ ارادہ فرمایا کہ برسات بیدریں گزاریں لیکن جانوجی نے یہ معروضہ کیا کہ اگر اورنگ آباد میں اقامت فرمائی جائے تو مناسب ہوگا کہ وہ مرکزی مقام ہے جہاں سے بیدر بھی قریب ہے پونہ بھی اور برابر بھی۔ چونکہ اس توجیہ میں ایک معقولیت تھی اور اعلیٰ حضرت کو اس کی خفیہ ساز باز کا علم بھی نہیں تھا اس لئے اس کے معروضہ کو منظور فرمایا اور غمان اورنگ آباد کی جانب منعطف فرمائی۔ رگھناتھ راؤ بندگانِ عالی کے لشکر کے پیچھے آگئے حتیٰ کہ نظام علیچاں دریائے گوداوری کے کنارے پہنچ گئے اور اپنے کارخانہ جات اور ایک حصہ فوج کے ہمراہ راکس بھون کے گھاٹ سے دریا کو عبور کیا اور بقیہ حصہ فوج راجہ پرتاب کی نگرانی میں دریا کے ادھر ہی کے کنارے پرکار رہا عین اس موقع پر جانوجی بھونسلہ اپنی فوج کی تنخواہ نہ پانے کے عذر پر راجہ پرتاب و نت سے علحدہ ہو گیا اس تفرقہ سے خبردار ہو کر رگھناتھ راؤ نے ۲۸ محرم ۱۱۷۳ھ (۸ اگست ۱۷۵۹ء) کو راجہ بہادر (پرتاب و نت) پر

اچانک حملہ کر دیا۔ جابنین کی فوجیں آپس میں گتھ گئیں معرکہ جہاں و قتال گرم ہوا نظام علیاں کو اس حملہ کی خبر ہوئی تو انھوں نے دریا کے دوسرے کنارے ہی سے توپوں کے ذریعہ راجہ بہادر کی امداد کی کوشش کی لیکن فاصلہ بہت بڑا تھا اس لئے اس کا کوئی اثر مترتب نہ ہو سکا اور جب دیکھا کہ مدد کی کوئی صورت نہیں ہے تو خود بدولت اورنگ آباد کی سمت روانہ ہو گئے اثناء جنگ میں راجہ بہادر کی فوج کے ایک حصہ نے رگھناتھ راؤ کے ہاتھی کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ اس کو قید کر لیا جاتا لیکن اس موقع پر خود وہ اور تنکارام ہری جو انردی سے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مادھوراؤ نے اپنی فوج کے ساتھ بڑے زور کا حملہ کیا اور اپنے چچا کو چھڑا لیا اس نوبت پر مراد خان نے (جس کو راجہ پرتاب دنت سے دلی عناد تھا) اپنے ایک قراول (آرڈری) کو حکم دیا کہ راجہ بہادر کے گولی مارے اس واسطے کہ اس منصوبہ کو جو اس نے رگھناتھ راؤ سے مصالحت قائم کر کے باندھا تھا راجہ بہادر کے طرز عمل سے نقصان پہنچا تھا اس کو یہ گوارا نہیں تھا کہ اپنے حلیف رگھناتھ راؤ کے مقابلہ میں راجہ پرتاب دنت کو کامیابی ہو۔ مراد خان کے آرڈری نے حکم کی تعمیل کی اور اس کی گولی برابر نسلنے پر بیٹھی۔ پرتاب دنت کی روح پرواز کر گئی ہو لکر کے پٹھان سپاہیوں نے اُن کا سر جسم پر سے اتار کر نیزے پر چڑھا دیا جس کو دیکھ کر راجہ بہادر کی فوج کے قدم اکھڑ گئے آثار آصفی راجہ بہادر کے سر کو جسمے علاحدہ کرنے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ بھجور دگولی لگنے کے راجہ بہادر تختہ عمار پر گر پڑے جس سے فوج کے قدم اکھڑ گئے۔

موسیٰ خان رکن الدولہ کا بیٹا ۱ مرہٹہ ماسلتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیا
سے سہارا ہونا۔ کی طرف کے دس ہزار آدمی مارے گئے بعض دریا میں کود کر

ڈوب مرے بعض قید اور اکثر فرار ہو گئے۔ اسی موخر الذکر گروہ میں موسیٰ خاں (رکن الدولہ) بھی
تھے جنہوں نے اس بھگدڑ میں بیک جامہ و دستار پونہ کی راہ لی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ
میدان جنگ سے نکل کر پونہ کیوں گئے۔ اس واسطے کہ یہ جنگ نظام علی خاں اور پٹوآ کے
مابین ہوئی تھی وہ اگر مرہٹہ فوج کے خوف سے فرار ہوئے تھے تو یہ قرین قیاس نہیں ہو سکتا
کہ جس کے خوف سے بھاگیں اسی کے حدود حکومت بلکہ اسی کی راجدھانی میں پناہ لیں۔
درآخالیہ میدان جنگ کے مضافات ہی میں اپنے مالک کے علاقہ کے بہت سارے موضع
اور قلعے ایسے موجود تھے جہاں وہ بآسانی پناہ گزیں ہو سکتے تھے اس موقع پر اپنے آقائے دلی
کے دشمن کے شہر میں پناہ لینے سے اس سوطن کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے کہ نظام علیا
منحرف ہو کر ان کے مخالفین سے مل لینے کی خاطر انھوں نے پونہ کی راہ لی تا اس طریقہ سے
کوئی مفید صورت پیدا ہو آئندہ کے واقعات سے اس قیاس کی تائید بھی ہوتی ہے جن میں
نظام علیا نے مرہٹوں کے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لی ہے اور اسی بے موقع دلچسپی کا
نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوت میں انحطاط پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ان کو سات دریا پار کی گنجائش
قوم سے مدد لینے پڑی۔ اکثر مورخین نے ان کے اس عمل کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن لجنہ ہارین
شیفٹ ابن لالہ نسارام فانی نے اپنی تصنیف آثار آصفی میں اس پر کافی روشنی ڈالی جو ہم اس
کتاب کی اصل عبارت کو ہدیہ قارئین کرتے ہیں جس سے اس جنگ اور اس کی بھگدڑ کے

علاوہ ہونے والے دیوان موسیٰ خان (اقتسام جنگ کے کن الدولہ) کے پونا جانے کی حالت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے :-

”مراد خاں کہ باراجہ بہادر غنادلی داشت رنگ جنگ دگرگوں
 دیدہ یقین دانست کہ اگر راجہ بہادر ازیں محاربہ زندہ ماند نخل ہستی
او بہ تیشہ ناکامی قطع خواہد کرد در عین دار و گیر قراول خود را نشانہ
کرد کہ بلا تاحشا بضرب تیر تفنگ کار راجہ بہادر تمام شد و بمجرد
رسیدن تیر تفنگ سر راجہ بہادر بر تختہ عماری رسید شکریاں را از
ملاحظہ ایں حال قدم ثبات از جارت وقع مبدل شکست شد فوج
ہر اس خوردہ ناب نارہ توپ و تیغ نیاورد و بے اختیار خود را
در گنگ انداختہ غرق بحر فاشدند و گر وہے از تیغ و تیر شربت مرگ
چشیدند غرض عالمے تلف شد و اکثر بہا بہا سیری آمدند و بعضی ہما
و متلع بدست غارتیاں دادہ آوارہ دشت ادبار شدہ جان خود
بسلامت بردند میر موسیٰ خان رکن الدولہ یا ایک جامہ و دستار
از دست تاراج گراں پایہ پا خود را نزد حیدریار خاں شیر خنگ
رسانید و ایں شیر خنگ پیش ازیں بدیوانی دکن سرفراز شدہ و ہر
صلابت جنگ مجدد اکنہ کنائیدہ بہ اتفاق رائے رایان و منجول

وحید اللہ خان دیوان سرکار و بھپن راؤ کھنڈا کھنڈا خراج جمع امور شد
 بود و بعد آمدن بندگان عالی از ایلکندل کنارہ از حضور نمودہ و روپونہ
 می برد آمدن میر موسیٰ خاں بادو گوش و مینی غنیمت پنداشتہ تبوضع
 تمام پیش آمدہ بہ اتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت۔“

اس موقع پر بھجپی ناراین شفیق نے جان بچا کر جانے والوں میں صرف اُن اصحاب کا ذکر
 کیا ہے جنہوں نے اپنا مال و دولت غارتگروں کو دے دلا کر اپنی جان بچائی اور اسی تذکرے
 بعد وہ موسیٰ خاں رکن الدولہ کا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ انہوں نے بیک جامہ و دستار تاراج
 کے ہاتھ سے نکل کر اپنے آپ کو شیر جنگ کے پاس پہنچایا۔ اس سے صراحتاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ
 مخالفین کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنا تمام اثاثہ بطور غاصی بہا بکر
 رہائی پائی اور اگر شرائط رہائی کے تحت ہی وہ پونہ پہنچے یا پہنچائے گئے ہوں تو بعید از قیاس بھی
 نہیں۔ گردھاری لال احقر نے تقریباً اُسی زمانے میں اپنی تاریخ ظفرہ لکھی ہے اور اس جنگ کے
 واقعات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس پر ایک قطعہ بھی نظم کیا ہے لیکن سخت
 ہے کہ اس میں اس نے موسیٰ خاں کے اس واقعہ سے قطعاً گریز کر دی ہے جس سے یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ یا تو اس واقعہ کو وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا یا اس لئے کہ اس نے اپنی تاریخ ان
 عہد دیوانی میں لکھی ہے ان کے اثر کے تحت اس پر پردہ ڈالنے پر مجبور تھا۔ ورنہ ایسا اہم واقعہ
 جس کی بنا پر ایک داروغہ ہر کارگان کو یک بیک اہم خدمت دیوانی ملی ہو اسی عہد کے ایک
 مورخ کو (جو تقریباً اس واقعہ جنگ میں شریک بھی تھا) معلوم ہونا قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا۔

بہر حال اس جنگ کی اطلاع کے بعد ہی نظام علیاں اورنگ آباد روانہ ہوئے جہاں
 وہ غرہ صفر ۱۱۸۱ھ (اگست ۱۷۶۷ء) کو پہنچے۔ بقول گرانٹ ڈنٹ یہ جنگ دو روز تک جونی
 رہی اس کے بعد رگھناتھ راؤ بھی دریا کو عبور کر کے نظام علیاں کے پیچھے ہی اورنگ آباد پہنچا
 اور شہر کا محاصرہ کر لیا وہاں کے صوبہ دار درگاہ قلی خاں سالار جنگ نے شہر کا انتظام منتقل کھا
 تھا۔ جملہ میں اس کو کامیابی ہونے نہ پائی اور وہ پاپا کر دیا گیا اور صلح ہو گئی۔ جس میں
 رگھناتھ راؤ نے نظام علیاں کی اس ہمدردی اور امداد کے نظر کرتے جو انہوں نے اس کے پیچھے
 مالدھوراؤ کے مقابلہ کے وقت اس کے ساتھ کی تھی اپنے عہدہ داروں میں مشورۃً یہ تجویز کی گئی
 اس علاقہ میں سے جو پیر گاؤں کے صلح نامہ کی رُو سے نظام علیاں کو دیا جانا چاہئے تھا۔
 بتیس لاکھ کا ملک جانوبی کو دیا جائے اور باقی نظام علیاں کو لیکن اس کے عہدہ داروں نے
 اس سے اتفاق نہ کیا اور اُس کو اس امر پر راضی کر لیا کہ بعض انیس لاکھ کے صرف دس لاکھ
 محاصل کا علاقہ بند گانوالی کو دیا جائے چنانچہ صلح نامہ میں یہی طے پایا۔ اسی صلح نامہ کی رُو
 یہ بھی طے پایا کہ گوپال راؤ پٹ در دھن کو حسب سابق قلعہ مرج تفویض کر دیا جائے اس کی مکمل
 کے بعد بند گانوالی اور رگھناتھ راؤ کی باہمی ملاقات ہوئی دوران گفتگو میں انہوں نے جنگ
 راکس بھون کی ناکامی کا الزام راجہ پرتاب و نت کی سُو غلی پر رکھا اسی ملاقات میں رگھناتھ
 راؤ نے یہ اعتراف کیا کہ پیر گاؤں کی جہم میں جو کچھ مدد نظام علیاں کی جانب سے اس کو دی گئی تھی
 وہ قابل اتنان تھی اور صلح نامہ کے بموجب کاغذات گزاشت پیش کئے اور جب جانوبی بھو
 کو اس کے کاغذات گزاشت دئے جانے لگے تو جہادیو راؤ نے جانوبی کو اس کی دغا بازی پر

بڑی اہانتِ ملامت کی اور اس پر یہ الزام لگایا کہ ایسے نامعقول طریقے سے اُس نے ایک ایسی سلطنت کی تباہی کا ارادہ کیا تھا جس کے ایک رئیس نے اس کے باپ کو سرفراز کیا اور ہندوؤں کو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

خدمت دیوانی پر رکن الدولہ	راجہ پرتاب و نت دیوان کے جنگ میں کام آجانے سے خدمت
کی سرفرازی اور اس کا سبب	دیوانی تقرر طلب تھی مگر فی الحال کوئی موزوں شخص بندگانِ عالی کو نظر

نہیں آتا تھا اور مناسب نہیں تصور کرتے تھے کہ یہ خدمت عرصہ تک تقرر طلب رہے اس لئے انھوں نے متوفی دیوان کے کمن پوتے جنمارا جہ کو اس پر نامزد فرمایا جو صاحبِ تیاج ظفرہ کے بیان کے بموجب دو مہینے اس خدمت پر مامور رہے شیرجنگ نظام علیاں کی آزدگی کی وجہ سے پونہ میں مقیم ہو گئے تھے جب موسیٰ خاں میدانِ جنگ سے کل کر پونہ میں ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے تجویز یہ نکالی کہ موسیٰ خاں کو نظام علیاں سے اپنی صفائی کا ذریعہ بنائیں اس غرض کے لئے انھوں نے مراد خان کو اپنا ہم خیال بنایا اور چونکہ وہ اور گھنٹہ راؤ پہلے ہی سے راجہ پرتاب و نت کے مخالف تھے اس لئے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ راجہ پرتاب و نت کا پوتا نظام علیاں کا دیوان بنے کیونکہ اس صورت میں اس امر کا امکان تھا کہ جنمارا جہ اپنے دادا کا بدلہ لینے کی خاطر گھنٹہ راؤ اور مراد خاں کے خلاف کارروائی شروع کر دے اس لئے شیرجنگ اور مراد خان نے موسیٰ خاں کو دیوان بنانے کی کوشش کی اور متذکرہ صدرِ صلح نامہ کے شرائط میں ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ خدمت دیوانی پر



رکن الدولہ احشام جنگ میر موسی خان

موسیٰ خاں مامور کئے جائیں اور اُدھر شیر جنگ نے موسیٰ خاں کو دیوان بنانے کی شہرت کر کے خود ان کے ساتھ یہ قرار داد کی کہ دیوان ہو جائیں تو وہ نظام علیا کی اس غلط فہمی یا سونپنی کو رفع کریں جو شیر جنگ کی نسبت ان کو پیدا ہو گئی تھی اور پھر انھیں حصوری طلب کر کے باریاب کر دیں چنانچہ اس شرط صلح اور باہمی مفاہمت کو صاحب مآثر آصفی نے اس طرح بیان کیا ہے :-

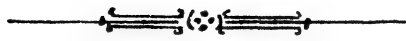
”..... (شیر جنگ) آمدن میر موسیٰ خاں باد و گوش و بینی غنیمت

پیدا شدہ تبواضع تمام پیش آمدہ باتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت و از شروط صلح ایں ہم قرار داد کہ بجائے راجہ پرتاب و نت از انتقالش میر موسیٰ خاں مدار کار شود و از میر موسیٰ خاں کہ نا آزمودہ کار و سید صاف طینت و متغیر بخت بندگان عالی بود و عہود و موافق مضبوط کرد کہ ہر گاہ ازیں مجلسی یافتہ بحضور رود و بر مدار الہامی مامور شود عفو تقصیرات شیر جنگ کنائیدہ از جانب مرہطہ طلب داشتہ نخیل امور جزو کل سازد میر موسیٰ خاں از آں حالت کہ زندگانی خود دشواری دانست جلیل القدر مدار الہامی زیادہ از حوصلہ خود تصور کردہ با شیر جنگ عہد کرد کہ ما بجائے پسر شہائیم در زندگی ما محض بتوجہ شہامی شود چہ جا کہ بر این مرتبہ بلند سرفرازی فرمایند ما را بخر نام و فرماں بری دیگر نخواہد بود۔“

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جس وقت موسیٰ خاں شیر خنگ کے پاس بے سرو سامانی کے عالم میں پہنچے ہیں ان کی زندگی دشوار تھی چہ جائے کہ ان کو عہدہ مدارالہامی کا خیال ہو اسی بنا پر انہوں نے اس خدمت کو اپنے حوصلہ سے زیادہ تصور کر کے شیر خنگ سے یہ اقرار کیا کہ ”میں آپ کے فرزند کے مانند ہوں میری زندگی محض آپ کی توجہ سے ہو رہی ہے اگر اس بلند مرتبہ پر مجھے سرفراز فرمائیں تو اس صورت میں آپ کی اطاعت و فرماں برداری سوائے مجھ سے اور کیا ہو سکتا ہے“ یعنی انہوں نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ خدمت دیوانی سے گویا خود شیر خنگ ان کو سرفراز کر رہے ہیں اور تا زندگی انہوں نے کبھی اس احسان کو فراموش بھی نہیں کیا اور آخر تک اپنا بزرگ سمجھتے رہے۔ بہر حال اس منہامیت کے بعد بنگالہ عالی نے حسب قرار داد موسیٰ خاں اختتام جنگ کو خطاب رکن الدولہ اور سربراہ صبح اور کنٹھ مرادید محنت فرما کر خدمت دیوانی سے سرفراز فرمایا اس خدمت پر مامور ہو کر رکن نے بہ اظہار اعتنان و تعمیل اقرار سب سے پہلے یہ کوشش کی کہ نظام علی خاں کے دل سے اس طلبی کو رفع کریں جو شیر خنگ کی نسبت پیدا ہو گئی تھی۔ آخر اس میں ان کو کامیابی ہوئی چنانچہ انہوں نے شیر خنگ کو پونہ سے طلب کیا اور اپنے توسط سے باریاب کیا اور چونکہ شیر خنگ ملکات کے عہد میں دیوان دکن رہ چکے تھے اور اس وجہ سے ریاست کے جزو کل امور سے واقف اور شکر کے عہدہ داروں اور بپاہیوں سے شناسائی رکھتے تھے وہ خود امور ریاست کا روبرو سلطنت میں حصہ لینے لگے رکن الدولہ بظاہر مدارالہام تھے لیکن جمیع جمہات ریاست کا اجرا انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا صاحب حدیقۃ العالم اسی واقعہ کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

در عهد نواب آصف جاہ ثانی در اوائل مدارالمہامی رکن الدولہ امیر
ریاست بصوابید آں امیر روشن تدبیر (شیر خنگ) تثبیت می یافت
بعد از آن کہ بنا بر کبر سن اگرچہ دست از آن کشید اما زمام وصول
ریاست در قبضہ اختیار آں والا افتد ار بود.....“

نظام علیجاں کا تہیہ اودھنی کی جانب | رگھوناتھ راؤ سے صلح ہونے کے بعد نظام علیجاں غزوہ بالکل
م ۹۔ ستمبر ۱۸۵۶ء کو اورنگ آباد سے نکلے اور ارادہ یہ کیا کہ سیر و سکار کرتے اور بید رہتے
ہوئے حیدر آباد پہنچیں اور وہاں کے انتظامات سے فارغ ہو کر اودھنی کی جانب متوجہ
ہوں کہ بسالت جنگ تقریباً اس زمانہ سے جب سے کہ صلاحیت جنگ پھیلی بندر
واپس ہوئے تھے ریاست کے لئے خیالات خام پکار رہے تھے اور اس دور ان میں جب کہ
نظام علیجاں زمام ریاست کو ہاتھ میں لینے اور اس کے بعد مرہٹوں کے مقابلے میں لگے
ہوئے تھے اُن کے اس خیال میں ترقی ہوتی رہی ان کے طرز عمل پر معلومات حاصل کرنے کے
بعد (جو اوراق مابعد میں مذکور ہے) ان کے ساتھ نظام علیجاں کے سلوک کا صحیح اندازہ
کیا جاسکیگا۔



بسالت جنگ کی جدوجہد

حصُول اقتدار و ریاست کیلئے
بسالت جنگ کی سعی

حیدر جنگ کے قتل کے بعد نظام علیاں برار، صلابت جنگ
حیدر آباد اور موسیٰ بُوسی پانڈ پھیری روانہ ہو گئے اور حب
سرکاران شمالی میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے مابین جنگ ہونے لگی تو صلابت جنگ
فرانسیسیوں کو مدد دینے کی خاطر حیدر آباد سے مچھلی بندر روانہ ہوئے لیکن وہ بعد از وقت
موقع پر پہنچے اور انگریزوں کی کامیابی سے مطلع ہو کر ان سے مصالحت کی کوشش کر گئے
اس دوران میں ان کو اطلاع ملی کہ نظام علیاں برار سے حیدر آباد آرہے ہیں سنتے ہی انھوں نے
اپنی فوج کے ساتھ حیدر آباد کی راہ لی بسالت جنگ (جو اب تک بحیثیت وکیل صلابت جنگ
کے ساتھ تھے) اُن سے علیحدہ ہو کر اپنی جاگیر (ادھونی) کو چلے گئے اور ایک دستہ فراسی
فوج کا حیدر جنگ مقتول کے بھائی ذوالفقار جنگ کے تخت نوکر رکھ لیا اور اپنے علاقہ سے
نجیب اللہ قلعہ دار نیلور اور اُن بڑے بڑے پالیگاردوں کو جو دریائے پنا کے کنارے
رہتے تھے شاہی شکیش کی ادائیگی کی نسبت تاکید خطوط لکھے اور یہ ظاہر کیا کہ منجانب
شہنشاہ وہ اس غرض کے لئے مامور ہوئے ہیں۔

فرانسیسیوں کے تعلقات
بسالت جنگ کے ساتھ

اسی عرصہ میں موسیٰ بُوسی کو یہ توقع پیدا ہو گئی تھی کہ وہ صلابت جنگ کے
مکرراتحاد قائم کر لے گا اور یہ منصوبہ باندھ رہا تھا کہ صلابت جنگ سے

عرض معروض کر کے کرناٹک کی قیادت بسات جنگ کے نام پر منظور کرا دئے تاکہ وہ (بسات جنگ) وقتاً فوقتاً انگریزوں کے مقابلے میں فرانسیسیوں کی مدد کرتے ہیں اور یہ ہتھیہ کیا کہ وہ ایک دستہ فوج کے ساتھ بسات جنگ کے پاس جا کر یہ معاہدہ طے کرے کہ کرناٹک کی قیادت ملنے پر وہ اس کی مدد کرتے رہیں۔ اسی دوران میں اُس کو فندوا سی (وانڈیو اش) کی فتح کی اطلاع ملی جس کی وجہ سے وہ مقبوضات جدیدہ کے نئے انتظامات کی خاطر اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے سے ایک عرصہ تک باز رہا۔ اس دوران میں بسات جنگ نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی چنانچہ انھوں نے پُولور پہنچ کر یہ اعلان کر دیا کہ اب نیلوپر حملہ کر دیں گے۔ لیکن جب وہ پیار کے قریب پہنچے تو انہوں نے جنوب کی سمت جانے کے عوض مغربی رخ اختیار کیا اور ۱۰۔ ستمبر (م ۱۷ محرم) کو ساٹنگام کے میدان میں اترے جو نیلوپر سے سولہ میل پر ایک ندی کے کنارے واقع ہے یہاں پہنچ کر انھوں نے نجیب اللہ اور تین اور زمینداروں کو طلب کیا کہ وہ بذات خود حاضر ہو کر نذر و پیشکش داخل کریں۔ لیکن ان سب نے بہ لطائف اخیل ٹال دیا۔ آخر وہ اپنی تمام فوج کے ساتھ دریاء جو کر کے یکم اکتوبر (م ۸ صفر) کو سیداپورم میں قیام پذیر ہوئے اور موسیٰ بوسی کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ بوسی ۱۸۔ اکتوبر (م ۲۵ صفر) کو آرکاٹ سے نکل چکا تھا کہ وندواسی کی فریاد فوج تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ ہو گئی اُس کا کچھ اثر خود اس کی رکاب کی فوج میں بھی پیدا ہونے لگا تو اس نے فوج کے تمام سپاہیوں کو انکی اپنی تنخواہوں کا ایک ایک حصہ دیکر سمجھا دیا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے راستہ کا رخ بدلا۔ انگریز وندواسی

شکست کھا کر کنجپورم پر اٹھیرے جہاں سے گورنمنٹ مدراس نے کیپٹن مور کے تحت نو سو بیٹوں کی فوج بسات جنگ کی طرف روانہ کی۔ وہ اس زمانہ میں سیداپورم ہی میں مقیم تھے یہ فوج اس عرض سے بھیجی گئی تھی کہ بسات جنگ کو بوسی کی فوج سے ملنے نہ دے۔ بنگریا چیم اور واملہ دینکٹ پیٹھ کے پالیگارا بنک انگریزوں کے طرف دار تھے لیکن جب وہ انگریزی فوج کی امداد سے مایوس ہو گئے تو سمپت راؤ کے توسل سے بسات جنگ کے پاس چلے گئے محفوظ خاں اور سمپت راؤ نے اپنے ایک وکیل کے ذریعہ بسات جنگ کے ساتھ مفاهمت کر لی سمپت راؤ نے یہ خیال کیا کہ اگر بسات جنگ نواب کرناٹک ہو جائیں تو وہ اس کو اپنا دیوان بنالیں گے اور جب وہ اپنے کاروبار کے تحت اپنے مرکز (ادھونی) کو لوٹ جائیں تو کرناٹک میں محفوظ خاں کو اپنا نائب مقرر کر دیں گے اور (محفوظ خاں سمپت راؤ اور بسات جنگ میں) یہ مشورہ ہونے لگا کہ فرانسیسیوں سے کیا معاہدہ طے کیا جائے۔ نوبت پر آرمی کا بیان ہے کہ صلّات جنگ کے دربار کا ایک امیر جو نظام علی خاں کا ایک معتبر طرفدار تھا۔ بسات جنگ کے پاس پہنچا تا اُن کو انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کی مدد حاصل

۱۔ پہلے انور الدین خاں نواب کرناٹک کا دیوان تھا ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے محمد علی کے پاس بھی رہا مگر انھوں نے اس کا اعتبار نہ کیا تو وہ مدراس کے محاصرے کے کچھ ہی عرصہ قبل اپنی تمام دولت لیکر کاستری میں جا رہا اور موجودہ نواب کرناٹک سے برخاستہ فاطمہ ہو کر محفوظ خاں سے مل کر مٹنے والی میں ایک فداو چار کھاتا۔

۲۔ یہ انور الدین خاں، نواب کرناٹک کے دوسرے بیٹے اور محمد علی خاں کے بڑے علاقائی بھائی تھے اور محمد علی خاں سے بڑا ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ریاست کرناٹک کا اقتدار دیتے تھے اور حصول ریاست کے لئے ہمیشہ اپنے بھائی کے مقابلے میں

کرنے سے باز رکھے اور اس کے صلے میں ان کو مزید جاگیر و عطیہ کی توقع دلائی گئی افسوس ہے کہ اُن امیر کا نام و نشان نہ آرمی کو معلوم ہو سکا نہ ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ بسالت جنگ آخر سمپت راؤ کے مشورے پر مائل ہوئے اور اگر انگریزی فوج کا لستری میں نہ پہنچی ہوتی تو وہ (بسالت جنگ) کرناٹک کے علاقہ میں داخل ہو گئے ہوتے انگریزوں کے کا لستری میں آجانے کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی ہمت ہو گئے کہ موسیٰ بوسی اپنی معینہ یارخ کے بعد بھی سید اپورم نہ آیا۔ جہاں اُن سے ملنے کی قرارداد ہوئی تھی۔ جب اُن (بسالت جنگ) وندواسی کی فرانسیسی سپاہیوں کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ پناہ کو عبور کر کے شمال مغربی سمت میں کڈپہ چلے گئے اُن کی فرانسیسی فوج ان کے ساتھ رہی اور فرانسیسی عہدہ دار کئی یقین دلاتے ہیں کہ بوسی اُن سے کڈپہ میں آلیگا بوسی کو یہ اطلاع ۲۴ اکتوبر ۱۸۵۷ء (۲ ربیع الاول) کو ملی اور وہ فوج کی صرف تین کمپنیوں کے ساتھ اُسی دن نکلا اور ۱۰ نومبر ۱۸۵۷ء (۱۰ ربیع الاول) کو بسالت جنگ کے کیمپ میں پہنچا جو کڈپہ سے چھ میل پر ایک میدان میں قائم ہوا تھا بسالت کے رکاب کی فرانسیسی فوج کو تنخواہ کے علاوہ سامان رسد کی بھی سخت تکلیف تھی اور ان کی ضروریات کی پابجائی میں عہدہ داروں نے اپنی ایک ایک چیز فروخت کر دی تھی تب تک تکالیف کی وجہ سے یہ فوج بھی باغی ہونے پر آمادہ تھی۔ بوسی سے مل کر بسالت جنگ نے اپنے یہ شرائط پیش کئے :-

بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ	(۱) فرانسیسی اُن (بسالت جنگ) کو آرکاٹ کا خود مختار مملکت تصور کریں۔
---	---

(۲) فرانسیسی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کو اُن کے تفویض کر دیں۔

(۳) اُن ممالک کی آمدنی کا صرف ایک ثلث حصہ بابت جنگ ان کے حق میں چھوڑ دیں گے۔

(۴) اس کے بعد جو حصہ ملک فتح ہو وہ بلا شرکت غیرے خود اُن کی ملک ہوگا

(۵) ریاست کے کاروبار دیوان چلائیں گے جس کو وہ خود مامور کریں گے۔

(۶) فرانسیسی اس امر پر حلف اٹھالیں کہ اگر نظام علیاں کرنا ملک میں داخل ہوتے بابت جنگ کی مدد کریں گے اور اگر فرانسیسی انگریزوں سے صلح کر لیں یا اُن کو فتح کر لیں تو نظام علیاں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کا ایک حصہ وہ اُن (بابت جنگ) کو دے گا (۷) صلح ہو جانے کے بعد کرناٹک اور اس کے محالات پر بابت جنگ قابض رہیں گے اور فرانسیسی کسی حصہ آمدنی کے مستوجب نہیں ہوں گے۔

(۸) بابت جنگ کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہیں دکن میں داخل ہوں۔

(۹) جب کبھی وہ اپنے مرکزی مقام سے نکلیں تو فرانسیسیوں کو چاہئے کہ وہاں کی

مخاطبت تین سو یورپین اور دو ہزار دیسی سپاہیوں اور توپ خانہ اور آلات حرب و ضرب کے ساتھ کریں اور اس کے اخراجات کرناٹک کی آمدنی سے بابت جنگ ادا کر دینگے

(۱۰) ایک عرصہ سے بابت جنگ کی فوج کی تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی تھی اور ناٹک

کی شہادت کے بعد سے وہ کرناٹک میں خدمات بجالانے سے پہلو ہتی کرتی تھی اس لئے موسیٰ بوسی کو چاہئے کہ چار لاکھ روپیہ قرض دے تاکہ اس رقم سے فوج کی تنخواہ ادا کر کے

اس کو پیش قدمی پر رضامند و آمادہ کیا جاسکے۔

(۱۱) موسیٰ بُوسی کو اگر اس معاہدے پر عمل کرنا منظور نہ ہو تو بابت جنگ کے آرکٹ

پہنچنے کے بعد اس کی فوج پُر امن طریقہ سے ان کے علاقہ سے باہر ہو جائے۔

ان شرائط کا مسودہ ہیٹ راؤ نے مرتب کیا تھا ظاہر ہے کہ ایک ایسی قوم کا کوئی رکن جس کا طمع نظر جلب منفعت اور ملک گیری ہو ان شرائط کو کس طرح منظور کر سکتا ہو بُوسی نے ان کو پسند نہ کیا اور دوسرے شرائط پیش کئے جن کو بابت جنگ نے منظور اور اُس کی صلاح سے ایک فرمان جاری کیا۔ جس کی رُو سے صوبہ آرکٹ فرانسیسیوں کو دیدیا گیا اور یہ احکام نافذ کر دئے گئے کہ اس علاقہ کے تمام زمیندار پالیگاز فرانسیسی گورنمنٹ کو مقررہ انداز نہ و شکیش ادا کیا کریں۔ اس تصفیہ کے بعد بُوسی نے بابت جنگ ہی کی رقم سے ضروریات فوج کی تکمیل کر لی اور چھٹے دن ۱۶ نومبر (م ۲۵ ربیع الاول) کو واپس ہوا اور ۱۰ دسمبر ۱۷۵۹ء (م ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۰ھ) کو آرکٹ پہنچا۔

بابت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے اس واقعہ کے مہینہ دو مہینہ کے اندر اندر او دگیر کی جنگ معاملات ریاست میں خیل ہونا ہوئی جس کے بعد نظام علیجاں راجمندی گئے تو بابت جنگ صلابت جنگ کے پاس پہنچے اور ان کے وکیل مطلق کی حیثیت سے کاروبار ریاست میں خیل ہو گئے صاحب سوانح دکن کا بیان ہے کہ اس دفعہ ان کے انتظام سے خرچ بڑھ گیا اور آمدنی گھٹ گئی جس کی وجہ سے فوج قابو سے باہر ہو گئی اور ہر ایک امیر اپنے قلعہ کی

منانے لگا ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ اس وہلہ میں سبالت جنگ نے کاروبار ریاست زیادہ عرصہ تک انجام نہیں دے سال چھ مہینے میں کسی ریاست کے مدخل و مخارج کی کمی یا اضافہ کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس نوبت پر آمدنی کی کمی کا الزام ان پر عائد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جنگ او دگیر میں جو صلح ہوئی تھی اس کی رُو سے تقریباً ساٹھ لاکھ محاصل کا نقصان ہو گیا تھا اور یہ انصاف سے بعید ہے کہ اس کمی کا الزام سبالت جنگ کے ذمہ عائد کیا جائے بہر حال اس دوران میں سبالت جنگ کو یہ سوچھی کہ اپنی جاگیر کے اطراف کے علاقے کو ریاست کی فوج کے ذریعہ اپنے زیر اثر لائیں چنانچہ وہ صلابت جنگ کو لیکر بیجا پور کی طرف روانہ ہوئے ابھی بلارنی تک ہی پہنچے تھے کہ سبگالغالی کو سبالت جنگ کے طرز عمل کی خبر ملی اور وہ بہ منازل طولانی بھائی کے پیچھے روانہ ہوئے جب ان کی آمد کی خبر ملی تو سبالت جنگ صلابت جنگ کو چھوڑ کر ادھونی چلے گئے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے ریاست کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ یا تو اپنے جلب منفعت کی غرض سے کر رہے تھے یا نظام علیجا کے منصوبوں کو نقصان پہنچانے کے لئے جب ان کو ان کے آنے کی خبر ملی تو وہ اسی وجہ سے سب چھوڑ چھاڑ اپنی جاگیر کو چلے گئے رنست خاں فوجدار کرنول ان کی طرفداری پر آمادہ ہو گئے اور یہ دونوں متحد ہو کر بڑے منصوبے باندھنے لگے۔ اس دوران میں نظام علیجا مرہٹوں کے معاملات میں گتھے رہے جسکی وجہ سے ان کو موقع نہیں ملا کہ سبالت جنگ کی

لے یہ ملاقات تو مرہٹوں کی دست برد سے یا حیدر علی خاں کی مداخلت کے باعث انکی دست رس سے باہر ہو رہا تھا۔

تہدید و تنبیہ کرتے یہاں تک کہ راکس بھون کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے جنوبی معاملات میں دلچسپی لینے کا ہتھیار کیا۔

صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق مورخین کا بیان	جب نظام علیجاں حیدر آباد کے ارادے سے اورنگ آباد
	نکلے تو ان کو اطلاع ملی کہ ۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ (۱۷۵۱ء) میں

کو بیدر میں صلابت جنگ کا انتقال ہو گیا ان کی وجہ مرگ کے متعلق گرانٹ وٹس ہتھیار کہ نظام علیجاں نے ان کو ہلاک کروا دیا۔ صاحب آثر آصفی کا بیان بھی یہی ہے صاحب حدیقۃ العالم کہتا ہے کہ ان کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ اور صاحب اندازہ واقعات و کمن کا بیان ہے کہ صلابت جنگ نے قید خانہ سے نکل جانے کی چند بارزنا کام کوششیں کیں جس پر وہ ہلاک کئے گئے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ صلابت جنگ کی یکایک موت کی اطلاع پر مورخین نے اپنا اپنا قیاس لگایا ہے لیکن کسی مورخ نے اپنا ذریعہ معلومات نہیں بتایا ہے جس سے حقیقت واقعہ پر کوئی تنقیدی نظر ڈالی جاسکتی تاہم ہمارے خیال میں ایسا کوئی قیاس قائم کرنے سے پیشتر یہ امر غور طلب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہلاک کرنے کے لئے یہ محل یا موضع تھا بھی یا نہیں۔ ہم ایسی کوئی کافی وجہ نہیں پاتے جس پر سے یہ قیاس کیا جاسکے کہ نظام علیجاں اپنے بھائی کی موت کا باعث ہوئے جب انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کر دیا اور وہ ہر طرح سلطنت پر قابض ہو چکے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان کی جان

۱۔ ہٹری آف دی مرٹاس جلد اول صفحہ ۲۶۔

۲۔ آثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۷۔

۳۔ حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۲۔

درپے ہوتے اس کا امکان اسی وقت تھا جب کہ انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کیا نہ کہ اس کے تیرہ مہینے بعد لگریہ تصور کیا جائے کہ رگھناتھ راؤ کے غلبہ پانے کی وجہ سے پیشہ تھا کہ وہ بجائے نظام علیخاں کے صلابت جنگ کو پھر تخت پر بٹھا دے گا جیسا کہ حقیقۃً ^{العالم} میں بتایا گیا ہے تو یہ اس وجہ سے باور نہیں کیا جاسکتا کہ جنگ کے ساتھ ہی رگھناتھ ^{راؤ} نظام علیخاں کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچ گیا جہاں اس سے صلح ہو گئی اگر وہ صلابت ^{جنگ} ہی کی طرف داری پر مائل ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ دریائے گوداوری کے اُسی کنارے سے جہاں جنگ ہوئی تھی وہ بیدر کی طرف روانہ ہو جاتا اور صلابت جنگ کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیتا۔

بالت جنگ کو صلابت جنگ کے | صلابت جنگ خواہ اپنی مرگ طبعی سے مرے ہوں خواہ کسی
رحلت کی اطلاع پر بگڑ سانی | نے ان کو قتل کیا ہو مگر ان کی موت کی اچانک اطلاع جب
بالت جنگ کو پہنچی تو ان کو نظام علیخاں سے اور سو وطنی پیدا ہو گئی اور ان کو ان کے
فاشیہ برداروں نے یقین دلادیا کہ نظام علیخاں ہی نے ان کو ہلاک کر دیا سب اب
اگر بالت جنگ ان کے ہاتھ لگ جائیں تو ان کی بھی خیر نہیں اس کے بعد نظام علیخاں
کے اور زیادہ مخالفین اور فوجدار کرنول کے ساتھ متحد ہو کر آمادہ پیکار ہو گئے۔
نظام علیخاں کو اپنے بھائی (صلابت جنگ) کے انتقال کی اطلاع ملی تو وہ
نے بہت کچھ اظہارِ ملال کیا اور حسب دستور تین دن تک ڈیوڑھی کی نوبت نوازی ہوئی
کرادی اور تین دن تک خود بدولت برآمد نہیں ہوئے فاتحہ زیارت کے بعد دربارِ تختہ

نظام علیجاں کرناٹک میں

چند بدن اور ہیار کا قصہ عشق | ادھونی کی ہم سے فراغت پا کر خود بدولت ترقی روانہ ہوا جس پر
اور ان دونوں کی قبر کی زیارت | صاحبِ توزک آصفیہ نے ذکر کیا ہے کہ موضع کدہری کوٹہ میں
ایک قبر پائی گئی جس کے دو تعوید تھے بندگانِ عالی نے اس کو ملاحظہ کر کے دریافت فرمایا
کہ اس کی کیا وجہ ہے اور یہ قبر کس کی ہے معلوم ہوا کہ اس میں ہیار نامی عاشق اور اس کی
مشوقہ چند بدن و فن ہیں۔ بندگانِ عالی کا قیام اس موضع میں تین روز رہا شکر کے اکثر
لوگ اس قبر کی زیارت کرتے رہے چوتھے روز وہاں سے کوچ ہوا اور سواری کو ہتھان

۱۔ مورخ موصوف کا بیان ہے کہ ان دونوں کے عاشقہ کا واقعہ ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں گزرا ہے لیکن اس تاریخ
کے شائع کنندہ میراج علی صاحبِ سوسی کہتے ہیں کہ انھوں نے بعض نسخوں میں اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد میں لکھ دیا ہے
اور یہ زیادہ صحیح ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کا ذکر فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ میں نہیں کیا ہے جو ابراہیم عادل شاہ
ہی کے زمانہ کا مورخ ہے البتہ اس کا ذکر تاریخِ عادل شاہیہ کے مصنف نے کیا ہے جو اس واقعہ کو محمد عادل شاہ
کے عہد سے منقطع کرتا ہے قیاس یہ ہوتا ہے کہ شاہجی مصنفِ توزک آصفیہ نے اس واقعہ کو بشکلِ ثنوی فصلاً
لکھا ہے کیونکہ اپنی تاریخ میں جہاں انھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے وہیں اپنے چند اشعار بھی لکھے ہیں جن سے اس
قصہ کا ذرا سا خاکہ ذہن میں آجاتا ہے ممکن ہے کہ ان کا ماخذ چند بدن و ہیار کی وہ اردو ثنوی ہو جس کو
میرزا محمد متیم میمنی نے مولانا اورنگزادہ کے مابین لکھا ہے۔

ترپتی میں داخل ہو ہی اطراف کے چھوٹے چھوٹے زمیندار اور پالیگاروں نے خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے پیشکش داخل کئے۔

نظام علیاں کے آنے کی اطلاع پر | نواب کرناٹک کو جب بندگانِ عالی کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آرکٹ چھوڑ مدراس چلے گئے اس چڑھائی کی وجہ سے

کہ کرناٹک کا علاقہ صوبہ دکن میں شامل تھا جس پر نظام علیاں منجانب ہنشاہ مغلیہ صوبہ مقرر ہوئے تھے اور نواب کرناٹک صوبہ دار دکن کے زیر اثر و اقتدار ہوتا تھا۔ لیکن موجود وقت نواب ان کی بیادت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور سالانہ واجب الادا رقم عطا نہیں کر رہے تھے نظام علیاں کے کرناٹک میں آنے کی غرض یہی تھی کہ ان کو راہِ راست پر لائیں لیکن جب محمد علیاں نواب کرناٹک کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو ان سے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی اور وہ سیدانگریزی کمپنی کی حمایت میں چلے گئے جس پر بندگانِ عالی نے یہ مناسب خیال کیا کہ اپنے پاس سے کسی دیرینہ کارامیر کو یہ حیثیت سیف مدراس بھیجیں تاکہ وہ خود نواب کرناٹک کو حکمتِ عملی سے راہِ راست پر لگائے اور اس غرض کے لئے نیرالملک علیہ جید ریاحاں شیرخنگ کا انتخاب فرمایا امثال امر میں وہ مدراس گئے اور شیب فرار سے نواب کرناٹک کو آگاہ کر کے ہموار کر لیا۔ لیکن ان پر نظام علیاں کا رعب ایسا سبوتا ہو گیا تھا کہ وہ بذاتِ خود بندگانِ عالی کے حضور میں نہ آ سکے البتہ اپنا ذمگی پیشکش اور اپنی نذریں شیرخنگ ہی کے ذریعے داخل کر دیں اور آئندہ اطاعت کا اقرار کر لیا۔

نظام علیاں کا کرناٹک چلے کرنا | اس موقع پر نظام علیاں کے کرناٹک میں آنے کے متعلق اچھی سن اور اس کے متعلق انگریزی سرکاری بیان

بیان کیا ہے کہ انھوں نے ۱۹۶۵ء (۱۹۶۵ء) میں کرناٹک پر حملہ کیا لیکن وہ سپاہ کوٹے گئے خدا جانے اس سپاہی کا داخلہ اس کو کہاں سے ملا۔ برگس نے بھی اپنی کتاب دی نظام میں لکھا ہے کہ کرنل کمیل نے نظام علیجاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کا یہ بیان بھی ہماری نظر میں قابل تحقیق ہے اس واسطے کہ ۱۹۶۲ء کے اختتام سے جون ۱۹۶۵ء تک مدراس گورنمنٹ سے مختلف رسالے اور پلانز مرکزی اور جنوبی کرناٹک کے پالیگاریوں کے مقابلے کے لئے مامور ہوئے تھے اور ترجیا پالی کے شمالی علاقہ کے پالیگاریوں کے مقابلے میں کرنل چارلس کمیل کے تحت ایک مختصر سی فوج بھیجی گئی تھی جو کہیں نظام علیجاں کی فوج سے مقابل نہیں ہوئی اور خود کرنل مذکور کی رپورٹ کے شائع شدہ حصہ میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا تو پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کرنل کمیل نے نظام علیجاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت پر مجبور کر دیا۔ یہ ممکن تھا کہ کمیل نے بندگان عالی کے طرفدار پالیگاریوں پر حملہ کر کے ان کو سپاہ کیا ہو اور ابا لیان پٹنی نے اس کی اس کارگزاری کو نظام علیجاں کے مقابلے میں تصور کیا ہو لیکن ہم کو اس کا بھی کوئی قطعی ثبوت نہیں ملتا اور تا وقتیکہ ایسا کوئی مواد یا رپورٹس یا اور حالات شائع نہ ہو جن سے اس کا ثبوت ملے۔ ہم یہی یقین رکھتے ہیں کہ نظام علیجاں اور انگریزی فوج کا اس عرصہ میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا

کرناٹک سے نظام علیجا کی پالیسی

کرناٹک سے واپسی کا راستہ | بہر حال جب شیر خنک محمد علی خاں نواب کرناٹک کے پاس سے
تھے تحائف اور نذر پیشکش لیکر حاضر ہوئے تو بندگانِ عالی نے راجمندی کی طرف کوچ کے
احکام صادر فرمائے کہ وہاں کے معاملات کو اپنے قابو میں لانا ضروری تھا اس واسطے کہ
اودگیر کی جنگ کے بعد نظام علیجاں اودھر کے انتظام کی غرض سے نکلے تھے مگر چونکہ راستہ
ہی میں انکو صلابت جنگ کے انحراف کی اطلاع ملی تھی اس لئے کسی انتظام کے بغیر وہ حیدرآباد
لوٹ گئے تھے اور یہاں کے انتظامات کو کسی اور وقت پر اٹھا رکھا تھا جس کا موقع اُن کو اب
اس سفر میں ایسے راستہ سے گزر ہوا جس میں کوہستانی سلسلہ کی وجہ سے اور پانی نہ ملنے کے باعث
فوج کو بڑی مصیبتوں کا سامنا ہوا اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ صاحبِ نورنگ ^{راہ} نے
یہ بیان کی ہے کہ اس علاقہ والوں نے یہ خیال کیا کہ اگر آباد حصہ اراضی سے گزر ہوگا
تو اراضی پامال اور زمینداروں کو نقصان پہنچے گا اور بندگانِ عالی بہت جلد راجمندی پہنچکر
وہاں کے صوبہ دار قطب الدولہ حسن علی خاں کو قابو میں لانا چاہتے تھے اس لئے زمینداروں
نے عرض کیا کہ یہی غیر آباد کوہستانی راستہ قریب تر ہے لیکن یہ توجیہ کچھ قرین قیاس نہیں
معلوم ہوتی اس واسطے کہ راجمندی کے انتظام کی ایسی کوئی جلدی نہیں تھی جہاں چار سال
کا توقف ہوا وہاں اور ایک دو مہینہ کی تاخیر ہو سکتی تھی اور کرنول اور اس کا جنوبی حصہ ^{خطہ}

سے زیادہ آباد تھا جہاں کے گزرنے میں اس قسم کا کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوا تھا تو پامالی اراضی کی نسبت یہاں کے زمینداروں کا معروضہ کہاں تک قابل پذیرائی ہو سکتا تھا۔ لیکن ہم کو اس قیاس کی بھی کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی کہ کسی بیرونی یا مخالف قوت کے تضام کے اندیشے سے انھوں نے یہ راستہ اختیار کیا اس واسطے کہ کرناٹک کے علاقہ کے اکثر زمینداروں کو پالیگار اُن کے مطیع ہو چکے تھے اور نواب کرناٹک بھی اُن سے متحد ہو گئے تھے بہر حال صورت حالات کے نظر کرتے ممکن ہے کہ نظام علیخاں نے اسی کٹھب راستہ کو ترجیح دی ہو۔ بندگانِ عالی دریائے کرشنا پار ہوئے تو راجندر پری کے صوبہ دار نے قدمبوسی کا شرف حاصل کیا وہ قبل ازیں خدمت سے معطل کر دئے گئے تھے لیکن جب بندگانِ عالی بجوارہ پہنچے تو وہ بحال کر دئے گئے۔

نظام علیخاں کا حیدر آباد واپس آئے	یہاں سے بندگانِ عالی حیدر آباد روانہ ہوئے جہاں تک
انتظام ریاست میں منہمک ہونا	انتظام ریاست نے برابر اور اورنگ آباد کی صوبہ داری کا انتظام

فرمایا چنانچہ اورنگ آباد کی صوبہ داری سے درگاہِ قلی خاں سالار جنگ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ غلام سید خاں معین الدولہ کو اور غلام سید خاں کی جگہ براہ کی صوبہ پر اسماعیل خاں پنی کو مامور کیا۔ اس انتظام سے شیر جنگ اور ان کے طرفداروں کا اثر کم ہو گیا اور غلام سید خاں (ارسطو جاہ) اور ان کے جانب داروں کو ترقی ہوئی اور شیر جنگ نے دیوانی کے معاملات میں دلچسپی یعنی کم کر دی ممکن ہے کہ اُن کے نزدیک اس انتظام کے بانی مہاراج دیوان وقت موسیٰ خاں رکن الدولہ ہی ثابت

ہوے ہوں۔

<p>محکم سنگہ پیشکار کا طرز عمل اور اس کا اثر رکن الدولہ پر۔</p>	<p>موسیٰ خان رکن الدولہ نے دیوان ہونے کے بعد محکم سنگہ اپنا پیشکار بنایا تھا ان کی طبیعت بہت خرس واقع ہوئی تھی</p>
---	--

جس کا اثر رکن الدولہ پر بھی آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ لیکن جب تک وہ شیر خبگ کے مشوروں پر کار بند رہے ان سے ایسی کوئی فروگزاشت ہونے نہیں پائی جو عام بڑی کا سبب ہوتی جب دربار کے رنگ کو شیر خبگ نے بدلتا ہوا پایا تو وہ آہستہ آہستہ معاملات دیوانی سے اپنا تعلق کم کرتے گئے اور رکن الدولہ اپنے پیشکار کے مشورے پر کام کرنے لگے ہم جنوبی کی زیرباری کے باعث فراہمی زر کی ضرورت محسوس ہونے لگی جس کے لئے محکم سنگہ نے یہ تدبیر پیش کی کہ تمام جاگیر داروں اور انعام داروں پر ان کے جاگیرات اور انعامات کا ایک سالہ محاصل بطور مصادرہ عاید کرویا جائے اس پر رکن الدولہ نے ذرا بھی دوراندیشی سے کام نہ لیا اور صرف یہ معلوم کر کے کہ اس طریقہ سے آمدنی معقول ہو جائیگی اس تجویز پر صادر دی اور احکام حبیہ جاری ہو گئے اور رقمیں اسی بنا پر بیک وقت تعدی وصول کی گئیں جس کی وجہ سے تمام جاگیر دار و انعام دار موسیٰ خاں رکن الدولہ سے ناراض ہو گئے اور اس کے بعد واقعات ایسے پیش آتے گئے جس سے ان کے خلاف عام ناراضی بڑھتی گئی حتیٰ کہ خود علامات مبارک میں بھی ان کی نسبت شکایت پیدا ہو گئی جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی

راجہ ناکپور پر حملہ

سنہ ۱۸۵۷ء میں ننگر پاراگنہ میں جاوہر جی بھونسلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے نکلے اس حملہ کی وجہ کسی فارسی مورخ نے نہیں لکھی ہے گرانٹ ڈف البتہ یہ کہتا ہے کہ رگھناتھ راؤ نے حال ہی میں حیدر علی خاں سے جو صلح کی تھی اس سے مادھوراؤ پیشوا ناراض تھا اور اپنی ماں کی تعلیم پر اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے علحدہ بھی ہونا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ اس کے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں رگھناتھ راؤ اس سے علحدہ ہو کر جاوہر جی بھونسلہ یا نظام علی خاں سے متفق نہ ہو جائے۔ اسی لئے اس نے مناسب یہ خیال کیا کہ پہلے جاوہر جی بھونسلہ یا نظام علی خاں سے کسی ایک کے ساتھ اتفاق کر کے دوسرے کو اپنے زیر اثر کر لے چونکہ اس زمانے میں حیدر علی خاں کے مقابلہ میں نظام علی خاں کو مادھوراؤ پیشوا سے مدد حاصل کرنے کی توقع تھی اس لئے پیشوانے یہ تجویز نکالی کہ پہلے نظام علی خاں کو جاوہر جی بھونسلہ کے مقابلہ میں اپنا شریک بنالے ان دونوں میں کوئی خفیہ سمجھوتہ ہو گیا اور اودھ سے پیشوا اور دھ سے نظام علی خاں اپنی اپنی فوج لیکر جاوہر جی کے علاقہ کی طرف بڑھے اور دونوں فوجیں برابر میں داخل ہوئیں۔

جاوہر جی کا صلح کے لئے درخواست کیا | جاوہر جی بھونسلہ تاب مقاومت نہ لاکر صلح کی درخواست

لے ہٹری آف دی مرہٹا س جلد اول صفحہ (۵۴۷)۔

کرنے پر مجبور ہوا اور راکس بھون کی جنگ میں نظام علیاں کا ساتھ چھوڑنے کے صلہ میں جو علاقہ اس کو ملا تھا اس کا سہ ربع حصہ ۲۴ فروری ۱۶۶۶ء (۲۳ شعبان ۱۰۷۹ھ) کو متحدین کے حق میں واگداشت کیا جس میں سے پندرہ لاکھ روپے سالانہ محاصل کا علاقہ پیشوا نے قیام انخاد و استحکام دوستی کی غرض سے ۱۶ فروری ۱۶۶۶ء (۶ رمضان ۱۰۷۹ھ) کو نظام علیاں کے سپرد کر دیا۔ صاحب نوزک آصفیہ کا بیان ہے کہ رگھناتھ راؤ اس موقع پر عہد و پیمان کا معاملہ مادھوراؤ پیشوا پر چھوڑ کر آپ ہندوستان روانہ ہو گیا اس سے رگھناتھ راؤ کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جنوب میں حیدر علیاں کے ساتھ جو صلح اس نے کی تھی اس کے شرائط سے مادھوراؤ کو اتفاق نہیں تھا اس لئے رگھناتھ راؤ نے شاید یہ سوچا کہ اس موقع پر خود اس کو (مادھوراؤ) اس بات کا موقع دیا جائے کہ شرائط وہ خود طے کرے تاکہ صلح کی ذمہ داریوں کا اس کو تجربہ ہو اور اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو رگھناتھ راؤ کو بھی اس کی حریف گیری کا موقع مل جائے۔

صلح کے بعد نظام علیاں دریا کے کاٹھی پورنا پر اقامت گزیں	صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بنگال
ہوئے یہاں مادھوراؤ رکن الدولہ کے توسل سے حاضر	اور ضیافت کے بعد واپسی

خدمت ہوا۔ بحرئی کے وقت پیشواؤں کا دستور تھا کہ دو تا ہو کر تسلیم بجا لاتے تھے عادت کے خلاف مادھوراؤ نے سیدھے کھڑے ہو کر سلام کیا جو بنگال عالی کو ناگوار ہوا اس لئے آپ نے اس کا سلام نہ لیا لیکن جانین کے امراء نے اس کو رفع دفع کر کے صفائی کرا دی

۱۔ اس کا محاصل حسب کاغذات ۲۴ فروری ۱۶۶۶ء میں لکھ پچاس ہزار دو سو اہتر روپیہ دس آنے ایک پائی ہوتا ہے۔ نوزک آصفیہ صفحہ ۱۵۷۔

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق سے چلتے اپنے نظام علیجاں نے مادہ و رادہ کو خلعت
 و جواہر عطا فرمائے وہیں دریا کے کنارے ایک مہتمم با نشان حشمت ترتیب دیا گیا قصہ و سرود
 کی محفلیں جوائی گئیں تمام امراء و عظام کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے ڈیرے کا رخ دیا کی طرف کھیں
 اور ڈیرے کے سامنے اور آس پاس روشنی کریں اس حشمت میں مادہ و رادہ کی ضیافت کی
 خود بدولت اس کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے کنارے چراغوں کا ملاحظہ کرتے اور قصہ و سرود
 سنتے گئے اس حشمت و ضیافت کے بعد پیشوا کو حضرت فرما کر بندگان عالی جانب شور اور نہضت
 فرما ہو۔

صاحب تیار بخ ظفر کہتا ہے کہ بندگان عالی یہاں سے حیدر آباد روانہ ہوئے اور
 صاحب توزک آصفیہ اور حقیقۃ العالم دونوں اس امر متفق ہیں کہ بندگان عالی کا ٹھی پورنا
 سے شور پور روانہ ہوئے اور وہاں سے پیشکش حاصل کر کے گلبرگہ شریف لے گئے
 صاحب ظفر جو کہ اسی عہد کا مورخ ہے اس لئے اس کے بیان کو غلط بھی تصور نہیں کیا جا
 سکتا یہ البتہ ممکن ہے کہ بندگان عالی کا ٹھی پورنا سے حیدر آباد آئے ہوں اور حیدر آباد سے شور پور
 اور پھر شور پور سے گلبرگہ میں اقامت کی ہو۔ اعلیٰ حضرت نے درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز
 کی زیارت اور سجادہ درگاہ سے ملاقات فرمائی۔

<p>گلبرگہ کے قیام کے دوران میں رکن الدولہ کے پیشکار محکم سنگہ کا قتل واقع ہوا جس کا سبب یہ ہوا کہ شیخص اپنی خبر سی کی وجہ سے</p>	<p>گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکم سنگہ پیشکار قتل۔</p>
---	---

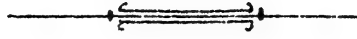
طبقہ امر میں پہلے ہی بدنام ہو چکا تھا رفتہ رفتہ طبقہ عوام میں بھی اس کی سخت گیری اور
 بدزبانی کے باعث ناراضی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ گلبرگہ کے سجاد سے صاحب کے مریدین
 میں سے ایک شخص کا ہاتھ بے تصور اس نے کٹوا دیا اسی وجہ سے اس کے خلاف جے
 ہوئے جذبات بھڑک اٹھے اور شیر خنگ کے ایک افغان ملازم غزیر خاں نامی نے
 ایک روز موقع پا کر اس کو قتل کر دیا صاحب حقیقۃً العالم کہتا ہے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ
 کے ایما سے ہوا چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

”وَرَأَى أَوَّلَ مُحْكَمٍ سَنَگْہِ شِیَارِ مَدَارِ الْمَهَامِ کہ از دست تعدیش
 عالمِ افغان آمدہ و علاوہ بریں دست شخصے از میدان سلسلہ حضرت
 خواجہ بندہ نوازؒ نے تقصیر بریدہ بود بر دست غزیر خاں افغان
 کشہ گردید و قاتلش بدرگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز پناہ بردہ محفوظ
 ماند گویند ایس امر بہ اشارہ رکن الدولہ بوقوع آمد....“

صاحب حقیقۃً العالم کے ذریعہ معلومات کی جب تک تحقیق نہ ہو ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ محکم
 کا قتل رکن الدولہ کے اشارہ پر ہوا غزیر خاں قاتل چونکہ شیر خنگ کا ملازم تھا اس لئے
 ان کی طرف البتہ اس سونہن کی گنجائش نکلتی ہے جیسا کہ صاحب آثار آصفی نے بیان کیا
 ہے کہ مقتول کے ورثا نے اس قتل کے متعلق شیر خنگ پر بدگمانی کی اس کی عبارت یہ ہے۔
 ”دیچوں آک شس (غزیر خاں) نوکر شیر خنگ بود و زنا و محکم سنگھ

رابعث بدگمانی جانب شیر خگ شد۔“

لیکن محض اس وجہ سے کہ ان کے ملازم نے قتل کیا یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ شیر خگ ہی درپردہ اس قتل میں حصہ لیا۔ بہر حال نظام علیخاں کی یہ دوراندیشی تھی کہ مقتول کی جگہ اس کے بھائی مراد اس کو خطاب راجہ جگدیو کے ساتھ مامور کر کے اس کے پسماندوں کے جوش انتقام کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہاں سے بندگانِ عالی بلکہ حیدرآباد واپس آئے۔



ریاست میں انگریزوں کی مداخلت

اس زمانہ میں نظام علیجاں کی توجہ حیدر علیجاں کی طرف منحطف کرائی گئی جو اپنے آس پاس کے علاقوں پر تصرف ہو کر روز بروز ترقی کر رہے تھے اور اس وجہ ان کے اطراف کی ہمسایہ ریاستوں کو ان سے مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ لیکن علیجاں بذات خود فرماں روایان آصفیہ یا کسی رکن خاندان سے منحرف نہیں ہوئے انھوں نے نظام علیجاں کے بھائی بسالت جنگ سے کوئی اختلاف نہیں کیا حالانکہ دونوں کے حدود ایک دوسرے سے ملحق تھے اور حیدر علیجاں کو بہت کچھ موقع تھا کہ ان کے خلاف مشاؤون کے علاقے میں مداخلت کر کے جھگڑا قائم کر دیتے۔ بخلاف اس کے وہ بسالت کی مدد کرتے رہے چنانچہ ایک دفعہ جب انھوں نے قلعہ کوہل کنڈہ کا محاصرہ کیا تو حیدر علیجاں نے اس کے فتح کرنے میں ان کی مدد کی۔ جس کے صلے میں بسالت جنگ نے ان کو خانی بھادری کا خطاب اور ہسکوٹہ اور سر کی صوبہ داری عطا کی۔ اس موقع پر حیدر کی چالبازی کو ثابت کرنے کے لئے جمیس مل نے یہ بتایا ہے کہ انھوں (حیدر علیجاں) نے بسالت جنگ سے ایسے علاقے کی صوبہ داری کی درخواست کی جو فی الحقیقت ان کے قبضہ میں نہیں تھا۔

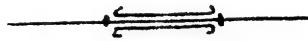
حیدر علی خاں کی ہمسایہ ریاستوں میں ایک طرف مرہٹے دوسری طرف سرکار نظام
تیسری طرف نواب کرناٹک تھے اور نواب کرناٹک کے پردے میں دراصل انگریز کرناٹک
پر حکمراں تھے جن کی نظیریں حیدر علی خاں کی روز افزوں طاقت کھٹک رہی تھی اور انہیں خطرہ
نکھتا تو انھیں حیدر علی خاں سے تھا اور حیدر علی خاں کا مطمح نظر بھی یہی تھا کہ اس اجنبی قوم کو
علاقہ دکن سے نکال باہر کر دیں لیکن نوکرناٹک کی سادہ مزاجی کی وجہ سے اس قوم کے قدم
علاقہ کرناٹک میں مستحکم طور پر جم گئے تھے ایک حد تک انہیں کے ذریعے اس قوم نے نظام
کے پاس بھی اچھا رسوخ پیدا کر لیا اور اپنی حکمت عملی سے اس نے شہنشاہ دہلی کے فرامین
کے جن میں سے ایک عطاے سرکاران شمالی کی نسبت تھا اور دوسرا صوبہ دکن کے کرناٹک
کی علیحدگی سے متعلق۔ ان فرامین کا اثر یہ ہوا کہ نظام علی خاں فی الحقیقت اپنے مقبوضات کے
مجموعہ تقریباً ایک ثلث حصہ سے محروم ہو گئے اور استمساک فرمان کے باعث انگریزوں کو
نظام علی خاں اور حیدر علی خاں کے مقابلے میں بزرعم خود ایک تھیت پیدا ہو گئی اور خود نواب
کرناٹک کو بذریعہ فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے علیحدہ کر کے زیر بار احسان کر لیا
اور اس کے بعد بعنوان انتظام ملک کرناٹک پر اپنا قبضہ قایم کر کے نواب کو صرف ایک وظیفہ
بنادیا گیا۔

سرکاران شمالی پر انگریزوں کا تہذیب اور
نظام علی خاں کے ساتھ سب سے پہلا مل
جب انگریزی کمپنی کو سرکاران شمالی کی نسبت شاہی فرمان
مل گیا تو اس پر عمل دخل حاصل کرنے کے لئے برگٹڈ برنرل
کیلاڈ کو اول ۱۷۶۷ء (م ۱۷۸۹ء) میں روانہ کیا گیا جو وہاں پہنچ کر یکے بعد دیگرے تمام

مقامات پر قابض ہو گیا اس مداخلت سے آگاہ ہو کر نظام علیخاں نے حیدرآباد میں بڑی فوج فراہم کی اور اس کا بدلہ لینے کی خاطر کرناٹک پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے اس زمانے میں حکومت مدراس کی مالی حالت اچھی نہ تھی وہ اس وقت نظام علیخاں سے جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ اس لئے کمپنی نے کیلاڈ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ صلح کرنے کی غرض سے فوراً حیدرآباد چلا جائے چنانچہ وہ حیدرآباد آیا اور ۱۲ نومبر ۱۷۶۶ء (مطابق ۹ رجبی الثانی ۱۱۸۰ھ) کو ایک عہد نامہ طے کیا جس کی رو سے راجندرپور، ایلور، مصطفیٰ نگر پر قبضہ پانے کے معاوضہ میں سالانہ پانچ لاکھ روپیہ خراج اور سیکا کول اور مرتضیٰ نگر پر قبضہ پانے کے بعد ہر ایک کے لئے دو دو لاکھ سالانہ نظام کو ادا کرنے پر انگریزوں کو چھٹی رضامند ہوئی۔ اور کمپنی نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ نظام علیخاں کی سلطنت کے صحیح اور واجبی معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک دستہ فوج ہتیار رکھیں گی اور جس سال انگریزوں کی فوجی خدمات کی ضرورت ہوگی اس سال کے خراج کی رقم میں سے اس فوج کے اخراجات مہیا ہو جائیں گے اور جس سال فوجی خدمات نہیں لی جائیں گی اس سال کا خراج یا پیش تین اقساط میں ادا ہوگا۔ اس صلح نامہ کے ضمن میں یہ بھی طے پایا کہ نواب کرناٹک کا برہنہ فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے خارج کیا جائے گا نظام علیخاں بھی تسلیم کر لیں چنانچہ پانچ لاکھ روپے کے نذرانہ کے معاوضہ میں بندگانِ عالی نے اس امر کو تسلیم کر لیا۔

۱۷۶۶ء کے معاہدہ کے اثرات و نتائج | اس صلح نامہ کی رو سے نقصان تقریباً بندگانِ عالی کا ہوا لیکن باوجود اس کے حمیس بل کہتا ہے کہ اس کا نہایت نا عاقبت اندیش فقرہ وہ تھا جس کی رو سے

کچینی پر فوجی امداد لازم تھی کیونکہ نظام کی تائید میں انگریزی کچینی کو دکن کی دوسری قوتوں سے متصادم ہونا پڑتا تھا۔ لیکن ہماری دانست میں صرف یہی نہیں بلکہ اس صلح نامہ کی ہر ایک دفعہ نہایت دوراندیشی کے ساتھ مرتب کی گئی تھی اور تقریباً اس کا ہر ایک فقرہ فی الحقیقت انگریزی کمپنی کی منفعت پر مبنی تھا۔ کچینی سرکار ان شمالی پر قبضہ کرنا چاہتی تھی جس کی مخالفت نظام علیخاں کر رہے تھے اس صلح نامہ کی رو سے کسی جنگ و جدل کے بغیر آخر کمپنی نے ان پر قبضہ کر ہی لیا اور اس کے معاوضہ میں ایک رقم کی ادائیگی اپنے اوپر مشروط کر لی لیکن اس شرط کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے یہ قرارداد کی کہ نظام علیخاں کو فوجی مدد دی جائیگی اور اس فوج کی تنخواہ اس مشروط رقم میں مجرا کر لی جائیگی اور فوجی امداد کی ابتداء ایک ایسی جنگ (میسور) سے کی گئی جو اس زمانہ میں نہ بھی ہوتی تو نظام علیخاں کے حق میں زیادہ مضرت ثابت نہ ہوتی۔



جنگ میسور

سلسلہ کی جنگ میسور کی ابتدا اس میں نظام علیاں کی شرکت کا

اجال مذکورہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد

کمپنی پسرکاران شمالی کی بابت شکیش کی ادائی لازم آگئی اس

سبکدوشی انگریزی کمپنی کو اسی صورت میں حاصل ہو سکتی تھی جب کہ بندگان عالی اس سے فوجی خدمات حاصل کرتے اور چونکہ اس زمانے میں کمپنی کو حیدر علیاں کی روز افزوں قوت سے اندیشہ تھا اور وہ آئے دن کرناٹک اور انگریزی کمپنی کے علاقے پر حملے کرتے رہتے تھے اس واسطے کمپنی کو یہ لازم تھا کہ اس کا کوئی معقول بندوبست کرتی اور ساتھ اس امر کا انتظام بھی ضروری تھا کہ دکن کے اُن رئیسوں کو فراہم کرے جن کے ساتھ متفق ہو کر حیدر علیاں اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے تھے ان امور کے نظر کرتے کمپنی نے بندگان عالی کو حیدر علیاں کے خلاف کھڑا کر دیا اور اُن کے مقابلہ میں نظام کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی اسی جنگ کے متعلق بعض امور کی قرارداد کے لئے کمپنی نے کرنل کو حیدر آباد روانہ کیا جسے نظام علیاں کے دربار میں ۱۹ شعبان ۱۱۸۸ھ (۱۷ جولائی ۱۷۶۷ء) کو بتوسل رکن الدولہ باریابی پٹی اور یہ طے پایا کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ دریائے کرشنا پہنچ جائے اور وہاں سے بندگان عالی کی فوج کے ہمراہ حیدر علیاں کے مقبوضہ شہر منگلور پر حملہ کی غرض سے روانہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر میں بندگان عالی کے منشاء کے خلاف

رکن الدولہ نے بڑا زور لگایا ہے اس واسطے کہ شاہ تجلی علی کہتے ہیں کہ بندگانِ عالی اس قوم کے اس مقصد سے کہ حیدر علیا کے استیصال اور اس کے ملک کی خرابی میں اصل اہل فرنگ کے مقبوضات کی آبادی اور ان کا استیلا مضمر ہے واقف رہ کر بھی محض رکن الدولہ کے پاس خاطر سے انگریزوں کے سوال کو رد نہ کیا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

”بندگانِ حضرت اگرچہ در تحویل مقصد آں قوم دانا بود ہانا

در استیصال حیدر نامیک استیلائے اہل فرنگ مندج بہ تخریب
ملک او آبادی معمورہ ہائے اس قوم مندج است معہذا بیک ^{خط}
رکن الدولہ منظور داشتہ دست رد بینہ ملتمس از گداز شہینجہ

ملت آہنا بخائے حسن قبول رنگین فرمودند۔“

اسکی تاہید واقعات مابعد سے ہوتی ہے لیکن ہٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا بیان اس سے مختلف ہے

نظام علی خاں کا اتحاد حیدر علی خاں | اگر صاحب توڑک آصفیہ کا اعتبار کیا جائے

تو نظام علی خاں کے دریائے کرشنا پار ہونے پر حیدر علیا نے محی الدین صاحب
ابن کریم صاحب - مشائخ کے ذریعہ ریشہ دوانی شروع کی اور رکن الدولہ کو ہموار کر لیا۔ انھوں نے
انگریزوں سے علیحدہ ہونے پر آمادہ ہو کر بندگانِ عالی سے معروضہ کیا جس کے نتیجے میں
جادوہ اغتال سے باہر ہو گیا اور فرمایا کہ انگریزوں کے ساتھ متفق ہونے کی نسبت میرا
نشاہ پہلے ہی نہیں تھا ہم کو لازم نہیں تھا کہ نصاریٰ کی استدعا پر حیدر علیا سے جو ہمیشہ

ان خاصانِ سلطنت کے تباہ و برباد کرنے میں مشغول ہیں جنگ کرتے اُصولاً تو ہم کو بچا
یہ تھا کہ ان دونوں میں سے کسی کی بھی مدد نہ کرتے یہاں تک کہ آپس میں لڑتے لڑتے کوئی
غالب ہو جاتا جس کے بعد حکمتِ علی سے اس غالب پر قابو پانا ہمارے لئے آسان ہوتا۔
اب یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فریق سے شرکت کی قرارداد کر کے اس کے ساتھ
منافقت کریں رکن الدولہ بندگانِ عالی کی اس گفتگو سے نخل ہوئے لیکن مکر و معروضہ کیا کہ
اس میں شک نہیں کہ اس شرکت کے اقدام کرنے میں مجھ سے صریح غلطی ہوئی ہے لیکن
سلطنت کی بھلائی اس میں ہے کہ حیدر علی خاں کو اپنا شریک گردان کر اہلِ فرنگ کے دفع
کرنے پر آمادہ ہو جائیں اپنے معروضہ کے علاوہ انھوں نے مادھوراؤ پیشوا سے بھی اثر
ڈالا تو بندگانِ عالی طوعاً و کرہاً راضی ہوئے اس مضمون کو اگر توڑک آصفیہ ہی کے الفاظ میں
دیکھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا اسی لئے ہم اس کی اصل عبارت یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

”چوں ایں سوانحِ بگوشش او علیہ در ورطہ تجر دست و پازندہ تہبط
محی الدین صاحبِ خلفِ کریم صاحبِ مشیخ کہ در آں آواں
ملکی و مالی دخل پیدا کردہ بود بہ تشخیص و تصریح خاطر مدار الہام رافضیہ
اختصاصِ حُسنِ حقیقت خود بمواثیقِ پیاں راسخ نمودہ التماسِ نیکی
بہ انقیادِ اطاعت معروضِ رائے ملازمانِ عالی گردانید شغل
برائیں کہ وابستگیِ غنچہ جمعیتِ فدوی عبودیت شعار بہ آساری نسایم

حمایتِ این بہارِ گلستانِ عز و اقبال و گوہرِ زندگی عرقِ آلود
 انفعال از آبرِ بخشی اُن دنیا سے جاہ و جلال است اگر گلِ قدر
 و منزلت من شمیمِ عنبرِ نیرِ طبلہٗ نغمت کشاید ہم از اُن گلشنِ ہمیشہ بہار
 و اگر در دولت و اقتدار من برنگ تابندگی جلوہٗ رخشنگی گیر و ہم ^{از اُن}
 دریا سے اقتدارِ برعایت قومِ نصاریٰ براہندام اساسِ خانہٗ
 ماکہ ہمیشہ در قلع و قمع بنیان گردن کشان کلاہ پوشان توجہ
 مصروف است کمر بستہ اندیچ وجہ شایان خداوندی فیت
 این قومِ نصاریٰ ست کہ بہوئے یک بام در اخذِ وسعتِ اقلیم
 دست خود کو تاء نسا زد ہر آئینہ از آشتی و اندیشہٗ ایں کوتاہ
 فطرتان بلند مقصد غافل نہاید بود ایں مستیقانِ بادہٗ نخوت را
 بہ آب شمشیر آتشبار سیراب گردانیدن دلیلِ جناتِ ست و ایں
 کافرانِ عیسوی را یہ لکد کوب تازی غازیوں با خاک یکساں
 کردن متلزمِ چندیں واجباتِ بیت
 باید نواخت بہشتِ خسراں را بچوبِ ست۔

بیروں نہند چون قدم از کجروی ز راہ
 تنکہ فدوی دولت خواہ ایں خاندانِ عالیشانم بہ جیتے کہ شایستہ
 حُرَب اہلِ فرنگ باشد بر کابِ سعادتِ انتساب حاضر میشود ہر کہ

مال و زردیں سفر و کار باشد خزانہ فراہم آوردہ فدوی مل کر
 است اندیشہ دیگر پیرامون خاطر اقدس نیاوردہ باعانت من
 کما استقامت بستہ بہشت گرمی ایں راسخ پیاں قدم گزارند
 اندک سرخپک غیر از پشت روئے احدے را ازین قوم نخواہند
 دید بحول او تعالی ثنائہ جمیع بناور و ملک مقبوضہ آہنا بہ طپانچہ
 تاویب باز گرفته داخل خالصہ سرکاری سازو ہم دیں اثناء ^{راؤ} ماہو
 تیرہ استعدا بہادر و باب مدافعہ اہل فرنگ مکر مستدعی شد
 رکن الدولہ بہادر بنا بر ناچار ی تن بر ضا دادہ جمیع مراتب بحال
 الحاح بعرض اقدس رسانید بجز داصغائے ایں سخناں نامور
 خاطر سنجیدہ متخل نگردید ہر یک معروضہ او شاں را جواب بہ سکو
 صواب بمعرض بیان آوردند کہ سابق استر ضائے من دیں مشور
 بنود چہ لازم کہ بہ استدعائے نصاریٰ با حیدر علی شاں کہ ہوا رہم
 و رد م بنائے غاصبان بے دین مشغول است منازعت چریش
 آریم و بہ اغوائے ایں رخنہ گراں قصر ملکیت از فلاخن غریبہ حیت
 بہادر کہ پیوستہ بدفع آں پست طینتان بلند خیال مانوس است
 سنگ تفرقہ اندازیم بلکہ در اعانت ہیکہ ازیں گرگ روداہ
 سیرتان پلنگ خوتا ممکن است محتنب بودن طریق اولی بود تا

در اندک اظہار مخالفت یکے بدگیرے غالب میشود من بعد
 باقی ماندہ خستہ حال را بہ قلاوہ تدبیر بدست آوردن ہست
 مطلب داشت حالاکہ در موافقت بساط مہمت مہمہ گردانیدہ
 باز بنافقت و زور دیدن زنگ اشفتگی بچرہ حال و مال است
 بہیچ صورت این معنی مناسب نماید کس را برابر اسرار خود و انا کرد
 و باز ازو بقدم شتم پیش آمدن موجب تخلل توایم امور رتی
 و فتق و سبب جنگی سرشتہ نظم و نسق است۔ کرن الدولہ کمال
 خجالت و ہمان عرض مکرر شدہ التماس نمود کہ واقعی قصور صریح
 از من صدور یافتہ کہ بریں غریمت اقدام نمودم و بدیں امر ہست
 شدم احوال صلاح دولت ابدیت درین است کہ حیدر علیخان
 را ہمارہ گرفتہ بمنع اہل فرنگ قیام فرمودن و فتوحات ضعیفہ
 معسکر فیرزی اورا پیش رو داشتن اعانت لایر بی است
 بندگانعالی طوعا و کرہا راضی شدہ راہ فرسای مقصد گردیدند

نظام علیخان اور حیدر علیخان کے ہاتھ
 کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی ہلکی
 ان کے مقبوضہ جا ست پر (بنگلور کے راستہ میں تھے) قبضہ کرنے سے
 منع کئے جانے لگا تو اس نے معلوم کر لیا کہ نظام علیخان اور حیدر علیخان کے مابین کوئی

سارش ہو گئی ہے جس کے بعد وہ اپنی فوج کو لے کر انگریزی حدود کی طرف نکل گیا میر حسین علی کرمانی لکھتے ہیں کہ نواب کرناٹک نے انگریزی سفیر کے ذریعہ نظام علیاں کو ملک بالا لکھا تھا تسخیر پر آمادہ کیا جس پر نظام علیاں اپنی فوج کو لیکر حیدر پٹن کے میدان میں جا ٹھہرے اور حیدر علیاں کو طلب کیا تاکہ ان کا منشاء معلوم کریں انھوں نے اپنی حضوری کو کسی طور و پر موقوف رکھ کر اپنے صاحبزادے ٹیپو سلطان کو آراستہ لشکر اور ہوشیار سرداروں کے ہمراہ روانہ کیا اور نذر کے لئے پانچ زنجیر باقی اور دس راس گھوڑے بھیجے جب ٹیپو سلطان کی سواری بند گانگالی کے خیمہ کے قریب پہنچی اور تقارے اور طعنوں سے بچنے لگے تو خود بندو نے خیمہ بالا خانہ پر سے سواری کو ملاحظہ کر کے اظہار پسندیدگی فرمایا اور ٹیپو سلطان سے ملاقات کر کے ان کو نصیب الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا اور محمد علیاں صوبہ دار ارکاٹ و انگریزی کمپنی کو تنبیہ کرنے کے مسئلہ میں مشورہ کیا اور وقت رخصت دو شالے مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد نظام علیاں نے انگریزی کمپنی کے وکیل کو صاف جواب دیکر اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا۔ انھیں واقعات کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا یہ بیان ہے کہ:۔

”جب مرہٹے حیدر (حیدر علیاں) سے صلح کر کے واپس ہو گئے

تو اس خبر سے نظام (نظام علیاں) کا کیمپ متاثر ہو گیا اور خود

۱۔ نشان حیدری صفحہ (۱۲۸)

۲۔ ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۱۳۱)

۳۔ اس موقع پر شیواجی اپنے ملاقات سے میور چولہ کی بغض سے آیا تھا لیکن حیدر علی خان نے اس کو کچھ رقم دیکر اور کچھ رقم کا وعدہ کر کے اپنا بنالیا جس کے بعد وہ انگریزوں کے دشمن کے خلاف ریاست میور سے واپس ہو گیا۔

نظام بھی پریشان ہو گئے حیدر کو ان کی عادت و خصلت سے
واقفیت تھی اس نے بسانگر (بیجا نگر) کی طرف سے اپنی فوج کو طلب
کر کے اور اپنی دوسری فوج کو جزیرہ سے باہر نکال کر چین ٹپن کے
راستہ پر قایم کر دیا اس طرزِ عمل نے بزدل اور کمزور پادشاہ پر
اپنا پورا اثر کیا اور وہ اپنے بھائی بابت جنگ و محفوظ خاں اوجید
کے ہوا خواہوں کی تجاویز سننے پر آمادہ ہو گئے اگر دیوان (الکبدولہ)
اپنے مالک کو ہمت دلانا غیر ممکن پا کر حیدر کے ساتھ مصالحت کی
نسبت مشورہ نہ دیتے اور نہایت آسانی سے اُس (حیدر) کے ساتھ
ساخت باخت کرنے کا آپ خود ذمہ نہ لیتے تو نظام اپنے دیوان کے
مخالف ہو جاتے انگریزی افواج کو علیحدہ کرنے کے لئے انھوں (دیوان)
نے ایک جیلہ نکالا اور انگریزی سپہ سالار (جنرل اسمتھ) سے سہما
موجودہ صورتِ حالات کے تحت رسد و دیگر ضروریات صرف ایک
ہی سے حاصل کی جاسکتی ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ حیدر کے
علاقہ کے اس طرف کے بعض مقامات پر انگریز قبضہ حاصل کر لیں تاکہ
مدد اس اور دیگر مقامات متعلقہ انگریز و محمد علی (نواب کرناٹک) سے
یہاں تک آنے جانے کے لئے محفوظ راستہ مل جائے حیدر کے
ساتھ قیام تعلقات کو معلوم کرنے میں انگریز جنرل اندھا نہیں تھا

وہ موقع غنیمت جان کر غنیم کے دست رس سے نکلا اور اپنے
حدود میں پہنچ گیا۔

اس بیان سے سمجھ ہی پایا جاتا ہے کہ رکن الدولہ حیدر علی خاں سے اتحاد قائم کر پزیر
مطلق آمادہ نہیں تھے اور محض بند گانغالی کی مرضی کے تحت انھوں نے اس پر رضامندی
ظاہر کی ممکن ہے کہ اس جنگ میں شکست اٹھانے کی وجہ دراصل یہی عدم رضامندی ہو تاکہ
اس سے متاثر ہو کر نظام علی خاں پھر انگریزی کمپنی اور نواب کرناٹک (جن کے ساتھ رکن الدولہ
کو بڑی رشتہ تھا) کے ساتھ اتحاد کرنے پر راضی ہو جائیں اس موقع پر رکن الدولہ نے انگریزوں
فوج کو علیحدہ کرنے میں (ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان کے مطابق) جس توجیہ سے
کام لیا ہے اگر انہیں کی جدت حکمت عملی کا نتیجہ ہے تو وہ ان کی ڈوپلیسیٹ پر خاص روشنی ملتی
اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ سوچے ہوئے تھے کہ انگریزوں سے بگاڑ مناسب نہیں ہے
ورنہ یہ ممکن تھا کہ اپنی اور حیدر علی خاں کی متفقہ فوج سے کام لیکر اس انگریزی مختصر سی فوج کو
ایسر کر لیتے۔

حیدر علی خاں کے متعلق رکن الدولہ کے
حقیقی خیالات کا اظہار اور ان دونوں کے
مابین مذاہر

ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف انگریزی فوج کی علیحدگی کے ذکر
کے بعد یہ لکھتا ہے:-

”ادھر مدراس گورنمنٹ میں خبر ان ستم کے

خطوط پہنچے اور او دھر رکن الدولہ نے محمد علی کو خطوط لکھے جن میں

انھوں نے یہ یقین دلایا کہ نظام حیدر کے مقابلہ میں اس وقت تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ وہ بنگلور کا پورا ملک اور کرناٹک یعنی وادی کو میٹھو، سیلان، کشناگیری وغیرہ دیکے اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے نظام کی فوج کا مبالغہ آمیز بیان کیا اور حیدر کی فوج کا تختہ کے ساتھ ذکر کیا۔ محمد علی خاں کی تحریکات مدراس کونسل نے جنرل اسمتھ کے مشورے پر کوئی لحاظ نہ کیا بلکہ اس کو یہی حکم دیا کہ حیدر کے مقبوضہ مقامات پر حملہ کرے اور ایک امر میں نظام کے ساتھ متفق رہے اور ان کے ساتھ وعدہ کرتے ہوئے سامان رسد و آلات حرب و ضرب اور رقم اور بوقت ضرورت فوج بھی ان کے لئے مہیا کر دی جائیگی اسی عرصہ میں اس بے مہول دیوان نے محمد علی کو یہ لکھا کہ اس (رکن الدولہ) نے محفوظ خاں کو حیدر کے پاس بھیجا تا کہ اُس سے سرریگ پٹن میں ملنے کی کوئی قرارداد ہو اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ ہر اس امر پر رضامند ہے جو اس کے لئے مناسب ہو اور جس کا ذکر خود محفوظ خاں کریں گے۔ رکن الدولہ کا خط پہنچنے پر نظام الدولہ کو اطمینان دلانے کی خاطر حیدر نے اپنی فوج کو سابقہ کیمپ پر واپس کر دیا اور دیوان کو لکھا کہ وہ ان کے آنے پر ایسا ہی ان کا خیر مقدم کریگا جیسا کہ اپنے ہم رتبہ آدمی کے

کر سکتا ہے اور اُس نے کیمپ کے بیوپاریوں اور دوسرے لوگوں کو
 حکم دیا کہ سامان یا محتاج نظام کے کیمپ میں لیجائیں جب حیدر کا
 یہ خط صوبہ (نظام علیخاں) نے پڑھا تو ہتھیار کے بند کرنے کا حکم
 دیدیا اور اودھر حیدر نے بھی یہی حکم اپنے پاس جاری کر دیا۔ یوں
 (رکن الدولہ) حیدر کے کیمپ میں گئے حیدر نے ان کا خیر مقدم کیا
 اور مختصر سی گفتگو کے بعد دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہو
 اور رکن الدولہ حیدر کی سواری کے جلوہ دار اس کے ترک و قشام
 کو ملاحظہ کر کے اپنے کیمپ کو واپس آئے۔ دوسرے روز دیوان برک
 بہتھر کے ساتھ حیدر کے دربار میں گئے۔ حیدر نے آنے جانے سے
 وقت بچانے کی خاطر اپنے مورچوں کی دو قطاروں کے درمیان
 ہی قیام کیا دونوں طرف سے صلح نامہ کی تکمیل کی خواہش تھی
 جو چند روز میں طے ہوا۔“

<p>حیدر علی خاں، محفوظ خاں اور نظام علی خاں کے مابین مکمل شدہ نامہ اور اس کے شرائط</p>	<p>اسی مورخ کے بیان کے مطابق اس صلح نامہ رو سے حسب ذیل امور طے پائے۔</p>
---	---

- (۱) حیدر علی خاں کا لڑکا ٹیپو سلطان، محفوظ خاں کی لڑکی سے عقد کرے
- (۲) محفوظ خاں اُن تمام حقوق کو جو ریاست کرناٹک کے متعلق اس کو حاصل
 ہو سکتے ہوں اپنے ہونے والے داماد ٹیپو سلطان منتقل کر دے۔

(۳) آرکاٹ کی نوابی کے تحت وہاں کے قلعہ جات میں فوج بھجداشت کے رکھنے کا اختیار حیدر علی خاں کو ہے گا۔ جس کی کمان اُن کے سلعے مخدوم صاب کو دیا جائے گی اور محفوظ خاں اوٹیسو سلطان کی طرف سے ملک کرناٹک پہ مخدوم صاب ہی حکمراں ہوں گے۔

(۴) اس علاقہ کے محال سے ٹیسو سلطان فائدہ اٹھائیں گے جو مخدوم صاب بعد وضع رقم بھجداشت فوج و انتظام ملک پیش کریں گے۔

(۵) حیدر علی خاں اور نظام علی خاں اپنی اپنی فوج کو محمد علی خاں (نواب کرناٹک) کی تحیر کے لئے متحد کریں گے۔

(۶) اس عرصہ تک جب کہ یہ دونوں فوجیں میدان عمل میں گام زن ہوں حیدر علی خاں، نظام علی خاں کو ہر مہینہ چھ لاکھ روپے دیتے ہوں گے۔

ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے بموجب حقیقی فائدہ حیدر علی خاں اور ٹیسو سلطان ہی کو حاصل ہو سکتا تھا اور اس وقت یہ اتفاق کا موقت فائدہ نظام علی خاں کو صرف یہی تھا کہ جنگ ختم ہونے تک ان کو چھ لاکھ روپے ملتے اور بس۔ اس میں اس کے متعلق کوئی امر طے نہیں ہوا کہ کرناٹک کی ریاست آیا حب سابق صوبہ دکن کے تحت ہوگی یا حالیہ احکام شاہی کے مطابق راست شاہی اثر میں۔ بہر حال انہیں فقرات کے بموجب یہ سادھے محفوظ خاں نے نہ نامہ مرتب کرایا۔ جس کے بعد رکن الدولہ تھنے تھنے سے لہ لہ کروہاں سے نکلے۔

ٹیپو سلطان کا بنگا نعالی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق حیدر علی خاں کے شک و شبہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ بہٹری آف حیدر شاہ کا

مصنف کہتا ہے کہ اس موقع پر حیدر علی خاں اپنے فرزند کو رخصت کرتے ہوئے بہت پریشان ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے دغا کا اندیشہ ہے اس واسطے کہ جب نظام علی خاں نے بھائی (صلابت جنگ) کو ہلاک کرنے سے نہیں رُکے تو میرے لڑکے کو وہ کب چھوڑ سکتے ہیں یا یہ نہیں تو کم از کم اُس کو روک رکھیں گے اور مجھے اپنے لڑکے کی خرابی کی تخویف سے بڑی رقم دینے پر یا اپنے ساتھ خاص رعایتیں کرنے پر مجبور کر دیں گے، ٹیپو سلطان کا اس وقت دربار بنگا نعالی میں حاضر ہونا احکام سر فرازی کے حصول اور اس کی نذر پیش کرنے کے لئے ضروری تھا جس پر حیدر علی خاں کی یہ بدگمانی اول تو یہ بتاتی ہے کہ وہ بہت پر حزم و دور اندیش تھے اور پھر یہ کہ ان کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی اس لئے اُن کو جدا کرتے ہوئے شک و شبہ کر رہے تھے ان شبہات میں صلابت جنگ کے ہلاک کرنے کا الزام تو اس مضافات میں بابت جنگ کے ذریعہ بہت مشہور ہو چکا تھا جس کی نظر لینا حیدر علی خاں جیسے دور اندیش و محتاط شخص کے لئے ناواجبی نہیں ہو سکتا تھا بہر حال اُن (حیدر علی خاں) کے خاص معتمدین (رضا صاحب اور فیض اللہ صاحب) کے اس یقین دلانے پر کہ ٹیپو سلطان پر ذرا سی بھی آفت آنے کا شائبہ پائیں تو یہ اپنی جان سے تک دینے نہیں کریں گے حیدر علی خاں نے اپنے لڑکے کو رخصت کیا ٹیپو سلطان کی ہونٹوں

ذکر توزک آصفیہ نے جن الفاظ میں کیا ہے ہم نے قبل ازیں کر دیا ہے ہسٹری جیڈ شاہ کے مصنف کے بیان سے ہم صرف یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نظام علی خاں کے بیٹے (چین پٹن) کے پاس بہت جلد پہنچ گئے دوسرے روز اپنی قیام گاہ سے نکل کر بابت جنگ سے ملاقات کی اس ملاقات میں رکن الدولہ اور دیگر امراء دربار اُن کے ہمراہ تھے اور اس کے دوسرے روز بڑے توزک و احتشام کے ساتھ نظام علی خاں کے دربار میں باریابی ہوئی حضور ان (ٹیپو سلطان) کے ساتھ بڑی توقیر سے پیش آئے اور بالمشافہ تہ نامے کے دفعتاً نکلیں گی۔

حیدر علی خاں کا خط گورنر مدراس کے نام | جب حیدر علی خاں کو یہ یقین ہو گیا کہ اُن کا بیٹا آرکٹک نواب بنا دیا گیا ہے۔ تو انھوں نے اپنے وکیل مناگی نیڈٹ کے ذریعہ (جو مدراس میں رہتا تھا) گورنر مدراس کے نام ایک یادداشت لکھ بھیجی۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ نظام علی خاں اور حیدر علی خاں کو اچھی طرح یہ علم ہو گیا ہے کہ محمد علی خاں سلسلہ سارنٹوں سے اور کرناٹک کے علاقہ کو غصب کر کے ہندوستان بھر میں شورش پیدا کرنے کا باعث ہوئے ہیں اس لئے اُن دونوں نے ان سے جنگ کرنے کا ہتیمہ کر لیا ہے تاکہ معصوبہ ملک ان سے حاصل کر کے ہتھار کے سپرد کر دیا جائے اور یہ کہ انھوں نے یہ سب سمجھا ہی کہ انگریزوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ ان کو کوئی مدد نہ دیں اور ان کو چاہئے کہ اپنی فوج کو جو انھوں نے آرکٹک کے حدود میں یا اُن (محمد علی خاں) کے کسی اور معصوبہ ملک یا اس کے کسی حصہ میں رکھی ہو واپس طلب کر لیں اور یہ بھی انھوں نے لکھا کہ وہ اُن رقوم کو

انھیں ادا کر دیں گے جو کسے قانون و قاعدے کے تحت ان کو ان مقبوضات کی بابت (بحیثیت کفالت) واجب الادا ہوں۔ جن میں وہ رقم شامل نہ ہو سکیگی جو نواب دیلور اور وندو اسی اور دیگر حقداروں کے علیحدہ کرنے میں انگریزوں نے صرف کی تھی اور انھوں نے یہ بھی لکھا کہ ایسے علیحدہ شدہ اشخاص کے اُس نقصان کی تلافی کر دیا جائیگی جو اس طرح علیحدہ کئے جانے سے ان کو بھگتنا پڑے۔ اس مراسلت کا جو کچھ جواب مدراس گورنمنٹ سے دیا گیا۔ اس سے قطع نظر کر کے ہم پھر میدان جنگ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا مفاہمت کے بعد کوچ کی تیاریاں ہویں نظام علیخاں نے ہسکوٹ کی طرف سے بنگلور کا رخ اختیار کیا اور حیدر علیخاں راست بنگلور روانہ ہوئے دونوں افواج جب بنگلور پہنچ گئیں تو حملہ کے متعلق مشورے ہوئے۔ اس میں بابت جنگ اور رکن الدولہ کے علاوہ دیگر عہدہ دار بھی شریک تھے آخر یہ طے پایا کہ

(۱) کوچ کے وقت دونوں فوجیں علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر رہیں کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کر سکے۔

(۲) پہاڑوں سے گزر جانے تک حیدر علیخاں کی فوج مقدمۃ الجیش رہے۔

(۳) جب دونوں فوجیں حدود ارکاٹ میں داخل ہو جائیں تو یہ تصفیہ کیا جائیگا کہ آیا متحد طور پر حملہ کرنا مناسب ہوگا یا متفرق طور پر اس کے بعد یہ دونوں شکر بنگلور سے نکلے۔

حیدر علیخان کا رسالہ شنگیری کے پہاڑوں میں سے ہو کر ۲ اگست ۱۷۹۷ء (۲۹-ربیع الاول ۱۲۱۸ھ) کو حدود کرناٹک میں داخل ہوا اور کرناٹک کے رستہ کے جانوروں کو کاٹ گئی

کی طرف ہانک دیا۔ اُسی روز شام میں حیدر علی خاں کا ویریٹن کے قلعہ کے آگے نمودار ہو
یہاں کی انگریزی فوج چوتھی ٹالین کی تین کمپنیوں مشتمل تھی۔ جس نے دو مقابلوں کی توقعت
کی لیکن اس کے بعد اس کے افسر کمپان میا کین نے ۲۷ اگست (مطابق یکم ربیع الثانی) کو
حیدر علی خاں کی اطاعت قبول کر لی۔

چنگام اور ترناملی پرنسپل کے مقابلے | ۳۰۔ اگست (مطابق ۲ ربیع الثانی) کو کرنل اسمتھ ترناملی
روانہ ہوا۔ تاکہ رسد کی فراہمی کی سبیل کر کے لفٹ کرنل اوڈ سے مل جائے جو اس حصہ
اپنی فوج کے ساتھ ترجنا پل سے نکل چکا تھا متحدین کرنل اسمتھ کی فرحمت کرنے لگے آخر ۱۷ ستمبر
(م ۷ ربیع الثانی ۱۸۱۷ء) کو چنگام کے قریب شدید مقابلہ ہوا۔ جس میں متحدین نے بڑے
نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی لیکن فتح پا کر بھی کرنل اسمتھ وہاں ٹھہر نہیں سکا اور ترناملی چلا
کیونکہ وہاں اس کو رسد کی طرف سے بڑی تکلیف تھی جب وہاں بھی اس کو رسد نہ مل سکی
تو وہ اور آگے بڑھ گیا اور ۸ ستمبر (م ۱۳ ربیع الثانی) کو کرنل اوڈ سے جا ملا۔ اور اس تازہ دم
فوج کے ساتھ ۱۲ ستمبر (م ۱۹ ربیع الثانی) کو پھر ترناملی واپس آیا جس کے مصافعات میں ۲۹ ستمبر
(م ۵ جمادی الاول) کو لڑائی ہوئی۔ اس موقع پر نظام علی خاں کی افواج کو شکست ہوئی اس
لڑائی کی تفصیل کرنل اسمتھ نے اپنی رپورٹ میں لکھی ہے جس کا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے
” ۳۱ اگست (م ۲ ربیع الثانی) کو فوج سنگار پیٹھ اور وہاں سے
۳۱ اگست (م ۵ ربیع الثانی) کو بایلی پیٹ روانہ ہوئی اس کوچ

۱۔ کرنل تھمس رپورٹ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۸۱۷ء از کیمپ کالاساواگ۔

ہم غنیم کے رسالے کو اپنے بازو پر اور تختب میں تھوڑے فاصلے پر
 دیکھتے رہے لیکن وہ ہمارے کوچ میں مارج ہوا۔ شب میں البتہ
 انھوں نے ہمارے طلایہ پر حملہ کیا اور کمپ میں چند بان پھینکے
 صبح میں فوج چنگا ما کی طرف روانہ ہوئی۔ اس وقت بھی غنیم کا راس
 ساتھ ساتھ رہا۔ رات میں وہ حملہ کی بہت کوشش کرتا رہا اس لئے
 ہم کو صبح تک خبردار رہنا پڑا۔ اس نے چنگا ما کا پیٹھ جلا ڈالا۔ ہم
 صبح میں یہ اطلاع ملی کہ شب میں غنیم کی فوج اور توپ خانہ بہت
 اضافہ ہو گیا ہے اسی لئے ہم کو اپنا کمپ چھوڑنے سے پیشتر بڑھا
 احتیاط کرنی پڑی آخر ہم نے دوپہر میں یہ احتیاط تمام کمپ برسات
 کیا لیکن ڈیرون کو دیسا ہی نصب شدہ چھوڑ دیا اور سامان کو
 ہمہ وجہ تیار رکھ چھوڑا تا کہ اس کو دیکھ کر غنیم اس خیال میں ہے
 کہ ابھی کوچ کی تیاری ہو رہی ہے جب ہماری فوج کوچ کر کے
 آگے نکل چکی تو ہم نے دیکھا کہ غنیم کی فوج کی بڑی تعداد ہمارے
 بازو پر حرکت کر رہی ہے۔ چار یا پھر ونگاہ بائیں جانب روانہ ہو
 اور ہم سہ پہر تک کوچ کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے تین بجے
 ایک چھوٹی سی ندی (کلپاک) کو عبور کیا جس کے دوسرے کنارے
 پر اور ہمارے داہنے جانب غنیم قائم تھا یہ ایک بڑا میدان تھا۔

جس میں جھاڑی اُگی ہوئی تھی اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر تین پہاڑیاں تھیں جن کے دامن میں حیدر نے اپنا رسالہ قائم کر رکھا تھا جس کے پیچھے اس کی پیادہ فوج تھی اور جھاڑی میں رکن الدولہ اپنی فوج اور توپ خانہ کے ساتھ مقیم تھے وہ خود (رکن الدولہ) اور ان کے بھائی ہتھور جنگ اپنی فوج پر کمان کر رہے تھے ایک بڑا رسالہ ان افواج کی کمک پر علحدہ قائم تھا ہماری فوج نے اپنا داہنا رخ اختیار کیا اور چونکہ حیدر کو اس کے پہاڑی مقام سے علحدہ کرنے میں کامیابی کا مجھے خیال نہیں تھا اس لئے میں نے اپنی فوج کو راستہ سے علحدہ کر کے کپتان ولیم کوک اور کپتان کاسی کے بٹالین کو حکم دیا کہ ضخیم حملہ کریں اور ان دونوں کی کمک کپتان ولیم کوک کرے حلیہ بجا ہوا اور ضخیم کارسالہ ڈھلواں پہاڑی پر مٹا دیا گیا اور ہماری فوج نے اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے بہت جلد اپنی اس غلطی کو محسوس کر لیا کہ اُس نے اس پہاڑی پر اپنی انفنٹری کا کیوں قبضہ نہ رکھا اگر ایسا کرتا تو وہ اتنی آسانی سے اس مقام کو نہ چھوڑتا حیدر نے اپنے منتخب سپاہیوں سے ہمارے اس نئے مقبوضہ مقام پر چلکيا لیکن اس کی ہر ایک کوشش ہمارے سپاہیوں کی استقامت کی وجہ سے ناکام ثابت ہوئی وہ پسپا کر دیا گیا اس کا سالامیا

اور خود اس کی ٹانگ میں بھی کوئی ضرب آئی۔

جس وقت کہ ادھر صورت حال یہ تھی اُدھر جھاڑی کی طرف ہماری جانب سے مسلسل گولندازی ہوتی رہی غنیم اگرچہ جھاڑی کی وجہ سے اچھے مقام میں تھا تاہم اس سے بہتر ہمارا مقام تھا۔ دوران گولندازی میں دو ہاتھی نظر آئے جن کی نسبت گمان یہ کیا جاتا ہے کہ وہ رکن الدولہ اور ان کے بھائی تہو رجنک کے تھے جو ایک توپ کے دو تین گولوں کے چھوٹنے پر ایسے غائب ہوئے کہ پھر نظر نہ آئے اس کے بعد یہ قرار پایا کہ غنیم کو اس جھاڑی سے جہاں وہ چھپے ہوئے آتشباری کر رہا تھا ہٹا دیا جائے چنانچہ ہمارے بان انداز آگے بڑھے ان کے ساتھ کپتان بلی کے تحت بارہ کینیاں ہو گئیں۔ جنہوں نے غنیم کو جھاڑی سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ ندی کے پار ہو گئے جہاں انہوں نے اپنی دو توپیں مچیں ٹھونک کر چھوڑ دیں۔ یہ وقت شام کے چھ بجے کا تھا اس لئے ہم نے مزید تعاقب موقوف کر دیا اور تین کوں آگے تک کوچ کر کے صبح کے چار بجے ہم ایک تراکم میں اترے اور صرف ایک گھنٹہ وہاں ٹھہر کر ہم نے پھر کوچ کیا۔ غنیم کا رسالہ ہمارے پاس پھرتا رہا۔ لیکن صورت حالات کے اعتبار سے وہ ہم سے دُور ہی رہتا تھا۔ حیدر کی فوج ایک حصہ نے ہماری رسد پر حملہ کر دیا اور ہمارے

مردوروں کی غلطی اور بے تمیزی سے بہت سارا سامان رستہ
ویر باد ہو گیا۔

آخر مسلسل ۷ گھنٹہ کے کوچ کے بعد چاندی فوج ۳ ستمبر ۱۸۵۸ء
ریج النانی (کو شام کے تین اور چار بجے کے مابین ترنا ملی پہنچی
اس دوران میں ہمارے سپاہیوں کو اور ہمارے جانوروں کی
کوئی غذا اور دانہ چارہ نہ ملا۔

کوئی، کاسبی اور کوک کے بان اندازوں نے قابل تعریف
کام کیا اور دوسری پلٹنوں نے بھی اپنے اپنے مقررہ مقامات میں
اچھے فرائض بجالائے۔

رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علی خان کی	جس وقت متحدین کی فوجیں علاقہ کرناٹک میں پہنچی ہیں اس وقت
فوج کا تجربہ زیادہ ایک جہہ فوج تھے اس لیے	ان کی اور ان کے حریف کی تعداد (کرناٹک ہمتہ فٹنٹ کرنل

سے ملنے کے قبل حسب تفصیل ذیل تھی۔

فوج متعلقہ متحدین۔

نظام علیاں	تیس ہزار سوار	دس ہزار پیدل	ساٹھ توپ
حیدر علیاں	بارہ ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھارہ ہزار پیدل	انچاس توپ
جمہ	بالیس ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھائیس ہزار پیدل	ایک سو توپ

فوج متعلقہ انگریزی کمپنی

انگریزی	۳۰ سوار	آٹھ سو پیدل	سولہ توپ
ویسی	۰	پانچ ہزار پیدل	۰
نواب محمد علی خاں	ایک ہزار سوار	۰	۰

حجمد ایک ہزار تیس سوار پانچ ہزار آٹھ سو پیدل سولہ توپ

اس سے ظاہر ہے کہ متحدین کی فوج انگریزی فوج سے تعداد میں بہت بڑھی ہوئی تھی اگر یہ فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملتی ہو جاتی تو بھی متحدین ہی کی تعداد بڑھی ہوئی ہوتی۔ لیکن جب متحدین کلپاک کی ندی پر پہنچے اور اپنی فوج کا غلبہ دیکھا تو حیدر علی خاں نے اپنی فوج کے دو حصے کر دئے جس کے متعلق حسین علی کرمانی کا بیان ہے کہ رگن الدولہ کے مشورے کی بناء پر حیدر علی خاں نے اپنی فوج کے ایک معقول حصہ کو میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کندان و غازی خاں وغیرہ سرداروں کے ساتھ اپنے فوجی

سے مورخ مذکور کی اصل عبارت یہ ہے:-

”پس ناظم موصوف (نظام علی خاں) بمشاورت رکن الدولہ نواب بہادر (حیدر علی خاں) پیغام فرستاد کہ بہادر کا کہہ رہا ہے کہ ماہرین کلنگ بڑے تانت و تاراج صوبہ آرکاٹ و اطراف چنایا پٹن وغیرہ و گرداوری مواسی و آذوقہ و صحت ساز و تاجہول و ہرس و دیہاتے انگریز و محمد علی خاں راہ یا بد اگرچہ نواب بہادر نظر بغیر وقت کہ کار جنگ باپلی دماں اقامہ است خود نواز جدا کردن سپاہ مناسب ندیدہ بود اما ناظم موصوف یہ اعتقاد رکھ کر خود دریاں معنی استبداد و اصرار کا بڑبڑہ بہشتان گیم گرم جوشی و ہمت نمائی و فریاد برآں آور دتا تو نواب بہادر جمیع مردم بار و سوار و پیادہ یا توپ ہائے جلوسے متعین صاحبزادہ قدر نمودہ میسر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کندان و غازی خاں وغیرہ سرداران معتبر را ہملش دادہ رخصت درآں سمت فرمود“

(نشان حیدری صفحہ ۱۳۰)

ٹیپو سلطان کی سرکردگی میں مدراس روانہ کر دیا تاکہ وہ وہاں حملہ آور ہوں یہاں میدان جنگ میں اپنے پاس صرف پانچ چھ سو سوار اور دو ہزار مردمِ بار اور چار ہزار پیادے تو بچا نہ باقی رکھا۔ اس فوج کو مدراس کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہی کرنل ہمتہ کی فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملحق ہو گئی۔ جس سے انگریزی قوت میں خاصہ اضافہ ہو گیا اس موقع پر حیدر علی خاں کی طاقت کے اس طرح تقسیم کئے جانے سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان کے خلاف انگریزوں کی تائید میں خفیہ طور پر سازش ہو رہی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ عین وقت ضرورت حیدر علی خاں اپنی فوج کے ایک بڑے حصہ سے دور ہو گئے۔ صاحب نشان حیدر نے یہ بتایا ہے کہ اس کے بانی مہمانی رکن الدولہ تھے جنہوں نے نظام علی خاں سے تحریک کر کے ان کو اس امر پر مائل کیا کہ حیدر علی خاں کو اپنی فوج اس طرح دو حصوں میں تقسیم کر پڑے مجبور کریں اور اپنی فوج کی قوت و کارگزاری کا انہیں اعتبار دلائیں تا وقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہ ہو اس کا تخطیہ نہیں کیا جاسکتا جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد جنگ میں سب سے پہلے نظام علی خاں ہی کی فوج پسپا ہوئی تو حسین علی کرمانی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے اور میدان جنگ کا جو ذکر اس نے کیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مقابلہ میں انگریزی فوج کے دست راست پر نظام علی خاں کی فوج تھی ان کی طرف سے انگریزوں پر کسی نشانے کے بغیر گولہ بازی ہونے لگی جس کا ان پر کوئی اثر نہ ہو سکا اور ان کے سوار انگریزوں کی فوج کے اطراف موروں کی طرح جمع ہونے لگے یہ بے ترتیبی دیکھ کر انگریزوں نے انہیں کی طرف حملہ کر دیا اور چند ہی شکلوں میں نظام علی خاں کی

فوج پر غالب آگئے اور نظام علیخاں جنگ سے کنارہ کش ہو کر رکن الدولہ کی بے تدبیروں اور اپنے دیگر امرا و سرداروں پر لاعلمی پڑتے ہوئے پسپا ہو گئے مورخ کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

”..... (انگریز) بہ بازی اعدا فریبی از یک طرف سبقت کردہ راست

بر سواری ناظم موصوف پوروش آورد و چند گلولہ قطار بند صف شکن

پرانیدہ بہ اندک سعی مردانہ غالب گشتند و تمامی مواد لشکر و جنگا

و توپ خانہ دار و دوازار اعلام و خیام لشکرش گرفتہ کامیاب شدند

در آن وقت ناظم موصوف بہ شکستہ حال خجلانہ از جنگ کنار

کشیدہ بر بے تدبیری ہائے رکن الدولہ و دیگر امرا و خواتین خود

لا حول خواندہ پسپا گردید۔“

بہر حال نظام علیخاں اپنے دیوان کی سوت تدبیری سے شکست پا کر سنگار پیٹھیہ کی طرف

روانہ ہوئے اور حیدر علیخاں نے جب رنگ و گرگوں دیکھا تو پہلے اپنے توپخانہ کو اُدھر

کر دیا اور آپ خود باقاعدہ مراجعت کرتے ہوئے سنگار پیٹھیہ کے قریب پہنچ کر بندگانِ عالی سے

تقریباً دو کوس پر اقامت گزیر ہوئے اور انگریز بہ حیثیت فتح مقام جنگ ہی پر پھیرے

ہے۔ حیدر علیخاں نے یہاں پہنچ کر فوراً ایک ساندنی سوار کو ٹیپو سلطان کی طرف روانہ کر دیا

اور بہ تاکید تمام کہلا بھیجا کہ اپنی فوج کے ساتھ حتی الامکان جلد واپس آجائیں اور نظام علیخاں

کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ بندگانِ عالی کے پیامیان لشکر کا اعتبار را اور امرائے ریاست کی

کار آگہی بخوبی ظاہر ہو گئی کہ اہم وقت پر علحضرت کے ہمراہ رکاب نہ کوئی امیر تھا اور نہ کم از کم ہزار سپاہی تھے ظاہر ہے کہ ایسی فوج سے ان انگریزوں پر فتح پانی ممکن نہیں ہے مناسب یہ ہو گا کہ آنحضرت کا ویری پٹن میں اقامت فرمائیں اور یہ خیر خواہ مصمم جس طرح کہ عقل تنہائی کرے انگریزوں سے مقابلہ کرتا ہے اسی بنا پر نبدگان عالی سنگار پیٹھ سے نکل کر وہاں پہنچے حیدر علی خاں ٹیپو سلطان کے واپس آنے تک سنگار پیٹھ اور بارہا محال کے اطراف اطراف ہی پھرتے رہے۔

ٹیپو سلطان مدراس کے واپس آنے کے بعد
نظام علی خاں کا حیدر علی خاں کی ضیافت کرنا
جب ٹیپو سلطان اپنی افواج اور سامان رسد کے ساتھ اپنے باپ سے آئے تو نظام علی خاں نے حیدر علی خاں کی ضیافت کی اور اپنے امراء کے ذریعہ ان کو بجد و کد بوا بھیجا۔ اگرچہ حیدر علی خاں دل سے اس پر رضامند نہیں تھے تاہم ان کے پاس خاطر سے اپنے لشکر کے ساتھ جا کر ملاقات کی اس ضیافت کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے جو لکھا ہے یہ ہے:-

”مدراس پر حملہ کرنے کے بعد جب ٹیپو واپس آیا تو نظام الدولہ نے حیدر کی اور اس کے ساتھ اس کے بڑے بڑے عہدہ داروں کی اعلیٰ پمانہ پر ضیافت کی اور اس کے ساتھ بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اس کو ایک سونے کے تخت پر بٹھایا جس کے تکیے کلاتوں سے بنے ہوئے تھے اور جسے انھوں نے رخصت کی

وقت اس کے ساتھ کر دیا۔ اور اس دعوت کے چند روز بعد حیدر نے
 بھی نظام کو دعوت دی لیکن سونے کے تخت پر بٹھانے کے عوض
 اس نے ایک ایسا تخت تیار کرایا جس پر لگو ڈا ہون اور اٹھ گیا
 جڑی گئی تھیں اور اس پر نہایت نفیس قالین بچائے گئے
 اور عمدہ مغل کے تیکے رکھے گئے تھے یہ سب رخصت کے وقت
 نظام کے نذر کر دیا گیا۔“

معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس مورخ کو یہ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے کہ نظام علیخان نے
 حیدر علیخان کو سونے کے تخت پر بٹھایا اس واسطے کہ حیدر علیخان نظام علیخان کے مقابلہ
 میں اپنے آپ کو ان کے ایک امیر کا جیسا تصور کرتے تھے اور نظام علیخان کو اس کا بڑا
 خیال تھا اور یہ اعزاز صرف انہیں حاصل تھے جو پادشاہت کے رتبے پر سرفراز ہو
 اور نظام علیخان کے عہد کے مشہور مورخ شاہ تجلی نے یہ نہیں بتایا ہے کہ بندگانِ عالی نے
 ان کو سونے کے تخت پر بٹھایا ممکن ہے کہ ان کو زربفت و کارچوبی کسی مسند پر بٹھایا گیا
 اس موقع پر جو تحفے کہ بندگانِ عالی نے حیدر علیخان کو دئے ہیں ان میں نہ اس سونے کے تخت
 کا کوئی پتہ ملتا ہے اور نہ کسی زربفت کی مسد کا۔ صاحبِ توزک آصفیہ کہتا ہے کہ ۶۰۰ جادوی
 کو رکن الدولہ کے توسط سے حیدر علیخان حضور میں باریاب ہوئے اور ان کو اعلیٰ حضرت نے
 جیعۃ الماس معہ کلغی پر سیاہ اور پیرچ مرصع معہ سلک مروارید دہگدگی مرصع اور ایک شمشیر

معہ قبضہ نشیب مرصع و ایک قبضہ خنجر معہ دستہ نشیب مرصع اور پانڈان مرحمت کر کے رخصت کیا اور اس کے دوروز بعد خود بدولت حیدر علی خاں کے پاس مدعو ہوئے انھوں نے اپنے لڑکے اور دوسرے اقربا کے ساتھ جلو خانہ تک آ کر بندگانِ عالی کا استقبال کیا اور آداب بجا لاکر اکاون ہزار روپے اور ایک ہزار سونے کی پوتلی نذر کی اور زرقند کے چوتھرہ پر بٹھایا اور جواہر کے خوان اور پوشاک اور دوزخیر ہاتھی نذر کئے شاہ تجلی کا بیان ہے کہ حیدر علی خاں کی نذر کے منجملہ ایک مالائے مروار اور ایک انگنٹری الماس بڑی قیمتی تھی ان کے علاوہ تین توپچی انگریزوں کی طرف سے غنیمت میں ان کو حاصل ہوئی ہیں پیش کریں۔

رکن الدولہ کا اپنی فوج بیکر حیدر علی خاں کے قتل	اس ملاقات میں یہ طے پایا کہ بندگانِ عالی حزم و احتیاط
شریک جنگ ہونا اور شکست پانا۔	اپنے لشکر و اسباب کے ساتھ ہسکوٹہ میں تشریف رکھیں

وہ (حیدر علی خاں) خود غنیمت سے مقابلہ کریں گے اور اس پر قابو پا کر کرناٹک، پایان گھاٹ کا انتظام بوجہ احسن کریں گے۔ جس پر نظام علی خاں نے رضا مندی ظاہر کی اور ہسکوٹہ کو روانہ ہوئے البتہ اپنے دیوان رکن الدولہ، منور خاں کرنولی، اسماعیل خاں الیچوڑی، اور راؤرنجا کو بیس ہزار سوار کے ساتھ حیدر علی خاں کے پاس چھوڑ دیا جنہوں نے اپنی اور رکن الدولہ کی فوج کے ساتھ پیل پٹی کے گھاٹ کو عبور کر کے انگریزی مقبوضہ قلعہ بنوگڑ کا محاصرہ کیا۔ جب انگریز سرداران مذکور کو اس محاصرہ کی اطلاع ملی تو وہ کرناٹک گڈھ کیلاس گڈھ دھوبی گڈھ پیل گڈھ پر سے ہوتے ہوئے یلغار وہاں پہنچ گئے حیدر علی خاں نے

اس فوج کے آنے کی خبر پا کر محاصرہ برخاست کر دیا اور وڈپیری اور بام پٹی کے میدان میں جا ٹھہرے تازہ دم انگریزی فوج انہو رگڈپہنچ گئی اور وہاں سے ایک روز کے بعد مقابلہ کے لئے نکلی۔ حیدر علی خاں نے اس مقابلہ میں ٹیپو سلطان کو مہینہ پر قیام کیا اور میرہ کن الدولہ کے سپرد کیا۔ آپ خود اپنے توپخانہ اور رسالداروں کے ساتھ محمد علی سردار کو لیکر قلب میں ٹھہرے۔ انگریزی سردار نے صرف ایک پلٹن اور سوبجروں کی دو کمپنیاں اور دو توپیں رکن الدولہ کی نظر روانہ کیں اور دو پلٹن اور ایک رسالہ فرنگیوں کا چار توپوں کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر بھیجا اور کرنل سمتھ اور لفٹنٹ کرنل اوڈ دونوں قلب پر متوجہ ہوئے آتش زد و خورد مشتعل ہوئے رکن الدولہ کی فوج انگریزی پلٹن کی صرف چند شکلوں میں سپاہی ہو کر جو بھاگی تو پھر وانم باڑی تک کہیں نہ رُکی۔ ٹیپو سلطان قبل اس کے کہ انگریز قلب پر فتح پائیں اپنے سواروں کو انگریز کے انگریزی لشکر کے چند اول پر جا گرے اور ان کو مہترم کر کے ان کے مال و اسباب کو حاصل کیا اور چند انگریز سپاہیوں کو بھی گرفتار کر لیا۔ اس سے مطلع ہو کر انگریز سردار اپنے عقب کی حفاظت کے لئے چلے۔ حیدر علی خاں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر برق آسا اس پلٹن پر جا گرے جو رکن الدولہ کے تعاقب میں گئی ہوئی تھی اور اس پر حملہ کر کے سامان غنیمت حاصل کیا اور وانم باڑی واپس آئے یہیں ٹیپو سلطان بھی اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گئے۔ سردار ان انگریزوں کی جگہ ٹھہرے رہے جہاں وہ تھے۔

۱۔ اس واقعے کو صاحبزبان حیدری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ”لشکر رکن الدولہ از مقابلہ یک پلٹن و چند گلولہ صفتین استقامت مردی از دست داده تا وانم باڑی دم بر نیار د“ (نشان حیدری صفحہ ۱۳۲)۔

حیدر علی خاں اور رکن الدولہ میں اختلاف | حیدر علی خاں نے یہاں پہنچ کر رکن الدولہ کو طلب کیا اور ان سے

رنجش آمیز لہجہ میں کہا کہ ”تھاری ہمارا ہی فوج نہر میت اثر ہے تم کو چاہئے کہ تم اپنے بہادران شہری کے ہمراہ حضور (بندگانِ عالی) میں چلے جائیں کہ ان کی وجہ سے میں کبھی فیروز منید ہو سکتا کہیں ایسا نہ ہو کہ مجاہد و موانست کی وجہ سے ان کی سرفرازی میرے سپاہیوں سریت کر کے ان کی غیرت مردانگی کو بھی برباد کر دے“ اس پر انھوں (رکن الدولہ) نے بڑی دلیری کی باتیں کیں اور موافقت ترک نہ کی اس لئے یہ طے پایا کہ وہ رکن الدولہ اور ان کی فوج حیدر علی خاں کی فوج سے ہمیشہ دو میل پر رہا کرے اور حیدر علی خاں کے لشکر میں ان کے لشکر کا کوئی آدمی آیا نہ کرے اور وقت ضرورت معتبر ہر رو کے ذریعہ پیغام رسانی ہوا کرے۔ اس واقعہ کو نشانِ حیدری میں جس خوبی سے بیان کیا ہے، اسی کے الفاظ میں سننا زیادہ مناسب ہو گا جو یہ ہیں :-

”و نواب (حیدر علی خاں) رکن الدولہ را یاد فرمودہ سخنانِ رنجش آمیز
شنوایند چہ گفت کہ ہمارا ہیانِ شمایے ریب نہر میت اثر اند باید کہ
شما مع افواجِ بہادرانِ شہری بحضور بروید کہ از سعیِ آہنا گاہے
روئے فیروزی نخواہم دید و مباد کہ اثرِ برودتِ تاخیرِ ایشان را
ب نسبتِ ہمیالگی دہم جلیسی در رگ و پے جلالتِ کیشان ماتر
کردہ حرارتِ غیرتِ مردانگی را برباد دہد چوں او (رکن الدولہ)

مجدد سخنان دلیری بر زبان رانده از موافقت پہلو ہتی ساخت
چناں قریافت کہ اواز لشکر نصرت مآثر مدام بقاصد نیم فرنگ
مقام سازد واحدے از لشکرش بہ لشکر ظفر پیکر نیاید وقت
ضرورت بزبانی ہر کارہ ہائے معتبر ابلغ نماید

جب انگریز سردار چار روز کے بعد اپنی فوج کے ساتھ وائٹ ہاؤس کے حیدر علی خاں اپنی
قیام گاہ سے نکل کر پہلے روز تریپا تھور کے میدان میں مقیم ہوئے اور دوسرے روز وہاں سے
نکل کر کاویری پٹن کے شالینز کے پستے قیام کیا اور اپنے لشکر کے اطراف چار مورچے
قیام کر کے ان پر توپیں رکھ دیں۔ رکن الدولہ حیدر علی خاں کی فوج کے احاطہ سے باہر رہے
انگریزی کرنل وائٹ ہاؤس کے انتظام کے لئے ایک سردار کو چھوڑ کر تریپا تھور ہوتے ہوئے۔
حیدر علی خاں کے لشکر کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں سکونت پذیر ہوا۔ حیدر علی خاں
کے طلائیہ دار دو طرف سے انگریزی فوج پر حملہ کرتے تھے اور ایک طرف رکن الدولہ کے
سوار راستہ پر جمے ہوئے تھے ایک رات انگریزی سردار شجوں کے لئے آمادہ ہو کر اس
راستہ سے روانہ ہوئے جدھر کہ رکن الدولہ کے سوار طلائیہ پر تھے اور وہ اس شجوں سے
خبردار بھی ہوئے لیکن انھوں نے حیدر علی خاں کو اس کی اطلاع نہیں کی اور نہ خود آپ
اس انگریزی فوج کے سد راہ ہوئے بلکہ وہاں سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس سے ظاہر
کہ یا تو شروع ہم ہی سے رکن الدولہ حیدر علی خاں سے اتحاد کے پیرایہ میں مخالفت کرتے
آ رہے تھے یا یہ کہ حالیہ بخش آئیز گنگو کے بعد انھوں نے اپنے نزدیک یہ قرار دے لیا کہ حیدر علی خاں

اُن کی اُس بُری بھلی گفتگو کا بدلہ اس طرح لیں کہ ظاہر میں ان سے اتحاد قائم رکھ کر ان کے مخالفین سے دیر پردہ مل لیں یا یہ کہ ان کے مخالفین کے طرز عمل سے ان کو واقف نہ کر کے بدلہ لیں۔ بہر حال انگریزی سردار راستہ قطع کر کے حیدر علی خاں کی فرود گاہ کے قریب پہنچا اور راہنماؤں کی عدم واقفیت کی وجہ سے راستہ کے دلدل اور مہمیزوں کے کچھ میں پھنسکر رات تمام بھجور کر دی۔ صبح کو حیدر علی خاں کے بُرجوں کے چوکیداروں نے خبردار ہو کر توپوں کی شک سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کے پیچھے سے حیدر علی خاں کے طلایہ دار فوج نے اُن پر پہنچ کر تیر و تفنگ سے بازار جدال و قتال گرم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُسی شب رکن الدولہ نے انگریزوں سے اتفاق کر لیا۔ صاحب نشان حیدری صاحب الفاطمیں یہ بیان کرتا ہے کہ وہ (رکن الدولہ) بظاہر حیدر علی خاں کی مدد کے لئے آمادہ تھے لیکن دراصل ان کے لشکر کے تاخت و تاراج کے لئے قابو طلب تھے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

”اگرچہ از یک طرف یہ بہانہ کو مک مستعد شدہ بود اما بنا بر تاخت

تاراج لشکر نواب قابو جو بود.....“

حیدر علی خاں نے رکن الدولہ کی نسبت سُن لیا تھا کہ اپنے خلاف ہیں اب ان کے طرز عمل اور شب خون کی عدم اطلاع دہی سے ان کو یقین ہو گیا کہ یہ اُن سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ جس کے بعد انھوں نے اپنے رسالدار پائندہ خاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوج لیکر آگے بڑھے

اور رکن الدولہ کی طرف چند توپ سر کر تے تاکہ وہ (رکن الدولہ) اُن (حیدر علی خاں) سے علیحدہ اور دور ہو جائیں۔

انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سبب ضیانی | اُدھر انگریزی سرداران دھمکیوں سے بے نیل مرام و پسا ہوا اور ادھر رکن الدولہ نے اپنے ڈیرے ڈنڈے اٹھائے اور بند گانگالی کے پاس آئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے بند گانگالی کے آگے شکایتوں کا انبار لگا دیا جس کے بعد ممکن نہ تھا کہ علیحضرت حیدر علی خاں کا اتحاد ترک کرنے پر راضی نہ ہوتے اور اس وقت کے حالات کے نظر کرتے حیدر علی خاں کے اتحاد کو ترک کرنے کے یہ الفاظ دیگر یہ معنی تھے کہ انگریزوں کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ جب نظام علی خاں ہسکوٹ سے گھاٹ گرنیا ت پہنچے تو وہاں سے اُن کے وکلاء انگریزی شکر میں گئے اور رکن الدولہ محمد علی خاں راج الدولہ (نواب کرناٹک) کے پاس گئے جو اُن دنوں مدراس ہی میں فروش تھے۔ شاہ تجلی نے اس اتحاد کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کی تحریک محمد علی خاں نے نصیب یار خان قمار الدولہ کے ذریعے رکن الدولہ کے پاس کی جس پر انھوں نے یہ ہتھکڑیاں تھیں علیحضرت میں نہ کیا جو درجہ پذیرائی کو پہنچا۔ لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس صلح کے اسباب پیدا کرنے کے رکن الدولہ ہی باعث ہوئے ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے:-

”.... (نظام علی خاں) حیدر سے علیحدہ ہو کر کڑپہ روانہ ہوئے اور جو نہیں کہ وہ وہاں پہنچے ان کے دیوان اور لائق دیوان رکن الدولہ

اپنے سالہ محمد علی خاں کو یہ معلوم کرنے کے لئے خط لکھا کہ آخر اس نے
نظام کو حیدر کا ساتھ چھوڑنے پر مایل کر ہی لیا اور اس نے بھی لکھا کہ
اگر نواب محمد علی خاں اور انگریز خواہش کریں تو ایک ایسے صلح نامہ کے
طے کرنے کے کامل اختیارات کے ساتھ جسکی کہ اُن کو خواہش ہو
وہ خود مدد اس آئیگا۔“

غالباً اسی غرض کے تحت ۶ رمضان المبارک ۱۲۱۸ھ (م ۲۶ جنوری ۱۸۰۳ء) کو
مسٹر فٹنر جیرالڈ حصنور بندگان عالی میں باریاب ہوئے جن کے متعلق شاہ تجلی کا بیان ہے
کہ وہ محمد علی خاں سراج الدولہ کے فرستادہ تھے۔ اُن کی نذر قبول فرما کر درخواست ملا خط
اور ایک مرصع جلیغہ مرحمت کر کے رخصت کیا۔ ہم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ فٹنر جیرالڈ کو
محمد علی خاں نے بھیجا۔ حالیہ جنگ میں تین فٹنر جیرالڈ کام کر رہے تھے جنہیں سے ایک کپتان
جیمس فٹنر جیرالڈ تھا دوسرا کپتان رابرٹ ویلیئر فٹنر جیرالڈ اور تیسرا میجر تھامس فٹنر جیرالڈ
اسی میجر تھامس فٹنر جیرالڈ کی انگریزی فوج سے حیدر علی خاں کا مقابلہ ہوا ہے یہ میجر اس
فوج کی حمایت پر مامور ہوا تھا جو ٹرنامالی سے رسد لارہی تھی اس رسد والی فوج پر حیدر علی خاں
نے حملہ کیا جس میں اُس کو اُسی فٹنر جیرالڈ کے مقابلہ میں تقریباً ۱۰ آخر دسمبر ۱۸۰۳ء
(م ۱۰ آخر شعبان ۱۲۱۸ھ) میں ناکامی ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسی کامیابی کے بعد فٹنر
اعلیٰ کی ہدایت پر میجر فٹنر جیرالڈ بندگان عالی کے پاس پہنچے۔ ان کے ذریعہ جو کچھ ریشہ دوانی
ہوئی ہے اس کو تو انگریزی مورخین نے پردہ ڈھایا رکھا ہے اور ظاہر یہ کیا ہے کہ

نفت کزنل ہارٹ کے تحت کچھ فوج کھمبھی گئی۔ جو ماہ دسمبر میں وہاں پہنچی اور بنگال آرمی کے کزنل جو سنیچ اس سابقہ فوج کو اپنی فوج کے ساتھ ترکیب کر کے حسب ایام کونسل ۲۷ جنوری ۱۸۵۷ء (م ۷ رمضان ۱۲۸۱ھ) کو وزنگل روانہ ہوئے یہ زمانہ وہی ہے جبکہ میجر فٹنر جیرالڈ نظام علیاں کے پاس بھیجے گئے اور اس فوجی نقل و حرکت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزوں نے اس سیفر کے ذریعہ بند گانغالی کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ انگریز ادھر سرکار شمالی پر قبضہ کر کے کھم اور وہاں سے وزنگل کی طرف بڑھ چکے ہیں اور اب بہت جلد وہ حیدر آباد پر قبضہ کر لیں گے اب بھی اگر وہ (نظام علیاں) انگریزوں کے ساتھ متفق ہو جائیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی اس پیش قدمی سے باز آجائیں اس تحریف سے اور ساتھ ساتھ رکن الدولہ کی فہمائش سے نظام علیاں نے بعض اس کے کہ انگریزوں کے خلاف کسی جارحانہ عمل پر تیار ہوتے ان سے صلح کرنے کی قرارداد کر لی۔

رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو	رکن الدولہ کی باریابی کے دو ہی روز بعد بند گانغالی نے
اور وہاں ان کی آؤ بھگت	رکن الدولہ کو مدراس روانہ کر دیا۔ جو ۹ فروری ۱۸۵۷ء

(م ۲۰ رمضان ۱۲۸۱ھ) کو بڑے توڑک و احتشام کے ساتھ وہاں پہنچے۔ اس موقع پر راجہ راجندر اور راجہ بیر بہادر ان کے ہمراہ تھے ان کے وہاں پہنچنے پر جو کچھ ان کی آؤ بھگت ہوئی ہے اس کو ہٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے جو یہ ہے۔

..... رکن الدولہ اور نظام کے ایک مقدمہ پٹہ سردار راجہ راجندر

بڑے توڑک و احتشام سے مدراس گئے جہاں وہ بڑے اعزاز

کے ساتھ داخل ہوئے ان کو توپوں کی سلامی دی گئی جن ٹرکوں پر سے وہ گزرے اُن پر انگریزی فوجیں قطار باندھے ہوئے تھیں ان کو ہر روز ایک نیا نظارہ دکھایا جاتا تھا۔ انھیں جہازوں کا بندرگاہ دکھایا گیا اور ہر وہ شے ان کے ملاحظہ میں لائی گئی جو ان کی محتاج توجہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن جس چیز سے ان کو بہت خوشی اور اطمینان ہوا وہ وہ قیمتی تحائف تھے جو اس موقع پر ان کو دئے گئے ان تحائف میں نظام کا حصہ بالکل کم تھا اور جو کچھ تھا اُن کے لئے پیش بھی کئے گئے وہ بالکل ناقابل لحاظ تھے اس کی کو آئندہ کے بڑے بھاری وعدوں کے ساتھ رفع کیا گیا اور برخلاف اس کے ان شاندار وزیروں نے ایک صلح نامہ پر کمبلی دستخط کر دئے۔

تکلیف صلح نامہ اس کے شرائط | ۱۲۔ فروری ۱۹۱۷ء (م ۲۳۔ رمضان ۱۳۸۶ھ) کو رکن الدولہ نے

صلح نامہ کی تکمیل کر دی اس میں بے تحصیل ذیل عہد و پیمان ہوئے :-

۱۔ مصطفیٰ انگر (عرف کنڈاپلی) و مرتضیٰ انگر (عرف گنٹور) و راجندر پری

سیکا کول و کوندویر شبرائٹ مصرعہ ذیل نظام علییاں نے انگریزی کمپنی

کو دے دیا۔

۲۔ مرتضیٰ انگر کو چونکہ نظام علییاں نے اپنے بھائی بسالت جنگ کی گجیر

میں نے دیا ہے اس لئے وہ اس پر تاحیات یا اس وقت تک

تقاضی و متصرف رہیں گے جب تک کہ وہ انگریزی کمپنی اور محمد علی خاں والا جاہ کے خلاف نہوں یا حیدر علی خاں سے متفق نہ ہو جائیں۔

۳۔ قلعہ کنڈاپلی (عرف مصطفیٰ نگر) مع جاگیر انگریزی کمپنی کے قبضہ میں رہے گا اور قلعہ میں انگریزی فوج رہے گی۔

۴۔ سرکار سیکا کول کے زمیندار نارائن دیو نے اچھا پور میں فساد برپا کر کے ادائیگی نگزاری سے انکار کر دیا ہے اور کمپنی کی اطاعت سے منحرف ہو گیا ہے اس لئے نظام علی خاں اس امر پر رضامند ہیں کہ اس مختار کی تکمیل کے بعد احکام و تاکیدات نہ صرف نارائن دیو بلکہ سرکار ایلور و مصطفیٰ نگر و راجمندی اور سیکا کول کے جملہ زمینداروں کے نام لکھیں گے کہ وہ آئندہ سے انگریزی کمپنی کو اپنے پادشاہ کے مثل تصور کریں اور اپنا نوکی محل مال و سائر وغیرہ اس کو ادا کرتے ہیں آصف جاہ مذکور اس امر پر رضامند ہیں کہ وہ آئندہ نواب والا جاہ یا انگریزی کمپنی کے ملازمین یا زمیندار وغیرہ کو کوئی فساد برپا کرنے میں مدد نہ دیں گے اور نہ ان کو پناہ دیں گے۔

۵۔ ۱۔ حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اپنی فوج کو سرکار ورنگل میں اپنی فوج بھیجنے پر مجبور ہوئی تھی۔ اس سلسلہ نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی اپنی اس فوج کو کھم کے قلعہ کو واپس کر لے گی اور جو نہیں نظام اپنی فوج کے ساتھ

دریائے کرشنا پار ہو جائیں کمپنی کی فوج قلعہ مکھم کو ان کے ماتھے
سُرد کر کے اپنے علاقہ میں چلی جائیگی۔

ب۔ کمپنی اقرار کرتی ہے کہ یکم جنوری ۱۹۶۸ء مطابق ۱۰ شعبان ۱۳۸۷ھ
سے چھ سال تک سالانہ دو لاکھ روپے آرکائی دو اقساط میں ادا
کرتی رہیگی اور سرکار کو ندویر پر قبضہ ملنے کے بعد مزید ایک لاکھ
ہر قسط میں اضافہ دیگی۔ اگر ان چھ سالوں میں کمپنی سرکار ان
پر امن و امان کے ساتھ قابض و متصرف ہے اور نظام اس کے
ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کریں تو کمپنی یکم جنوری ۱۹۷۲ء سے دوسری
اقساط میں پانچ لاکھ روپے ادا کرے گی اور اگر کو ندویر پر قبضہ ہو جائے
تو سالانہ سات لاکھ روپے دیگی لیکن نظام خود یا ان کی تحریک
مرہٹے یا اور کوئی ان سرکاروں یا کرناٹک پر حملہ کریں تو صلح ہونے
تک یا اس وقت تک جب تک کہ سرکار ان مذکور کمپنی کو واپس
نہ مل جائیں اقساط مذکور کی ادائیگی مُعلق رہیگی۔

۶۔ سابقہ طے نامہ میں یہ شرط تھی کہ بشرطیکہ صورت حالات اجازت میں
نظام اور انگریزی کمپنی ایک دوسرے کی مدد کریں گے لیکن اس سے
ہر دو فریق معاہدہ کو مشکلات کا سامنا ہو گا اور اس وجہ سے
امکان ہے کہ کوئی غلط فہمی واقع ہو جائے اس لئے اب یہ قرار

پایا کہ انگریزی کمپنی اور نظام اور نواب والا جاہ کے مابین ہمیشہ کیلئے اتحاد قائم ہے ایک کا دشمن باقی دو کا دشمن اور ایک کا دوست باقی دو کا دوست متصور ہو اگر کوئی مشکلات واقع ہوں یا متحدین کے ممالک پر کوئی غنیمت حملہ آور ہو تو متحدین جس سے کوئی اس کو (حملہ آور) مدد نہ دے۔ انگریزی کمپنی اور نواب والا جاہ اپنے اتحاد کے ثبوت میں البتہ اپنی طرف سے سپاہیوں کے دو اور چھ توپیں یورپین سوجروں کے تحت نظام کی ضرورت پر فراہم رکھیں گے بشرطیکہ صورت حالات اس فوج کو دکن میں کوچ کیلئے اجازت دے اور بشرطیکہ نظام ان کے اخراجات ادا کریں۔

۷۔ ا۔ شاہ عالم نے نواب والا جاہ اور ان کے فرزند کلاں معین الملک عہدۃ الامراء کو نسلاً بعد نسل کرنا تک پایاں گھاٹ کی حکومت سے سرفراز کیا نظام نے بھی ان کو اپنے تحت سے علیحدہ کر کے جملہ کلاں کے متعلق اپنی طرف سے فاریغ خطی دی جس کے عوض نواب والا جاہ نے پانچ لاکھ روپے نظام کو دئے اور نظام نے نواب مذکور اور ان کے فرزند اور ان کے ورثاء کو اور اس علاقہ کی سند التمقا کو تسلیم کیا۔

ب۔ نظام، انگریزی کمپنی (یعنی صدر نشین و ارکان مدراس نسل) اور نواب والا جاہ کے سوائے کسی اور شخص سے علاقہ کرنا تک اور

سرکاران شمالی میں خط و کتابت نہ کریں گے۔ اور نہ کمپنی و نواب الاجا نظام اور ان کے دیوان اور ضامنین (جن کے دستخط اس صلح نامہ پر ہوں) کے سوائے کسی اور سے علاقہ دکن میں خط و کتابت کریں گے۔
۸۔ نواب آصف جاہ نے اپنے اتحاد کی رو سے والا جاہ اور ان کے فرزند کلاں معین الملک کو حسب ذیل اسناد و محنت فرمائے۔

۱۔ کرناٹک کی سند التمغا۔

ب۔ ایمن کندلہ (بشمول گمن پورہ) کی سند التمغا۔

ج۔ گھٹ کیسر کی سند التمغا۔

د۔ کولار کے قلعہ داری کی سند التمغا۔

ه۔ ضلع سونے دوپ کی سند التمغا۔

و۔ ایک فارغ خطی جس کی رو سے وہ دکن کے اثر سے علیحدہ کر دیے گئے۔

۹۔ حیدر نایک (حیدر علی خاں) نے سلطنت میسور غصب کر کے اطراف

میں اودھم مچا دی ہے اور حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اور نواب والا جاہ کے علاقہ کو تباہ کر دیا ہے اس لئے ہمسایہ ملک کی نجات

و فائدے کے لئے لازم ہے کہ نایک نہ کور کو مزا دی جائے اور

اس کی قوت کو توڑ دیا جائے اس غرض کے لئے آصف جاہ اس کو

علی الاعلان باغی اور غاصب قرار دیتے ہیں اور اُن تمام خطاباً
 و اسناد سے اس کو محروم گردانتے ہیں جواب سے پشتیر خواہ انھوں نے
 یا کسی اور صوبہ دار و کن نے اُس کو دئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ
 حیدر نایک نے آصف جاہ کے ساتھ دغا کی ہے اور اپنا معاہدہ
 توڑ دیا ہے اور اپنے آپ کو آئندہ مہربانیوں اور عنایات کا ناہل
 ثابت کیا ہے۔

۱۰-۱۔ انگریزی کمپنی امن و امان کے ساتھ ساحل کو رومنڈل اور بیبا
 پر تجارت کر سکتی ہے۔

ب انگریزی کمپنی بمعیت نواب والا جاہ کرناٹک اور دوسرے
 مقبوضات پر قابض رہ سکتی ہے۔

ج یہ ضروری ہے کہ علاقہ کرناٹک بالاکھاٹ (جو صوبہ داری پور
 سے متعلق تھا اور اب حیدر نایک کے تصرف میں ہے) اُن کے
 تحت تصرف رہے جو عدل و انصاف اور احکام شاہی کی اطاعت
 آصف جاہ اقرار کرتے ہیں کہ کرناٹک بالاکھاٹ مذکور کی پور
 پر (جو صوبہ داری سیجا پور سے متعلق تھی) انگریزی کمپنی متصرف رہے
 اور وہ اس کے متعلق شاہ عالم کے پاس سے فرمان حاصل کر لے
 لیکن نظام کو بحیثیت صوبہ دار و کن جو حقوق کہ اس کے متعلق حاصل

ہیں وہ اس سے منقود نہوں گے اور کمپنی نے اقرار کیا کہ اس کی دیوانی پر قبضہ پانے کے بعد سے سات لاکھ روپے آرکائی سالانہ دو مساوی اقساط میں ادا کریں گی بشرطیکہ نظام حیدر نایک کو تدارک کرنے میں کمپنی اور نواب والا جاہ کی مدد کریں اور اس سے نہ خودی مراسلت کریں اور نہ اپنا کوئی وکیل اس کے پاس روانہ کریں۔

۱۱۔ انگریزی کمپنی کا یہ مقصود نہیں ہے کہ مرہٹے اپنے چوتھ سے محروم رہیں جو انگریزی کمپنی کو کڑا ٹانگ لاکھاٹ پر جثیت دیوان قابض ہونے کے بعد سے برابر ادا کرتی رہیگی۔

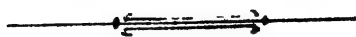
معلوم یہ ہوتا ہے کہ شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ نواب کو کڑا ٹانگ اور انگریزوں کے ہواہ خواہ و ملازم ابراہیم بیگ دھونسہ کو سرکار عالی میں کسی معقول خدمت پر مامور کر لیا جائے لیکن اس کو صورت تحریر میں نہیں لایا گیا البتہ برنبا، سفارش ان کے تقرکاد کر لیا گیا اور اسی بنا پر یہ ۲۵ شوال کو وقار الدولہ کے توسط سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور سریتچ مرصع سے سرفرازی پائی۔

مدارس سے رکن الدولہ کی واپسی اور پٹنجا	رکن الدولہ ۲ شوال ۱۸۲۸ھ (مطابق ۲۱ فروری ۱۸۱۶ء)
گورنر مدراس و نظام علیجا کے مابین تبادلہ	کو گورنر مدراس اور محمد علیجاں سراج الدولہ کے تصف

کے ساتھ مسر س اولی اور برسی کو لیکر حاضر خدمت ہوئے گورنر کے مسئلہ تحفے یہ تھے۔ (۱) مرصع کار صندوق ایک (۲) عطر دان ایک (۳) اعلیٰ جواہر (۴) بانامات (۵) مشجر

(۱) ایک ہاتھی موسوم بہ گجراج (۲) ایک جلیغہ الماس با آویزہ مرواریدی سمیٹے۔۔۔ (۳) ایک سیرچ کرن بوقت معہۃ عدد الماس قیمتی الٹھک۔ (۴) ادیسی بالڑی و آویزہ مرواریدی سمیٹے۔۔۔ (۵) گیارہ پارچہ کی دو خلیعتیں۔

گورنر مدراس کے علاوہ مدراس گورنمنٹ کے سات ممبران کونسل میں سے ایک ایک ایک ایک میزج اور چار چار بار چہ کی ایک ایک خلیعت علیحدہ علیحدہ مرحمت فرمائی ان کے ساتھ بندگائے عالمی نے محمد علی خاں سراج الدولہ کو بھی خلعت و جواہر روانہ فرمائے ان خلعتوں اور تحفوں کو لیکر سفراء انگریزی ۱۷ شوال ۱۲۸۱ھ (م ۲۶ فروری ۱۸۶۵ء) کو مدراس روانہ ہوئے۔ ان کی واپسی کے بعد امراء وزمینداروں کو اپنے اپنے مستقر پر نصت کر کے خود بدولیت بھیجا۔ حیدرآباد کوچ و سراما کر ۶ ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ (م ۲۴ اپریل ۱۸۶۵ء) روز یکشنبہ کو نالاب میر حلقہ کے دروازے سے بلدہ حیدرآباد میں داخل ہوئے۔



۱۷ تفصیل ہم کو قدر دیوانی و مال و غیرہ کی ایک فرد سے معلوم ہوئی ہے جس سے استناد کی اجازت جناب ناظم صاحب و فائزہ کو کرنے اپنی عنایت سے دی ہے اس فرد میں علاوہ گورنر کے ہر ایک ممبر کو نسل کیلئے بھیجے ہوئے تحائف کی تفصیل بھی موجود ہے

راجہ ناگپور پر مکرر حملہ

راجہ ناگپور پر مکرر حملہ اور اسکی | بندگانعالی کے بلدہ واپس ہونے کے بعد ان کو مادھوراؤ اور

رگھناتھ راؤ کی مہم میں شریک ہونا پڑا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ رگھناتھ راؤ شمال میں جاٹ کی مہم سے اور مادھوراؤ جنوب میں حیدر علی خاں کی مہم سے فراغت پا کر اپنے اپنے مستقر پر واپس ہوئے تو رگھناتھ راؤ نے یہ ادعا کی کہ اس کو حکومت مہاراشٹر سے نصف پر حکمراں کیا جائے اور بقیہ نصف پر پیشوا مادھوراؤ قابض ہے جب مادھوراؤ نے اس سے انحراف کیا تو رگھناتھ راؤ نے اپنی فوج میں پندرہ ہزار آدمیوں کا اضافہ کیا اور داماجی لکیوڑ اور ہولکر کے دیوان گنگا دھرا نیشنل کے خدمات حاصل کئے اور جاجو جی بھونسلہ نے بھی امداد کا وعدہ کیا لیکن اس کے صورت عمل میں آنے سے پہلے ہی مادھوراؤ نے بھاری فوج سے ^{۱۷۹۵ء} ^{۱۷۹۵ء} (م ۲۲۔ محرم ۱۲۱۵) کو دھوداپ کے میدان میں رگھناتھ راؤ پر ایک دم حملہ کر دیا جس میں وہ (رگھناتھ راؤ) گرفتار ہو گیا۔ اس کو پونہ کے شنوار محل میں نظر بند کر دیا گیا اس قید میں اس کو صرف اپنی بیوی اور متبقی اہل امراء سے ملنے کی اجازت تھی اور محل سے نکلنے اور دیگر ملاقاتیوں سے بلا اجازت ملنے کی ممانعت اور اس کی نگرانی نانا پٹھرنویس کے تفویض کر دی گئی اس طرح رگھناتھ راؤ پر قابو پا چکنے کے بعد جاجو جی بھونسلہ کو بھی مطیع کر لینا مادھوراؤ کو ماتم

رگھناتھ راؤ کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر نظام علیجاں کی طرف سے رکن الدولہ ۱۸۲۶ء
(م ۲۳ اگست ۱۸۶۵ء) کو مادھوراؤ کے پاس روانہ ہوئے جسب بیان شاہ نجلی اس وقت
ان کے ہمراہ معقول فوج تھی اور انھوں نے جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں مادھوراؤ کی رفاقت
بھی کی چنانچہ کنکبڈ کے بیان کے موافق دونوں کی متفقہ فوجیں باسم اور کارنجہ کو جانے والی
سرک سے علاقہ برابر میں داخل ہوئیں۔ جانوجی بھونسلہ ادھر سے اودھرا اور اودھرا سے ادھر
ممالک محروسہ سرکار عالی میں اودھم مچاتا رہا کئی گاؤں جلا دئے۔

صلح نامہ کنکا پور کی تکمیل اور اسیں | جب جانوجی بھونسلہ نے اس کثیر فوج کے باقاعدہ مقابلہ میں
ریاست کے مفاد سے قطع نظر | کامیابی کی توقع نہ پائی اور آوارہ گردی سے تھک گیا صلح کی
خواہش کی جس پر ایک صلح نامہ ۲۳ مارچ ۱۸۶۹ء کم ۵ ذیقعدہ ۱۲۸۶ء کو بمقام کنکا پور تکمیل پائی
جس میں حسب ذیل امور طے ہوئے۔

۱۔ جانوجی بھونسلہ اس تمام علاقہ سے دست بردار ہو جائے جو اس کو

راکس بھون کی جنگ کی وجہ سے ہمدست ہوا تھا۔

۲۔ اس کی فوجی قوت سپاہیوں کی ایک خاص تعداد تک محدود رہے

جس میں بلا اجازت پیشوا اس کو اضافہ کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۔ وہ نہ نظام علیجاں سے کوئی مراسلت کرے اور نہ مغلیہ شاہ سے

اور نہ انگریزوں سے اور نہ نواب اودھ سے۔

۴۔ بطور ہرجانہ پانچ لاکھ روپیہ منشیو کو پانچ قسطوں میں ادا کرے۔

اس صلح نامہ میں ایسے شرائط طے پائے جو صرف مادھوراؤ کے حق میں مفید تھے اس موقع پر رکن الدولہ گویا مادھوراؤ ہی کے نمائندہ تھے کہ انھوں نے اپنے مفید یا اپنی ریاست کے متعلق کوئی شرط نہ اس صلح کے وقت پیش کی اور نہ اس سے قبل تجدید اتحاد کے وقت مادھوراؤ سے کوئی معاہدہ کیا۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے وقت ان کو کم از کم اپنی ریاست کی اس پالیسی کا خیال رکھنا چاہئے تھا جو مرہٹوں کے معاملات میں ان تک تھی یعنی یہ کہ وہ ہمیشہ ایک فریق کے مقابلہ میں دوسرے کی مدد کرنے میں اپنے فائدہ کو ملحوظ رکھتی تھی بہر حال رکن الدولہ کو نظام علیشاہ اور ان کی ریاست سے جو کچھ دلچسپی اور ہمدردی تھی اس صلح نامہ اور اس کے شرائط سے بخوبی ظاہر ہے۔

رکن الدولہ جب مادھوراؤ کی طرف روانہ ہونے لگے تو راجہ رتن چند کا لکھا داس کو پیکاری کی خدمت تفویض کر کے اپنا نائب بنایا۔ سپاہیوں کی ایک سال کی تنخواہ چڑھ گئی تھی اس لئے تمام سپاہی جلو خانہ خاص میں ہنگامہ آرا ہوئے اور جب راجہ رتن چند ان کی نشئی کی خاطر آنے لگے تو برسر بازار ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور چاہتے تھے کہ ان کو پالکی ہی میں ختم کر دیں لیکن اعتقاد الدولہ نے ایسے موقع میں ان کی حمایت کی معاملہ رفع دفع ہو گیا اس واقعہ سے متاثر ہو کر راجہ رتن چند نے چند جمعہ دنوں کو اپنے موافق کر کے حضور میں فرد مطالبہ تنخواہ کے ساتھ اپنا یہ معروضہ پیش کیا کہ۔

”اگر رکن الدولہ کی علیحدگی اور ان کی جگہ خدمت دیوانی پر میرا تقرر منظور

فرمایا جائے تو میں سپاہیوں کی پورتی بخواہ ادا کر کے دس لاکھ روپے
بطور نذرانہ داخل خزانہ کرتا ہوں۔“

اس معروضہ پر بندگانِ عالی نے فرمایا کہ ”اس کی تصدیق میں اُن اصحاب کی چہرے
بھی اس پر ثبت ہوں جو اس امر میں تمہارے ساتھ متفق ہیں“ جس پر انھوں نے اپنے
متحد انجیال لوگوں کے دستخط و مہر لیکر فردِ مذکور ملاحظہ میں پیش کی بندگانِ عالی نے بھی کوئی حکم
نہیں دئے تھے کہ رکن الدولہ کی واپسی کی اطلاع ملی۔ جس کے ساتھ ہی ۸ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ
۱۲ جولائی ۱۸۶۷ء کو قلعہ دروازے سے بیرون شہر تشریف لیا کہ خود بدولت نے ان کا
استقبال کیا اور خواصی بھلا کر ان کو دولت خانہ خاص میں لے آئے اور رتن چند کے افراد و طبائے
ان کو دئے اور فرمایا کہ ”یہ تمہارے اعتمادی آدمی کا وثیقہ ہے“ رتن چند اور اُن کے بیٹے
کا پنچند کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا۔ رکن الدولہ کے طرزِ عمل کے مقابلے میں نظام علیا کے
اس حُسنِ سلوک و حُسنِ ظن سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں (رکن الدولہ) نے اپنی لسانی حکمت
اور نمائشِ ظاہری سے بندگانِ عالی کو اپنی طرف بھلا دئے میں ڈال دیا تھا۔ ورنہ وہ اعمال
جو اب تک انھوں نے خود ریاست کے اور ریاست کے دُعا گو یوں کے حق میں کئے اس قابل
نہ تھے کہ فروگزاشت کر دئے جاتے۔

۱۔ صاحبِ توزکِ آصفیہ کا بیان ہے کہ جب رکن الدولہ مادھوراؤ کی طرف جانے لگے تو انھوں نے اکثر اُن
آل تمغا و انعامی مواضعات کو جو عہدِ آصف جاہ اول ملکہِ عالمگیر اور قطب شاہیہ سلاطین کے زمانے سے ساداتِ غوا
و بیگان پر بحال تھے ضبط کر کے جدیدِ منبصاروں پر بحال کیا۔ جس سے عوام میں بیچینی پیدا ہو گئی۔ لیکن مدارِ الہام کے
واثر سے ان ستم ریدگان کی کوئی داد و فریاد کسی نے نہ سنی (توزکِ آصفیہ ۱۹)۔

اور آخر جمادی الاول ۱۸۳۳ھ (م ۱۸۱۹ء) میں بندگانِ عالی گرنٹھ روانہ ہوئے
 وہاں کا زمیندار سرکش ہو کر لوٹے مالِ واجبی میں تعاون کرتا تھا۔ ضابطہ جنگِ ابراہیم بیک
 دھونس نے بڑی خوبی سے صرف چند ہی روز میں اس مہم کو سر کر لیا۔ اس سے فارغ ہو کر کلبرگہ
 روانہ ہوئے اور روضہ مبارک پر فاتحہ پڑھا اور سجادے صاحب سے ملاقات کر کے کلیانی
 کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ چندر سین کے بیٹے راجہ راجندر کے زیر تصرف تھا جو کئی سال قبل
 صلابت جنگ کے عہد کی اخیر جنگ میں (جو مہٹوں کے ساتھ ہوئی تھی) ان کے سب سے
 چھوٹے بھائی میرعل علیاں ناصر الملک کو درغلان کریشوا بالاجی راؤ کے پاس لیکر چلا گیا تھا۔
 جس سے صلابت جنگ کا یا بہ الفاظ صحیح نظام علیاں کا پلہ کمزور ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس جنگ
 سے واپس ہوتے وقت نظام علیاں نے اس کے علاقہ کے موضعِ پچھلہ پر حملہ کیا تھا لیکن
 اس کے لئے یہ کافی نہیں تھا اور اس کے بعد سے اب تک اس نے تلافی یافتگی کی کوشش بھی
 نہیں کی اور نہ وہ بندگانِ عالی سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اعلیٰ حضرت کو گرنٹھ سے واپسی کے
 وقت یہ موقع ملا کہ اس کو معقول سزا دیں چنانچہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ (م ۱۸۶۷ء) کو اسے
 گرفتار کر لیا گیا اور جب یہاں سے حیدرآباد واپس پہنچے تو اس کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا گیا
 اس کا توپ خانہ اور ہاتھی اور دیگر اسباب و غمرہ ضبط کر لیا گیا۔ بیٹے کی گرفتاری کے بعد
 اُس کی ماں نے قلعہ کلیانی کے دروازے کو بند کر لیا اور چاہتی تھی کہ مقابلہ کرے قلعہ کا
 چند روز محاصرہ ہوا تاہذا ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ (م ۱۸۶۷ء) کو راجندر کی والدہ نے قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کیا
 اور بندگانِ عالی نے ازراہ نوازش مواضع بھالکی اور بھاترہ اُس پر بحال کر کے قلعہ کلیانی پر

رکن الدولہ کے بھائی ارسلان جنگ کو قلعہ دار بنا دیا اور ہنا باد اوچھلے جو راجپوت کی جاگیر میں تھے ضبط کر لئے۔ خود بدولت اس انتظام سے فارغ ہو کر نزل کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہاں کے زمیندار گنگاراؤ تنبیہ کریں وہ قلعہ میں محفوظ ہو گیا دس بارہ روز جنگ رہی آخر بندگانِ عالی نے اس کو دوسرے علاقہ کی سرفرازی کی۔ جس پر اس نے قلعہ نزل کو خالی کر دیا۔ بندگانِ عالی نے ابراہیم بیگ ضابطہ جنگ کو ظفر الدولہ کے خطاب سے سرفراز کر کے قلعہ مذکور مع قصبہ جات متعلقہ اُن کے سپرد کر دیا۔ جس کی مسرت میں ضابطہ جنگ نے بندگانِ عالی کی ضیافت کی اور ایک کشتی جو اورتین کشتی طُبوس خاص نذر کئے۔

بلد حبیب آباد کا پائخت قرار دیا جانا | ۱۲ صفر ۱۱۸۴ھ (۷ جون ۱۷۷۰ء) کو علیحضرت نزل برخواست ہو کر ۷ ارہ مذکور کو حید آباد واپس تشریف لائے اور اس کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ بلوچستان میں مختلف عمارتیں جیسے خواص پورہ، خزانہ وغیرہ تعمیر کرائیں۔ امراء و اغواء نے بھی اپنے اپنے لئے بڑی بڑی حویلیاں اور عمدہ عمدہ باغ بنوائے صاحبِ تاریخ ظفر نے ان میں سے اکثر عمارتوں اور باغوں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے خصوصاً کٹھال کی آبادی کا ذکر اس نے کسی قدر تفصیل سے کیا ہے وہ کہتا ہے کہ چار کمان کا میدان سلاطینِ قطب شاہیہ کا حلوٰۃ تھا تقریباً پینسٹھ سال سے یہاں کوئی پادشاہ فروکش نہیں ہوا تھا۔ یہاں کی شاہی عمارتیں کچھ تو جل گئی تھیں اور کچھ مہندم ہو گئی تھیں اسی کس میرسی میں ان مہندم مکانات میں عرب غریبا اور کچھ اہل حرفہ رہتے رہتے تھے ایک دفعہ رکن الدولہ اور بعض مشیروں نے چوک کی ترتیب و درستی کے ذکر پر حضور میں عرض کی کہ صرافہ (کٹھال) ہمیشہ شکر کے ہر

شہر کے باہر اتر کر رہا ہے اور ہر سال رہائش کے لئے چھپروں کے بنانے میں زیر بار ہوتا رہا ہے اگر اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) وغیرہ شہروں کی طرح یہاں بھی صرفہ شہر ہی میں آباد ہو جائے تو مناسب ہوگا کہ شہر کی خوشنمائی کے علاوہ ساہوکاروں کی خسارت و ہرج و مرج کا وہ بھی ہوگا۔ چنانچہ چار مکان کی درمیانی جائے اس غرض کے لئے تجویز ہوئی۔ اور ماہ شعبان ۱۱۸۲ھ (نومبر ۱۸۶۷ء) میں ساکنین صرفہ نے چار محل اور دوا محل کے درمیانی وسیع میدان میں امت اختیار کی اور اندی رام و کومانجی نایک و ہرعل کانبھی وغیرہ ساہوکاروں نے اپنے اپنے مکانات کی بنیاد لی۔ صاحب تیارخ ظفرہ نے اس صرفہ کی آبادی پر ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے جس کا مادہ یہ ہے۔

مقام سیم وزر در ایں مکاں شد۔

نماز استسقاء اور شدت باران طیفانی | ۱۱۸۲ھ کے موسم باراں میں بارش مطلق نہیں ہوئی
 بندگان عالی تمام بندگان خدا کی پریشانی پر نظر کر کے یکم جمادی الاول ۱۱۸۲ھ (۱۲ اگست ۱۸۶۷ء)
 کو فتح دروازے سے پایادہ ایک ابنوہ عام کے ساتھ عید گاہ جدید پہنچے اور نماز استسقاء
 مفتی عبدالعقوی خاں کی امامت سے ادا کر کے باران رحمت کے لئے دعا فرمائی دوسرے
 روز بھی اسی طرح عید گاہ میں نماز ادا کی لیکن اس روز امامت سید غلام سرخ طیب مکہ
 نے کی آخر سترھویں ماہ مذکور کو بڑی زور کی بارش ہوئی جس سے وہ موسمی میں طیفانی ہوئی
 جنوبی شہر بنیاد کا ایک حصہ خراب و بنیاد سے اکھڑ گیا اور پل (قدیم) کے بازو کی دیوار بھی بہ گئی
 صاحب تیارخ ظفرہ کا بیان ہے کہ بارش کی وجہ سے زکھوڑہ اور پرگنہ جیولی محمد نگر کے پانی

تالاب ایک ساتھ ٹوٹے اور پانی دریا میں بڑبڑ کر شہر کے اندر داخل ہو گیا اور پل کے اندر کی آبادی اور محلہ جات چار محل رکاب گنج، بادشاہی عاشور خانہ، چنپا دروازہ، مڑکی بازار، باغ شہسوار جنگ، بشیر پورہ، بہادر پورہ وغیرہ کو بہا لے گئی۔ تقریباً بیس ہزار گھر اور دو ہزار آدمی نذر آب ہوئے اور دریا کے کنارے جو دیہات آباد تھیں ان کی تباہی علیحدہ

اس دریا کی ایسی ہی طغیانی ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ء) میں ہمارے دیکھنے میں بھی آئی ہے

جو ایک قیامت صنعی تھی۔ مسلسل آٹھ روز کی بارش کے بعد غرہ رمضان ۱۲۶۱ھ کی ام ۲۴ دسمبر ۱۸۴۵ء

میں شہر نیاہ پرانے پل کے پاس سے ٹوٹ گئی اور پانی اندرون شہر داخل ہو گیا جس سے

اس دریا کے جنوبی کنارے کے اُن تمام محلوں کا ستہراؤ ہو گیا جن کا ذکر صاحب ظفر نے

کیا ہے اور ان کے علاوہ موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ، کوکا کی ٹٹی، پٹیلہ برج، گلاب سنگ کی

باؤلی، گھنسی بازار، پتھر گٹی، دیوان کی ڈیوڑھی، چھتہ، سالار جنگ کی بارہ درئی دار الشفا

پھول باغ، چادر گھاٹ میں پانی کہیں قد آدم اور کہیں دو دو قد آدم سے بھی زیادہ تھا۔

پرانے پل، مسلم جنگ کے پل، افضل گنج کے پل اور چادر گھاٹ کے پل پر سے پانی بھالا بھالا

گزر رہا تھا اور تقریباً سب پل بُری طرح شکستہ ہو گئے تھے۔ پُرانا پل البتہ زیادہ خراب نہیں

ہوا تھا صرف اس کی بازو کی دیوار اور اس کے لداو پر کی مورم بہ گئی اور کمائیں رہ گئی تھیں۔

شمالی محلہ جات میں اُن محلوں کے سوائے جو دریا کے بالکل کنارے واقع تھے مستعد پورہ،

کاغذی گورہ، دھول پیٹھ، چوڑی بازار، سبگم بازار، محبوب گنج، گولی گورہ، پتکیوں کی بوٹی

ننگ پانی پہنچ گیا تھا۔ افضل گنج اور جان اللہ شاہ کا تکیہ، اکبر جاہ بازار تو برابر پانی میں تھے،

ہزاروں مرد، عورت بچے ڈوب مرے اور ہزاروں ہی آدمی بہ گئے ہزار ہا مکان بہ گئے اور ہزار ہا گھر بیٹھے گئے بہت سارے لوگ فضل گنج کی مسجد کو گورنر نہاٹھ پھیل اور مختلف درجنوں پناہ لیکر بیچ گئے یہ طغیانی بمشکل ایک روز رہی جب دوسرے روز پانی کم ہوا۔ جا بجا مکانوں کے ڈھیر نظر آتے تھے اکثر مکانوں کے ڈھیروں میں آدمی دب کر مر گئے تھے۔ ایک مکان کا اثاثہ یہ بہا کر دوسری جگہ پہنچ گیا تھا اس طرح سینکڑوں آدمی اپنے مال و دولت سے محروم ہو گئے اس طغیانی کے بعد ایک عرصہ تک لوگوں کے دلوں میں اس کی دہشت ایسی بیٹھی کہ نہ نئی ہلکی سی ہنکار پر لوگ اٹھ بھاگتے تھے۔ یہ غمراہ مکان نواب میر محبوب علی خاں کے عہد کا واقعہ ہے اعلیٰ حضرت مرحوم نے طغیانی زدہ اصحاب کے لئے فوری طور پر امداد کے انتظامات و احکام صادر فرمائے اور ایک کمیٹی فیلڈریلیف کمیٹی کے نام سے قیام کی منجانب سرکار ایک عرصہ تک ان کے خورد و نوش کا انتظام مختلف مرکزی مقامات پر ہوتا رہا ان مصیبت زدہ لوگوں کے لئے رقیس عطا کی گئیں جن کے مکانات نذر طغیانی ہوئے تھے اور جو اتنے مالدار نہیں تھے کہ پیران کی تعمیر بذات خود کر سکتے۔ بہر حال اس فیلڈریلیف کمیٹی نے بڑی مستعدی اور ہمدردی سے مصیبت زدوں کی امداد کی ان وقتیہ انتظامات کے بعد ہی ایک کمیٹی انسداد طغیانی کی غرض سے قیام ہوئی۔ جس نے اسباب طغیانی پر غور کر کے رُود ہائے موسمی اور سائل میں سے ہر ایک پر ایک بند تیار کر کے خزانہ آب تعمیر کرنے کی تجویز قرار دی۔ اس تجویز کو صورت عمل میں لا کر تکمیل کو پہنچانے کا سہرا ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر خلدائے ملکہ و دولۃ کے فرق مبارک پر رہا۔ خود بدولت نے بعد تکمیل کارائے دو نوں خزانہ ہا

آب میں سے ایک کو اپنے نام نامی ”عثمان سگر“ اور دوسرے کو اپنے بڑے صاحبزادے ولیعہد والا شان عظیم جاہ نواب میر حمایت علیاں بہادر طال اللہ عمرؤ کے اسم گرامی پر حیات سگر سے موسوم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ | اس زمانہ میں پرندوں اور چارپایہ جانوروں کو لڑانے کا دستور تھا نظام علیاں کے بڑے بھائی ناصر جنگ شہید کو کھلگے لڑانے کا بہت شوق تھا وہ بڑے شوق سے ان کو پالتے تھے اسی بنا پر عظیم الجثہ آدمی کے لئے ناصر جنگ کا ہیلا، کا سحاورہ زبان زد ہوا ہے اس میں شک نہیں کہ جانوروں کے لڑانے کے تماشے میں آدمی کے جذبات جنگ مشعل ہوتے ہیں اور ایسا آدمی جو اس میں دلچسپی رکھتا ہے ہر وقت جنگ و جدل پر مستعد و آمادہ رہتا ہے لیکن بے زبان جانوروں کو آپس میں لڑا کر تماشہ دیکھنا بے رحمی ضرور ہے اسی بے رحمی پر نظر رکھ کر ہمارے اعلیٰ حضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علیاں بہادر خلد اللہ ملکہ و دولۃ نے ذریعہ فرمان مبارک اس کی ممانعت فرمائی ہے جس کے بعد سے اس رواج قطعاً موقوف ہو گیا۔ جانوروں کی لڑائیوں میں ہاتھیوں کی لڑائی بھی قابل دید ہوتی ہے اس تماشہ کو نظام علیاں نے کئی بار ملاحظہ کیا ہے چنانچہ ایک دفعہ شکر ہی میں دیکھا۔ دوسری دفعہ بنی باغ (واقع گوشہ محل) میں تیسری مرتبہ میر حلیہ کے تالاب میں ۱۷ لکھیں مکر بنی باغ کے میدان میں ہاتھیوں کی جنگ قرار پائی گوشہ محل کے اطراف پہرہ چوکی بٹھا گئی۔ خود بدولت معہ محلات حیدر محل (جو گوشہ محل کے باغ میں واقع تھا) میں رونق آفرین ہوئے صاحبزادہ عالیجاہ، رکن الدولہ اور دیگر امراء بھی حاضر تھے اور اطراف دور دور تک کاشیہ میں جمع تھے۔

ہاتھیوں کے لڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک میدان میں مٹی کی ایک دیوار بے سرگرم
 طویل اور دو گز بلند کھینچتے ہیں اور اس کے دونوں طرف سے دونوں لڑنے والے ہاتھیوں
 کو اس طرح ملا دیتے ہیں کہ دیوار حد فاصل رہے اس کے ساتھ ہی ہر ایک ہاتھی سونڈ میں سونڈ
 ملا کر زور کرنے لگتا ہے جب ایک کا زور غالب آجاتا ہے تو دوسرے کے پاؤں زمین سے
 اٹھ جاتے ہیں اور جب اس پر مجبوری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو چرخوں اور زینروں سے
 ان ہاتھیوں کو علیحدہ کر دیتے ہیں اس جنگ کے موقع پر بندگانِ عالی نے تین چار جوڑ
 ہاتھیوں کی لڑائی کا ملاحظہ فرمایا جن میں سرکاری ہاتھی بھی تھے اور رکن الدولہ اور
 محی الدین صاحب اور راجہ جگدیو کے بھی تھے۔ تماشہ ختم ہونے پر بندگانِ عالی ہاتھیوں
 کو لڑانے والے فیلبانوں کو انعام و اکرام دیکر شام شام کو دولت خانہ واپس آئے۔

رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو | غزہ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ (م ۵ فروری ۱۸۶۸ء) کو رکن الدولہ خفیہ طور پر
 بعض امور کئے طے کرنے کے لئے جن کا اظہار نہ صاحب توزک آصفیہ نے کیا ہے اور نہ
 کسی اور مورخ نے پونہ روانہ ہوئے۔ اس زمانہ میں پیشوا مادھو راؤ کے سخت علیل ہونے سے
 رکھنا تھراؤ کا جو اس زمانہ میں نظر بند تھا) قائم مقامی کا خیال ترقی کر گیا۔ اور اس نے حیدر علی خان
 اور نظام علی خاں سے ریشہ دوانی شروع کر دی چونکہ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ رکن الدولہ بہار
 سے روانہ ہوئے تھے اس لئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ اس وقت اُن کا جانا اسی شہر
 میں حصہ لینے کی غرض سے تھا۔ بہر حال وہ دو مہینے انیس روز کے بعد واپس آئے۔

بندگانی نے پرانے پل کے باہر تک جا کر ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنی خواہی میں بٹھا کر لے آئے۔

مادھو راؤ کے بعد ناراین راؤ کا پیشوا بننا | مادھو راؤ پیشوا نے اپنے مرض الموت میں اپنے بھائی اور رگھناتھ راؤ کی سانش سے مارا جانا | ناراین راؤ کو اپنا قائم مقام کیا اور چونکہ وہ ابھی کم سن تھا اس لئے اپنے چچا رگھناتھ راؤ کو قید سے رہا کر کے اپنے بھائی کا ولی بنایا۔ ناراین راؤ نے پیشوا رگھناتھ راؤ کی ولایت تسلیم نہ کی اور اس کو قید کر دیا۔ جس سے وہ اس کا سخت مخالف ہو گیا لیکن قید کی وجہ سے اس کا بس نہیں چلتا تھا یہاں تک کہ جافوجی بھونسلہ کے انتقام پر اس کا متبسنی ارگھوجی بھونسلہ (جو جافوجی کے بھائی مدھوجی بھونسلہ کا صلیبی فرزند تھا) قائم مقام ہوا اور اس کی نایا لئی کی وجہ سے اس کی ولایت کے دعویدار جافوجی کے دونوں بھائی (ساباجی اور مدھوجی) ہوئے۔ ناراین راؤ پیشوا ارگھوجی کی ولایت کے مسئلہ میں ساباجی کا طرفدار ہو گیا تو مدھوجی نے رگھناتھ راؤ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش شروع کی اور اپنے وکلاء کو رگھناتھ راؤ کے پاس بھیجا۔ لیکن وہ قید میں تھا اس لئے ان وکلاء نے اس کی زوجہ انندی بائی سے اس کو قید سے نکال کر پیشوا بنانے کی لئے سانش کر لی۔ اور گاڑ دیوں کی فوج کے سرداروں (سوم سنگھ، کھڑک سنگھ اور محمد یو) کو فراہم کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ گاڑ دیوں کے سردار سوم سنگھ کو رگھناتھ راؤ نے ایک خط لکھا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ناراین راؤ کو گرفتار کر لے تو رگھناتھ راؤ ان کی فوج میں لاکھ

نقیم کر دیگا۔ اس خط میں رگھناتھ راؤ کی بیوی نے موقع پا کر ”گرفتار کر لے“ کے عوض ”مارٹا“ بنا دیا۔ جس پر گاڑیوں کا کمنداں اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ ۱۳ شعبان ۱۸۸۷ء (م ۳۰) اکٹوبر ۱۸۸۷ء کو شنوار محل پہنچا اور وہاں کی متعینہ فوج کے ساتھ متفق ہو کر محل کے اندر گھس گیا۔ جس کے ایک حصہ میں پیشوا رہتا تھا اور دوسرے میں رگھناتھ راؤ نظر بند تھا۔ جب یہ فوج ناراین راؤ کے پاس پہنچی تو دفرچ کر رگھناتھ راؤ کے پاس پہنچ گیا گاڑیوں نے اس کو وہاں بھی نہ چھوڑا رگھناتھ راؤ کے پاس سے کھینچ کر اس کو قتل کر ڈالا اور رگھناتھ راؤ کو پیشوا بنا دیا۔

رگھناتھ راؤ پیشوا کا مالک محروپہ محلہ | نظام علیاں چونکہ مادھوراؤ کے انتقال کے بعد ناراین راؤ پیشوا کے ساتھ متحد ہو گئے تھے اس لئے وہ بھونسلہ ریاست کے معاملہ میں اسی فریق کے طرفدار ہو گئے۔ جس کی ناراین راؤ جنبہ داری کر رہے تھے رگھناتھ راؤ مدھوجی کا طرفدار تھا اس لئے پیشوا ہوتے ہی وہ سب سے پہلے سا باجی اور نظام علیاں سے مقابلہ کرنے کا ہتھ لڑ کے اواسط ماہ نومبر ۱۸۸۷ء (م رمضان ۱۲۸۷ء) میں مالک محروسہ میں داخل ہو گیا ناراین راؤ کے قتل کی اطلاع جب نظام علیاں کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تیار ہو کر حیدرآباد سے نکلے اور ۲۴ شعبان ۱۸۸۷ء (م ۱۰) نومبر ۱۸۸۷ء کو موکھیر پہنچے۔ اوائل ماہ رمضان ۱۸۸۷ء

۱۷ ناراین راؤ کے قتل سے رگھناتھ راؤ کو بری الذمہ کرنے کی نسبت جو توجیہ کہ خط میں جعل کرنے کی پیش کی گئی ہے قابل تسلیم نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ جب یہ مسلم ہے کہ وہ خط رگھناتھ راؤ ہی کا ہے تو اس کی یہ تحریک کہ ناراین راؤ کو گرفتار کر لیا جائے کب راستی پر مبنی ہے اور جب یہ معلوم ہو کہ اس کی زد و جہ نے یہ جعل کیا ہے تو اس کا باقی مبنی رگھناتھ راؤ ہی کو قرار دینے میں تامل نہیں ہو سکتا۔
۱۷ صاحب آثار آصفی نے اس موضع کا نام موکلہ لکھا ہے۔

میں رگناتھ راؤ کی افواج سے مقابلے شروع ہوئے صاحب آثار آصفی نے صفوف جنگ کی جو ترتیب بتائی ہے نقشہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگی

نقشہ نصف ہاؤ جنگ بیدار
مہراول
بجوالہ آثار آصفی
ثابت جنگ برادر براہیم بیگانہ

ماہین مہینہ مہاراد	ایلمتیش صمصام الملک	ماہین مسیرہ گوپال سنگہ قندھار والا
برنگار رکن الدولہ	قول نظام علیخان	جرنگار شرف الدولہ بکر الدولہ
نرپت سنگہ	چنداول	بالاجی کیشو
حسنت جنگ برادر راؤ بکر الدولہ		

اس نقشے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں بندگان عالی بذات خود موجود تھے لیکن صاحب فوزک آصفیہ بیان کرتا ہے کہ صرف ایک روز اعلیٰ حضرت حوضہ آہنی میں سوار ہو کر شریک جنگ ہوئے اور توپ خانہ اور بان اندازی پر ثابت جنگ (برادر براہیم بیگانہ) کی کمان تھی جن کی کمک پر امیر بیگ خاں اور فتح خاں مامور تھے۔ اور صاحب آثار آصفی کے بیان کے بموجب ثابت جنگ کی مدد پر جانب راست مہاراد اور اور بھلنا کر تھے اور جانب چپ گوپال سنگہ قندھار والا اور جب اس نے تفصیل سے جنگ کا نقشہ بتاؤ ہے تو ہم اس کے قول کی تردید کی کوئی وجہ نہیں پاتے یہ ممکن ہے کہ امیر بیگ خاں اور

فتح خاں راؤ رنبھا اور گوپال سنگھ کے ماتحتین سے ہوں جن کو صاحب توڑک آصفیہ نے اپنی شناسائی کی بناء پر قابل ذکر تصور کیا۔

صاحب ماتر آصفی کہتا ہے کہ بنگالہ عالی اپنی فوج کے ساتھ ۳ رمضان ۱۲۸۰ھ (م ۱۸ نومبر ۱۸۶۳ء) کو سواد قلعہ بیدر میں قیام پذیر ہوئے اس وقت ان کی سوارپوئی فوج تخمیناً پچیس ہزار تھی اور پیشوا کی فوج دو چاند سے بھی زیادہ۔ ۴ رمضان کو خفیف سا مقابلہ ہوا جس میں طرفین کے چند آدمی کام آئے۔

شاہ تجلی کا خواب اور اس کی تعبیر | اس جنگ کے دوران میں شاہ تجلی اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک فوج دیکھی جو دیکھتے کے دیکھتے ایک بڑے تقارخانے کے پاس پہنچ گئی اور اس کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ شاہ صاحب نے اس کے متعلق ایک شخص سے پوچھا کہ یہ فوج کس کی ہے اور یہ تقارخانہ کس کا؟ اُس نے کہا کہ یہ حضرت علی ابن ابی طالب کی فوج ہے نظام علیا کی مدد کو آئی ہے اور یہ تقارخانہ راگھو (رگھناتھ راؤ) کا ہے اس خواب کی تعبیر یہ دی گئی کہ رگھناتھ راؤ پر اب فتح حاصل ہو جائیگی شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد کچھ ہی عرصہ میں رگھناتھ راؤ نے ایسی ہزیمت پائی کہ اس کے پڑاؤ میں پھر کبھی نوبت نوازی نہ ہوئی اور چاروناچپار ۲۲ رمضان ۱۲۸۰ھ (م ۲۷ دسمبر ۱۸۶۳ء) کو ڈھونڈورام کی شرکت سے درخواست صلح و اطاعت پیش کر کے رکن الدولہ سے ملنے کی خواہش کی۔ ۲۳ رمضان کو بنگالہ عالی نے

رکن الدولہ، وقار الدولہ، ڈھنڈورام و رکن راؤ کو اس کی ملاقات کے لئے روانہ فرمایا جب استقبال رگھناتھ راؤ کے متبعی (امرت راؤ) نے کیا اور سوال جواب کے بعد ایک زنجیر نفل اور دو راس گھوڑے اور سر پہنچ مرصع اور دو کشتی ملبوسات رگھناتھ راؤ کو روانہ کئے اور دوسرے روز خود بدولت اپنے چند رتھاء کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے رگھناتھ راؤ اور نظام علیاں کی ملاقات دونوں شکروں کے درمیاں ہوئی جہاں سے دونوں مل کر رگھناتھ راؤ کے ڈیرے میں گئے ضیافت کے بعد اس نے سر پہنچ مرصع جعبہ کنٹھی مالا باسلک مروارید اعلیٰ اور تین کشتی ملبوسات نذر کئے اور ایک پہر کے بعد بند گانغالی وہاں سے واپس تشریف لائے ان واقعات کے خلاف کنکیڈ کہتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیاں کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ بیدریں پناہ گزیں ہوئے مجبور ہوئے جس کا محاصرہ کر لیا گیا اس کے بعد بند گانغالی نے صلح کی خواہش کی اور اس محفل سالانہ کا علاقہ رگھناتھ راؤ کو پیش کیا جس نے اس کے لینے سے انکار کر دیا یہی مورخ چٹنیس کبھ (اخبارات مرہٹہ) کے صفحہ (۲۰) کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:-

”نظام علیاں نے ہمت جنگ لی اور ایک ایسا عمل اختیار کیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے فرقی مقابل کے خصائل کا کتنا صحیح مطالعہ کیا تھا۔ اپنے علاقہ کے دیگر عہداروں کو مطلع کئے بغیر نظام علیاں صرف دو سو سپاہیوں، دیوان کنالہ کوٹہ

مرہٹہ پڑاویں رگھناتھ راؤ کے ڈیرے تک پہنچ گئے جس نے بہت اخلاق سے آگے بڑھ کر ان کو لیا اور اپنے ڈیرے میں لے گیا۔ وہاں نظام نے اپنے گلے کا زیور، تلوار اور سپر کال کر رگھناتھ کے پاؤں پر ڈال دیا اور اس سے درخواست یہ کی کہ اپنے مقوضات میں سے جن کی اُس کو ضرورت ہو لے لے۔ رگھناتھ راؤ کے قوائے و فیاضی حرکت میں آئے اور بیوقوفی سے اُس نے نظام کو اُن کے زیور اور ہتھیار واپس دیدئے اور کسی معاوضہ صلح کے لینے سے انکار کر دیا اور مزید برآں اس نے نظام کو خلعتیں دیں اور کئی ضیافتیں کیں اپنی کمزوری طبع سے رگھناتھ راؤ نے تحفے و انعامات ہی نہیں دئے بلکہ اخراجات جنگ بھی چھوڑ دئے اور نظام کو وداع کر کے آپ جنوب میں کرناٹک کو روانہ ہوا۔“

صاحب مائثر آصفی نے اس جنگ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے مگر وہ اس کے متعلق مہترانہ کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اس کی عبارت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ نتیجہ البتہ نکالا جاسکتا ہے کہ نظام علیخاں کو اس جنگ میں شکست ہوئی لیکن یہ ہرگز باور نہیں کیا جاسکتا کہ بندگانِ عالی نے اس موقع پر رگھناتھ راؤ سے مل کر اپنے زیورات اور ہتھیار اس کے پاؤں پر ڈال دئے اس مورخ نے صلح کی نسبت جو کچھ توجیہ منجانب رگھناتھ راؤ پیش کی ہے اس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ نظام علیخاں نہ اس قلیل مدت میں جنگ و محاصرہ سے پُر دل ہو سکتے

اور نہ صلح کرنے پر مجبور پہنچا پنجہ وہ کہتا ہے کہ سا با جی بھونسلہ رگھناتھ راؤ کے علاقہ میں داخل ہو کر
موضع کو تباہ و برباد کرنے لگا اس وجہ سے رگھناتھ راؤ اپنے علاقہ میں جلد واپس ہونے کیلئے
اپنے حرکات و سکنات سے نا دم ہو کر بندگانِ عالی سے خواستگار معافی ہوا۔ اس مورخ نے
اس صلح کی نسبت اور نظامِ علیجاں کے رگھناتھ راؤ کے پاس جانے اور ان کی ضیافت کے
متعلق جو کچھ لکھا ہے یہاں لفظ بلفظ نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے :-

”چوں ملک مقبوضہ غنیم از فوج سا با جی بھونسلہ رو بخرابی نہاد و
بند و بست آں طرف بعوض ناکامی بمقہور ضرورت شد از حرکات
و سکنات باطلہ عرقِ خجالت بر روئے روزگار خود آوردہ دست
معذرت بدامن آمرزش زد بندگانِ عالی را از آنجا کہ تہمت والاخذ
پزیرد نظر بر فراہ عالم است بہ پذیرائی عرض آں مخدول مبتوم
(ماہ رمضان) رکن الدولہ را بہ پیش او برائے تسکین شوریدہ خاطر
فرستادند و کاغذ ملک دوازدہ ملک روپیہ نوشتہ حوالہ کردند
چوں عہود و موافقت از طرفین استحکام گرفت و سعادت اندوزی
او بار ملازمت تصیم یافت ملاہام را خلعت پنج پارچہ و یک کلا
اسپ و یک زنجیر فیل دادہ مرض گردانیدہ بہت و چہارم ماہ منہا
خود بدولت و اقبال کمال مراتب خرم و ہوشیاری بمکانے کہ

مابین ہر دولشکر مقرر شدہ تشریف برودہ بہ آب مراحم و عنایا
 بے پایاں غبارِ ندامت از چہرہ حال او شستند و از آنجا جب
 استالت او بفرو و گاہش متصل خانہ پورِ ظلِ کرمیت و امنان گزید
 نایک پاسِ نبوت و اُبہت اجلاس فرمودند بعد از آن کہ طعام ضیافت
 او بہ تناولِ مبارک درآمد و از خوانِ نوازش و ارتحانِ ^{طہین} لذت
 شدہ تشکیش از دہ پارچہ و دو اسپ و دو فیل و غیرہ با کاغذِ ملک
 و دوازہ لکتِ روپیہ کہ مدارِ لہام رسانیدہ بود واپس نذر واکار ^{نید}
 برخاست نمودہ بہ بارگاہِ عالی مراجعت نمودند۔

اس بیان کے بموجب نظامِ علیخاں نے رکن الدولہ کو بارہ لاکھ محاصل کے ملک کی گذشتہ دیکر
 رگھناتھ راؤ کے پاس روانہ کیا اور اس کاغذ کی روانگی کے دوسرے روز خود بدولت نے رگھناتھ
 سے ملاقات کی جس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس صلح کو رگھنار راؤ نے اس امر پر معلق رکھا
 کہ وہ (نظامِ علیخاں) بذاتِ خود آکر بالمشافہ اس سے صلح کی خواہش کریں اور جب بندگانِ عالی
 اس غرض کے لئے دوسرے روز اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے ان کی ضیافت
 کی اور واپسی کے وقت اس کاغذ گذشت کو بھی واپس کر دیا جو ایک روز قبل نظامِ علیخاں نے
 اپنے دیوان کے ہاتھ روانہ کیا تھا اور اپنی طرف سے مہوسات و تحائف بھی پیش کئے شاہِ تجلی
 کا بیان ہے کہ اس صلح کی جس سہی کے سلسلے میں بندگانِ عالی نے رکن الدولہ کو ایک قیمتی پیچ
 مرصع اور دو لڑمرا وید مرحمت فرمائے۔

صلح کے دوسرے روز یعنی ۲۶ رمضان کو رگھناتھ راؤ نے میدان جنگ سے

مراجعت کی اور ۲۷ رمضان کو خود بدولت جانب گلبرگہ روانہ ہوئے اور محلات مبارک کو

حیدرآباد سے لانے کے لئے زبردست خان اور داوڑ جنگ کو روانہ فرمایا۔ ہمناباد کی منزل میں

۱۵۔ شوال کو محلات مبارک نے شرف قدبوسی حاصل کیا ۱۸۔ شوال کو گلبرگہ پہنچ کر زیارت

درگاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور سجادہ صاحب درگاہ سے ملاقات کی غرہ ذیقعدہ کو قلعہ

گلبرگہ کی سیر فرمائی اور ذیقعدہ کو وہاں سے اورنگ آباد روانہ ہوئے اس سفر میں دھنجا

بھونسلا کے کارپرداز شکر اجمی گھوڑ پڑھ سے مقابلہ ہو گیا جو اس غرض سے ایک مختصر سی فوج

کے ساتھ نکلا تھا کہ اس مضامین میں تحصیل محاصل کرے مقابلہ میں اس کو شکست ہو گئی اور بہت

کچھ مال و اسباب بندگانِ عالی کی افواج کے قبض و تصرف میں آیا

ناراین کے قتل کے انتقام میں | اس جنگ سے فارغ ہو کر جب بندگانِ عالی دریائے بھمر کے کنارے

نظام علیا کی شرکت | فروکش ہوئے تو امیرالامراء بسالت جنگ نے شرف ملازمت حاصل

کی جن کی تشریف آوری کی تقریب میں کچھ دن جشن بائے عیش و نشاط گرم رہے ان کو رخصت

کر کے مددِ بحبح کو اس مقام سے خود بدولت نے بھی کوچ فرمایا۔

سابقہ جنگ میں چونکہ نظام علیا اور رگھناتھ راؤ کے مابین صلح ہو گئی تھی اس لئے

سرداران مرہٹہ کو یہ فکر تھی کہ اس سے ناراین راؤ پیشوا کے قتل کا بدلہ لینا ناممکن ہو جائیگا

اس لئے ساجی بھونسلا اور ترکمانا نے سابقہ طرفداری کے اعادہ کے لئے نظام علیا

سے درخواست کی چنانچہ ان کی درخواست پذیرا ہوئی لیکن یہ پذیرائی ابھی کوئی عملی صورت

میں نہیں آئی تھی کہ امیر الامراء بسالت جنگ کے فرزند ذوالفقار اللہ ولہ ہماہیت جنگ کو رگھناتھ راؤ نے گرفتار کر لیا۔ جس پر بندگانِ عالی کو کھلم کھلا مقابلہ کے لئے موقع مل گیا۔ چنانچہ خود بدولت نے ظفر اللہ ولہ اور داوریجنگ، بالاجی کمیشو راجہ تربیت سنگھ ورستم راؤ پانڈھروہ اس غرض کے لئے مامور کر کے آپ اورنگ آباد روانہ ہوئے اور درگاہِ قلیخاں سالاخنگ کے باغ (واقع اورنگ آباد) میں قیام فرمایا۔ چار روز بعد وہاں سے نکل کر ۲۳ صفر ۱۱۸۵ھ (۱۶ مئی ۱۷۷۱ء) کو برہان پور پہنچے۔ یہاں ساجی بھونسلہ اور ہریرام بھڑکیہ شرف اندوز ملازمت ہوئے اور رگھناتھ راؤ کے تعاقب کی نسبت قرار داد ہوئی جس کے بعد نظام علیا نے عثمان غزمت اورنگ آباد کی طرف منعطف فرمائی۔

اس کے بعد قلیل ہی عرصہ میں یہ اطلاع ملی کہ رگھناتھ راؤ، ہلکار اور سندھیہ کے ساتھ متحد ہو کر ممالک محروسہ پر حملہ کی غرض سے صوبہ خاندیس میں اتر آیا ہے جس کے ساتھ بندگانِ عالی (۱۵۔ رمضان ۱۱۸۵ھ۔ ۱۹۔ ستمبر ۱۷۷۱ء) اورنگ آباد سے نکلے اور بغیر کسی جنگ کے صوبہ خاندیس میں سے ہوتے ہوئے (۵۔ ذیقعدہ ۱۱۸۵ھ۔ ۷۔ جنوری ۱۷۷۱ء) برہان پور پہنچے اس زمانہ میں مودھاجی بھونسلہ اپنی ولایت کے لئے ساجی بھونسلہ کے خلاف کوشش کر رہا تھا اور چونکہ نظام علیاں خود ساجی بھونسلہ کے طرفدار تھے اس لئے وہ ان کے خلاف بھی تھا جس کے مقابلہ کے لئے نظام علیاں نے ظفر اللہ ولہ، براہیم بیگ خان دھونسہ کو مقرر کیا تھا۔ اور

یہ لینے والے استاجات لیکر بندگانِ عالی کی قدمبوسی کے لئے مختصر عہدے کے ساتھ ادھونی سے نکلے تھے کہ رگھناتھ راؤ نے اپنی ہماری فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ جس پر یہ قریب کی ایک گڑھی میں شخص ہو گئے لیکن وہ رگھناتھ راؤ کے تو چٹان کی کھائی تک تاباں تھے آخر شکست ہو گئی اور ہماہیت جنگ رگھناتھ راؤ کے قابو میں آ گئے۔ جو آخر ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۸۵ھ کو رگھناتھ راؤ کے ہاتھ غل کر حصہ میں قدمبوس ہوئے۔

۹۷۷۵

اور کچھ فاصلے پر خود آپ بھی ان کی مدد پر رہتے تھے اور آخر ماہ صفر ۱۱۹۷ھ (مؤخر اپریل ۱۷۸۴ء) میں ظفر الدولہ اور مودھا جی کے مابین ایک شدید جنگ ہوئی جس میں اس کا ایک سردار ابشونت راؤ فرار ہو گیا اور ایک سردار گویندر راؤ زخمی ہو کر گرفتار ہوا اس کے بعد ظفر الدولہ نے قلعہ نبیرا کا محاصرہ کیا جو مودھا جی کے تصرف میں چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے ^{خال} اور حسینی بیگ اس کی حفاظت پر مامور تھے حاربین نے تاب مقابلہ نہ لاکر تین روز کی ہمت مانگی جس کے بعد قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کر دیا گیا۔



قتل دیوان رکن الدولہ

قلعہ نمبر ۱ پر قبضہ ہو گیا تو بندگان عالی معہ خدم و حشم یہاں تشریف لائے اس منزل میں براہیم خاں جمہدار کے رسالہ اشام کے ایک سپاہی موسوم بہ فیضو نے رکن الدولہ کو حضوری خیمہ میں قتل کر دیا۔ اس قتل کے کئی وجوہ بیان کئے جاتے ہیں جن میں تقریباً ایک بندگان عالی یا اُن کے محلات سے وابستہ ہو جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ انہیں کے ایما سے اس کا وقوع ہوا۔ لیکن پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا نظام علیخاں اور رکن الدولہ کے مابین کوئی سُو ظنی بھی ہوئی تھی یا نہیں اگر ہوئی تھی تو اس کے کیا وجوہ تھے اور تیز بھی طرے اس کا کیا اثر ہوتا رہا۔ اس ضمن میں ہم کو سب سے پہلے نظام علیخاں کے صاحبزادے فرید خان کے ذریعہ ایک واقعہ کا علم ہوتا ہے جس سے اس کی ابتدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ

لے یہ واقعہ فرید خان نے اپنی تصنیفات فیوض سبحانی میں بیان کیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے:-

”حضرت قدس سرہ عمدہ بیک صاحبہ قریب گو لکھنؤہ خاں خزینہ تیار کنا یدہ حضرت غفران مآب را سوار شدہ ہمراہ بردہ خیابا استاد و دیگر محلات ہم رفت حضرت بدیوانخانہ فرو آمدہ محل روزنی افزا شدہ غلام نبی خاں شہسوار جنگ مردنی المذہب شیعہ خاں بود و میرزونی خاں رکن الدولہ و محمد غوث خاں سیف الدولہ کہ بخلات آباد و خود و صحبت شیعہ علی تشیع شدہ بودند از عمر مذہب بہ شہسوار جنگ خصوصتے بدل ہی داشتند بہ دیوانخانہ باہم از کار مذہب بر آوردند شہسوار جنگ دست بقبضہ شد مفضل خیر بحضور رسید عثمانہ رکن الدولہ وسیع الدولہ حکم شد کہ من بشت جماعت از آباد جاد خویش کہ ہم خلق می دانند پس اگر مرغی از نوکری اس خانہ نداشتہ باشہ فخریہ ہر جا کہ بخوابید بروید و از دیوانخانہ من بد آئید بہ شہسوار جنگ بلامت حکم شد کہ اگر شمارا جین گفتگو منظور است بدوسر بروید یا بخانہ خود۔ اس دیوانخانہ رئیس است نہ جائے قبل و قال۔“

نظام علیجاں کی والدہ کے حکم پر قلعہ گوکنڈہ کے قریب بندی میں خرپڑہ کی کاشت کی گئی تھی جس کے تیار ہونے کے بعد والدہ کی فرمائش پر بندگان عالی معہ خدم و حشم وہاں نہضت پا ہوئے حضور ہم کاب امراء کو باہر حصار کرمحلات میں رونق افروز ہوئے دیوانخانہ میں غلام نبی خان شہسوار جنگ (سنی المذہب شیعہ نوری خوان) تھے اور میر موسیٰ خان رکن الدولہ اور محمد غوث سیف الدولہ جو اپنے آبا و اجداد کے برخلاف صحبت اہل تشیع میں شیعہ ہو گئے تھے ان دونوں نے شہسوار جنگ سے مذہبی میا خٹہ شروع کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہسوار جنگ دست بقبضہ ہو گئے اس کی اطلاع نظام علیجاں کو ہوئی تو وہ باہر آئے اور رکن الدولہ سے بطور عتاب فرمایا کہ :-

”تمام خلق آگاہ ہے کہ میں اپنے آبا و اجداد سے سنت جماعت ہوں پس اگر اس خاندان کی نوکری پر راضی نہ ہو تو میرے دیوانخانہ سے نکل جاؤ اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔“

اور شہسوار جنگ کو حکم ہوا کہ :-

”اگر ایسے مباحثے کرنا ہو تو مدرسہ جاؤ یا اپنے گھریہ دیوانخانہ میں رہنا ہے نہ جائے قیل و قال۔“

اس واقعہ سے قطع نظر کر کے اگر رکن الدولہ کے طرز عمل پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بحیثیت مدارالمہامی انھوں نے عہدہ داران سرکار عالی کا ایک بڑا جھگڑا موافق کر لیا تھا اور فوج کے بڑے بڑے عہدے اپنے ہی اقرباء اور ہواخواہوں کو دے رکھے تھے

اور یہی حمیدہ دار ہر ہم میں سہراہ کار ہوتے تھے باوجود اس کے مہٹوں کے مقابلہ میں تقریباً ہر وقت نظام علیا کی ناکامی سے یہ امر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ حکمت عملی سے خود بدولت کی طاقت و اثر کو متاثر کر رہے تھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس طرز عمل سے اپنی کامیابی کو وہ محسوس کر رہے تھے چنانچہ صاحب گلزار آصفیہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کے قتل کے آٹھ ہی روز پیشتر وقوع میں آیا وہ یہ کہ ایک دفعہ رکن الدولہ وقار الدولہ وغیرہ کے ہمراہ اپنے ڈیرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بہادر دل خاں شجاع الدولہ (صوبہ واجید آباد) کے پوتے سید نجابت خاں ڈیرے کے دروازے پر آئے اور چاہتے تھے کہ محمول اندر جائیں۔ پہرہ والے نے ان کو روکا لیکن انہوں نے اس کی پروا نہ کی اور آگے بڑھنے لگے آخر پہرہ والوں کی فراحت میں کشمکش کی نوبت پہنچی اور سید صاحب مذکور کا گریباں بھنگ گیا اس واقعہ کو رکن الدولہ اور وقار الدولہ دور ہی سے دیکھتے اور ہنستے رہے لیکن پہرہ والوں کی کسی طرح اس فعل سے منع نہیں کیا چوبدار موقع پر پہنچے اور پہرہ والوں کو زبردستی کی اور سید صاحب مذکور سے معذرت مانگی جب سید صاحب پہرہ والوں سے چھوٹ کر اندر داخل ہوئے تو رکن الدولہ نے ہنستے ہوئے کہا ”خان صاحب آئے آئے“ سید نجابت خاں مذکور نے نزدیک بڑھ کر فرمایا:-

”من برائے این نیامده ام کہ بخدمت شریف حاضر باشم بلکہ

برائے این آمده ام کہ حق سبحانہ تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شمایار د۔“

اور اپنے مقام پر لوٹ گئے۔ صاحب گلزار آصفیہ کہتا ہے کہ اعتصام الملک قسیمہ کہتے تھے

”میں اس مجلس میں رکن الدولہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سرگزشت کو بحشم خود میں نے دیکھا
آل رسولؐ کی اہانت کے بعد زمانہ پھر رکن الدولہ کے موافق نہ رہا اور اسی ہفتہ میں قتل ہوئے۔“

اس واقعہ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ شاہی امرا اور ان کے متعلقین کی اتنی
وقت بھی ان کے پاس نہیں رہی تھی جتنی کہ خود نظام علیاں کو تھی۔ واقعہ قتل سے قریب بائیس
اس واقعہ متعلقہ کے وقوع اور اس کے بعد خود سید نجابت خان کے اس کہنے سے کہ ”حق سچا
تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شمایار د“ اس قیاس کی گنجائش نکلتی ہے کہ سید صاحب مذکور نے
اپنے اُس جوش انتقام کو جو انھیں اس ناشدنی واقعہ سے پیدا ہوا تھا دبا کر صرف انہیں الفاظ
پر اکتفا کیا اور ہی جوش آخر کسی اور ذریعہ سے ہفتہ عشرہ ہی میں وقوع پذیر ہوا لیکن صاحب
گلزار آصفیہ اس کو صرف نظر کر کے محلات بندگان عالی کی مخالفت کو ان کے قتل کی وجہ قرار
دیتا ہے اور اپنی اس توجیہ کی تائید میں اس نے دو واقعے بیان کئے ہیں جنہیں سے پہلایہ
کہ ایک دفعہ ایک مغل تاج محل بندر کی چھٹیٹ بغرض فروخت لایا محلات کے بلو سات میں
اسی کا سجاد لگایا جاتا تھا اس لئے اس کی خریداری سرکاری ہوئی اور اس کی قیمت میں
سات سو روپیہ کی چٹھی دیوان وقت اور حضور کے دستخط خاص سے اس کو دیدی گئی چھ مہینے
گزر گئے پھر بھی اس کی ادائیگی نہیں ہوئی اور رکن الدولہ مغل تاج کو امر و فرود پر مالتے رہے آخر
وہ لاچار ہو کر حضور کی سواری کے وقت برسرِ راہ شور و فریاد کر کے کہنے لگا کہ ”یا نوقمیت مال
عنایت فرمائی جائے یا مال واپس کیا جائے کہ تاخیر کی وجہ سے غلام کی بڑی خرابی ہو رہی
اگرچہ اس وقت بندگان عالی کی خواہی میں رکن الدولہ بیٹھے ہوئے تھے تاہم ان کو انھوں نے کچھ بھی

نہ کہا اور عماری سے اتر کر محل میں تشریف لے گئے اور چھینٹ کے چند تختان سالم اور باقی کے کاٹے ہوئے سجاوے اور تین سو روپے مغل کو منگو کر دیدئے اور فرمایا کہ ”یہ تمہارا مال“ اور یہ رقم ہر جانب لیا جاؤ اور جہاں چاہو فروخت کر لو۔ یہ واقعہ و قتل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ البتہ ممکن ہے کہ فضا کے محلات اس واقعہ کی وجہ سے ان کے موافق نہ رہی ہو اور نفس واقعہ سے یہ تپہ ضرور چلتا ہے کہ خود بندگائی کے دستخط کا پاس و لحاظ تک ان کو نہ رہا تھا اور یہ خیال تک انہوں نے نہ کیا کہ مال لینے اور ادائیگی کی قیمت کی دستاویز کے بعد بھی ایک تاجر کو رقم ادا نہ کرنے سے رئیس وقت کو کتنی بکلی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ صاحب گلزار آصفیہ نے رقم کو ادا کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اُن دنوں سفر پیادے اور متواتر جنگ و جدال کے باعث ضروریات لازمہ سلطنت کی پابجائی و اسباب جنگ کی فراہمی اور ادائیگی تنخواہ فوج کے باعث خزانہ میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ تاجر کو قیمت ادا کیا جاسکتی۔ تاہم یہ قابل تسلیم نہیں ہو سکتا کہ صرف سات سو کی ادائیگی کی گنجائش بھی نہ تھی اگر فی الواقع ایسا تھا تو جس وقت ادائیگی کی جھٹی پر حضور کے دستخط لئے گئے تھے اس وقت اس کا اظہار ضروری تھا۔

بہر حال اس واقعہ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رکن الدولہ نے نظام علیا کو اس قدر مجبور کر رکھا تھا کہ ان کی ذاتی ضرورت پر سات سو کی ادائیگی پر ان کو اختیار نہیں اور وہ خود اس قابل نہیں رہے تھے کہ اپنی جیب خاص سے اس کی پابجائی کر دیتے اور دیوان کا اتنا اثر ان پر مستولی ہو گیا تھا کہ باوجود اس ناخوشی کے وہ ایک نظم بھی رکن الدولہ کے ان کے خلاف نہ کہہ سکے۔ دوسرا واقعہ جو گلزار آصفیہ نے قتل کی وجہ سے متعلق لکھا ہے

اسی سفر میں بندگانِ عالی کی ہمشیرہ کالی بیگم بھی ہمراہ تھیں جن کی رتھ کے پیل لاغوز کا کارہونے کی وجہ سے دوسری سواریوں کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے تھے اس لئے انھوں نے اپنے پوربیہ جوان کے ذریعہ رکن الدولہ سے تیزگام بیلوں کی فرمائش کی جس کو وہ امروز فرواڑتے رہے بیگم صاحبہ کی طرف سے جوان روزیادوہی کے لئے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز اس جوان نے بدتمیزی سے رکن الدولہ پر تقاضا کیا جس پر انھوں نے اس کے جواب میں تنذکلامی کی جس کے بعد جوان نے بیگم صاحبہ سے عرض کر دیا کہ

”کسی دوسرے کو اس غرض کے لئے مامور فرمایا جائے غلام

رکن الدولہ کے پاس ہرگز نہ جائیگا۔“

آخر بہزار استفسار اُس نے وجہ بیان کی جس پر کالی بیگم صاحبہ نے اپنے بھائی (نظام علیخاں) سے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ

”بھائی۔ آصف جاہ کی اولاد میں تم بھی اگر لڑکی ہوتے تو اچھا تھا کہ تمھاری ریاست کے زمانے میں ہماری حالت ایسی ہے کہ پوربیہ کی غیرت تک اُس کو پسند نہیں کرتی تو پھر دوسروں کا کیا پوچھنا۔“

اس پر نظام علیخاں نے فرمایا کہ :-

”آپ مجھ کو بھائی نہیں بلکہ خاندانِ آصفیہ کی لڑکی ہی تصور فرمایا کہ مرہٹوں کے ساتھ جنگ و جدل اور اختلالِ سلطنت کے عیش

”میں سخت مجبور ہو گیا ہوں“

جس کے جواب میں بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ:-

”جب آپ ایسے مجبور رہے اختیار ہو گئے ہیں تو ہم کو اجازت دے لیں
کہ جو کچھ ہم سے ہو سکے کریں۔“

اس پر نظام علی خاں نے جواب دیا کہ:-

”کس نے آپ کو روکا ہے آپ جو چاہیں کریں۔“

اس کے ساتھ ہی بیگم صاحبہ نے زنانہ ڈیوڑھی کے پہرہ کے ایک گارڈی جان
کو طلب کر کے اس کو ہمت دلائی اور رکن الدولہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے اس کی تعمیل کو
بندگانِ عالی کے ارشاد پر محول کیا جس پر بیگم صاحبہ نے کہا کہ:-

”وہ خود تو نہیں فرمائیں گے شام میں تجھ کو طلب کر کے جس وقت
میں یہ حکم تجھ کو دوں اس وقت بندگانِ عالی میرے نزدیک بیٹھے
رہیں گے تو پردے میں سے ان کی شبیہ دیکھ لینا اگر وہ اس کو
شکر خاموش رہیں تو سمجھ لینا کہ اس قتل سے اختلاف نہیں ہے
اور تعمیل کرنا۔“

اس نے قبول کر لیا جب شام میں اس کو احکام سنا دئے گئے اور اس نے تعمیل کا

امتداد کیا۔

صاحبِ گلزار آصفیہ کو قتل کے دریافت کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی اس لئے

اس نے اجمالی طور پر یہ دونوں واقعات بیان کر دئے ہیں جو ہماری دانست میں وہ قتل قرار
 دئے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے برخلاف اس کے کچھی ناراین شفیق نے جو وجہ اجمالی طور پر
 بیان کی ہے رکن الدولہ کے اُس زمانے کی طرز عمل کو مد نظر رکھ کر دیکھا جائے تو بالکل قابل
 تسلیم ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے اہل پونہ سے کوئی مخفی عہد و پیمان کر لیا تھا اور پونہ
 کی ہم سے فراغت پانے کے بعد اپنے بھائی بند اور ہوا خواہوں کی حمایت سے اپنے آقا کے
 ساتھ کوئی فاسد ارادہ رکھتے تھے جس سے مطلع ہو کر بخشی بیگم نے فیضو گارڈی کے ذریعہ ان کے
 قتل کی تجویز کی جو صورت عمل میں آئی۔ رکن الدولہ کے قتل کے متعلق اب تک وہی روایات
 مشہور ہیں جو صاحب گلزار آصفیہ نے غیر تحقیقی طور پر نقل کر دئے۔ اب چونکہ ہم مآثر آصفی کے
 بیان کو پہلے پہل فارین کے ملاحظہ میں پیش کر رہے ہیں جس سے اب تک بہت کم کا آشنا
 ہمے ہیں اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مورخ مذکور کی اصل عبارت یہاں نقل کر دی جائے
 وہ ہوندا۔

”میں گویند رکن الدولہ با اہل پونہ عہد و پیمانے مخفی درست کر دہ عہد
 ضابطہ جنگ کہ جمعیت شایستہ داشتہ میر برن لشکر بود و ترف الد
 بادہ ہزار سوار جرار و داور جنگ پسرش با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بار
 خمت جنگ با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بار و دیگر جاعداران کہ خاک
 برداشتہ او بودند بعد و کچھی از مود حاجی ارادہ فاسد جانب آقا داشت
 بنا بر آن بخشی بیگم صاحبہ محل خاص بندگان عالی ازیں با جرم مطلع گشتہ

ایں تدبیر نمود۔“

اس عبارت میں ”ارادہ فاسد جانب آقا داشت“ کے معنی دو صورتوں سے خالی نہیں
یا تو یہ کہ رکن الدولہ نظام علیاں کا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے یا اپنے بھائیوں اور بھتیجے اور
ضابطہ جنگ کی حمایت سے نظام علیاں کے مقابل ہو کر ان کو سلطنت سے علیحدہ کر دینا چاہتے
تھے اور یہی اہتمام ہے رکن الدولہ کی بلند پروازیوں کی۔ انھوں نے اپنے ہوا خواہوں کا ایک
جال بھیا رکھا تھا اور غیر ممکن تھا کہ نظام علیاں کو اس کی خبر بھی ہوتی۔ بہرام جنگ اور فتحناں
کے خاندان کو خدا اچھا رکھے کہ انھوں نے حق نمک بجالایا اور وقتاً فوقتاً اس منصوبہ متعلق
جو جو کچھ علم ہوتا کیا اس کی اطلاع بندگان عالی کو پہنچاتے رہے چنانچہ اسی واقعہ کو مورخ مذکور نے
حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے:-

”ارکان دولت ہمہ از آن رکن الدولہ بودند مگر فتحمنہاں عرض یگی
و بہرام جنگ داروغہ ہر کارہ حقوق نمک خوارگی ملحوظ داشتہ وقتی
بعضے آثار رکن الدولہ جا بجا معروض حضور کردہ بودند چنانچہ ہر دو
در جلدوئے ایں امر اولیں یعنی فتحمنہاں تعلق داری کو لکندہ کہ
خزانہ گاہ محل تفویض اعتمادیان ست و دو ہیں کہ بہرام جنگ
بصوبہ داری الیچمپور سر فرار شدند“

رکن الدولہ کے اس سازش کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نظام علیاں اگر ان کے
قتل کی تجویزیں انھوں نے بذات خود بھی کوئی حصہ لیا ہو تو) بدیعہ اولیٰ بجانب حق ہیں رکن الدولہ کے

اُرادہ فاسد و لے منصوبے سے واقفیت کے بعد لازم تھا کہ سربراہ کاران دولت ایسی تجاویز پر غور کرتے جن سے رکن الدولہ کا منصوبہ کا اعدام ہو جاتا، انہی تجاویز کے دوران میں ان ہوجا خواہان دولت کی ناراضی کی عام طور پر شہرت ہو گئی اور خاص خاص لوگوں میں ان کے قتل کی تجویز کی خبر گشت لگانے لگی جس کی اطلاع شدہ شدہ خود ان تک بھی پہنچی چنانچہ اسی سلسلہ میں صاحب گلزار آصفیہ دو واقعات تحریر کرتا ہے ایک تو یہ کہ ایک شب الدولہ نے ایک رقعہ رکن الدولہ کو لکھ بھیجا جس کو پڑھ کر انھوں نے نہایت لاپرواہی سے شمع پر جلا دیا اور قاصد کو کہہ دیا ”اچھا معلوم ہوا“ دوسرا واقعہ مورخ مذکور نے یہ بیان کیا کہ شرف الدولہ نے ایک شب اپنے بھائی (رکن الدولہ) کے متعلق کوئی وحشت اثر خبر سنی اور ان کے خیمہ میں ان کو بیدار کیا اور رُورُور کر کہنے لگے کہ آپ کی نسبت ایسا ایسا سنا جا رہا ہے مناسب یہ ہوگا کہ آپ چند روز بہ احتیاط دربار کریں۔ جس پر رکن الدولہ نے کہا کہ ”بھائی روتے کیوں ہو اپنی جگہ پر جاؤ آرام کرو۔ میں بکری کا بچہ نہیں ہوں کہ کوئی فوج کر لیگا۔“ ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رکن الدولہ کے قتل کی نسبت کوئی منصوبہ کیا جا رہا تھا لیکن چونکہ ریاست میں ان کے انزات اچھی طور سے مرتب ہو گئے تھے اس لئے اس امر کا امکان تھا کہ واقعہ قتل کے وقوع کے ساتھ ہی ان کے غاشیہ بردار ہوا خواہ ایک دم نظام علی خان پٹوٹ پڑیں گے اسی کو مد نظر رکھ کر ایک مناسب موقع کا انتظار کیا جاتا رہا جو منزل بنیاد میں حاصل ہوا۔ اس وقت رکن الدولہ کے ہوا خواہوں میں سے ظفر الدولہ ضابطہ جنگ اپنی فوج کے ساتھ موڈھا جی کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور اسماعیل خاں المیچوہ میں مامور تھے

اور شرف الدولہ ایک حصہ فوج کے ہمراہ سامان رسد کی فراہمی میں مشغول تھے واقعہ قتل کے روز ان میں سے کوئی ان کے قریب نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بہتر موقع اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے نہیں مل سکتا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ جب بندگانِ عالی منزل فیروزپٹنہ فرما ہوئے تو حضور کے ساتھ رکن الدولہ بھی سواری سے اترے اور عرض کی کہ کئی خاص معاملہ میں کچھ عرض کرنا ہے جس پر بندگانِ عالی نے فرمایا کہ ”ایک عرصہ سے تم میری خواہی میں چپ چاپ بیٹھے رہے اس وقت کیوں نہ کہا۔ اب کسی اور وقت پر رکھو“ اس کے بعد بندگانِ عالی نے سب رخصت کیا اور ان کو بھی رخصت کیا چاہتے تھے جس پر انہوں نے مکرر سہ کر عرض کیا کہ ”غلام کو کچھ عرض کرنا ہے“ بندگانِ عالی ڈیرے تک آگئے تھے آخر وہیں ڈیرے میں ان کو بیٹھنے کے لئے فرمایا اور آپ سر پر دے میں داخل ہوئے۔ ابھی رکن الدولہ بیٹھے ہی تھے کہ فیضونامی گاڑ دی جو ان (جو پہرہ پر تھا) اپنی کٹار لیکر پیچھے سے آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ ”نواب صاحب ڈٹا ہے ڈٹا ہے“ ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر شانے میں کٹار بھونکی اور گردن تک اتار دی معاوہ گرے اور یہ بھاگا۔ دُور جانے نہ پایا تھا کہ ہر دم نے اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور معاً باہر آئے اور رکن الدولہ کو اس حال میں دیکھ کر فرمایا کہ ”ہم نے نہ کہا تھا کہ اپنی قیام گاہ پر جائیں۔ آخر تمہارا یہ حال ہوا جس پر رکن الدولہ نے عرض کیا کہ معراج نوکری جانِ شاری میں ہے لیکن اگر مناسب موقع پر ہوتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔ البتہ مبارک الملک (ضابطہ جنگ) اور امیغل خاں اس واقعہ سے متوش ہوں گے اس لئے

غلام ان کی تسلی کر دیتا ہے یہ کہہ کر اپنے منشی کو بلوایا اور اس معنوں کے خطوط کہ یہ واقعہ حضور کے بلا علم و اطلاع ہوا ہے اس میں حضور کا کوئی دخل نہیں ہے ہرگز ہرگز کوئی اور خیال نہ کرنا اگرچہ میں ابھی زندہ ہوں لیکن ہر امر میں فرمانِ برادری و نمکِ حلائی و جانِ نثاری سرکارِ کجائے لکھو اگر اپنے ہاتھ سے ان پر مہر لگوائیں اور ان دونوں کے پاس روانہ کر دے اس کے بعد حضور کے حکم پر چابک دست جراح حاضر ہوے اور رکن الدولہ کو پالکی میں بٹھا کر ان کے خیمہ کو لگئے اور ٹانگے لگانے میں مشغول ہوے کہا جاتا ہے کہ قریب صبح جاں بحق تسلیم کی لیکن صاحبِ مآثر اصفیٰ کے بیان کے مطابق موقع واردات پر ہی رکن الدولہ کی رُوح پروا کر گئی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ رکن الدولہ کی نعش کو یہ ظاہر کر کے کہ غشی ہے اور زخمِ کارِ نبیؐ ہے پالکی میں ڈال کر ان کے ڈیرے کو پہنچا دیا گیا۔ ان کے رفقاء و ہمراہی جو اس واقعہ کی وجہ سے حضورِ ڈیرے کے پاس ہجوم کرائے تھے اس خیال سے کہ ”ہمارا آقا ابھی تھیں“ ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی جرأت نہیں کرنی چاہئے“ حضورِ ڈیرے سے واپس چلے جس کے ساتھ ہی خیر خواہان دولتِ مثلاً راؤ زنجھاو وغیرہ نے حضور میں پہنچ کر بندوبست متحول کیا اگر صاحبِ مآثر اصفیٰ کا اعتبار کیا جائے تو رکن الدولہ کو اپنی جہالتِ مٹی یا ان کا اس قدر ہوش و حواس میں رہنا کہ وہ اپنے متعلقینِ خیر خواہوں کے نام خطوط لکھیں قابلِ تسلیم نہیں اس واسطے کہ زخم کی حیثیت جو بیان کی گئی ہے وہ اس قابل نہیں پائی جاتی کہ واقعہ کے بعد دس پانچ منٹ بھی بقیدِ ہوش و حواس زندہ رہے ہوں کیوں کہ وہ ہی مورخ جس نے رکن الدولہ کے خطوط لکھانے کا ذکر کیا ہے کہتا ہے کہ جہ پوران کے دونوں گردوں سے لے گلزارِ سفید کی جہارتِ حسنیٰ ہو..... جہ پور جل جلالہ کو ازہر و کلیہ اوگر نشہ بیرون طوط پہلے دگر برآمد“

گزر کر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف نکل آیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گردوں کے ساتھ ساتھ صلب بھی کٹ گیا جس کے بعد آدمی کا پانچ دس منٹ بھی بقید حواس زندہ رہنا متیقن نہیں۔ بہر حال باقاعدہ طور پر رکن الدولہ کی وفات کا اعلان واقعہ کے بعد کی صبح میں ہوا اور اس عرصہ میں شرف الدولہ جو اس مقام سے کچھ فاصلے پر تھے آگئے تھے اطلاع وفات کے بعد بندگانِ عالی بطور تعزیت شرف الدولہ کی قیام پر تشریف لے گئے اور سلی و دلاسا دیکر انہیں شرف الملک کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور خدمتِ مدارالہمامی کے لئے ان کو نافر دیا لیکن انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ نظام علیجاں کے اس حُسنِ سلوک کو کچھ پیارا بنایا شیفتہ صاحبِ آثار آصفی کچھ اور خیال کرتا ہے اور بندگانِ عالی کے خصائل پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑی بے باکی اور دریدہ دہنی سے کام لیتا ہے جس کو ہم اسی کے الفاظ میں ظاہر کرنا زیادہ مناسب تصور کرتے ہیں:-

....بندگانِ عالی چیزے بختِ تالیف و انکار از قتل او کہ خداوند

بچہ طور صورت پذیر شدہ و آن جوان باردا از چہ عداوت با سیدِ جوم

یو و مناسب وقت تدبیرند و از آنجا کہ در مذہب و دلاسا و تالیف

یہ طولی دارند بخیمہ شرف الدولہ تشریف بردہ و کلمات تسلی و نوازش

بسیار فرمودہ و بخطاب شرف الملک نواختہ تالیف از حد کردند

مدارالہمامی مکرر فرمودند کہ حق تست اما و قبول نکرد۔

نظام علی خان

حصہ دوم

دور دوم

قائم مقامی رکن الدولہ

افواج پائیگاہ کی ابتداء | رکن الدولہ کے قتل کے بعد ایک عرصہ تک مدارالہمامی معرض تقریر میں رہی اس خدمت کے فرائض کا اجرا عارضی طور پر مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کو سونپ دیا گیا۔ وقار الدولہ نصیب یار خاں کی صوابدید پر رکھا گیا۔ لیکن چونکہ یہ اور ان کے موکل بھی رکن الدولہ ہی کے ساختہ پرداختہ اور انھیں کے ہوا خواہوں سے تھے اس لئے نظام علیا نے ان سے خطرہ تھا اور اس تصور کے تحت کہ مدارالہمام وقت کا اثر ریاست میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہر ایک مدارالہمام اور اس کے ماتحت عہدہ دار ہمیشہ ہوا خواہ دولت میں نظام علیا نے یہ تصفیہ کیا کہ ایک ایسی فوج خود آپ اپنی ذات پر مبنی کر رکھیں جس سے ایسے اہم اوقات میں اپنی ذاتی حفاظت و مدافعت میں کام لے سکیں لیکن رئیس وقت کے لئے اپنی ذات پر فوج رکھ کر اس کی نگرانی و ادائی تخواہ وغیرہ کا انتظام کرنا غیر ممکن تھا اس لئے انھوں نے اپنی طرف سے اپنے ایک معتمد و مقرب امیر (تیغ جنگ) کو اس کام پر مامور کیا اور اس کا تعلق بلا واسطہ مدارالہمام اپنی ذات سے رکھا۔ یہی فوج پائیگاہ خاص کے نام سے موسوم ہوئی اور اپنی ذاتی حفاظت ہی کے لئے امیر پائیگاہ کی نشست اور اس کا پہرہ اپنے ساتھ اور اپنی ڈیوٹی پر متعین کیا کہ وقت ضرورت اس کے اشارہ پر پوری پائیگاہ اپنی جان فدا کرنے پر حاضر آجائے اس حکمت عملی سے ایک تو نظام علیا نے اپنی باڈی گارڈ اور اپنے اشارہ پر کام کرنے والی ایک

مغضول فوج تیار کر لی اور دوسری طرف مدارالہمام کے زور کو کم کر دیا۔

بینج جنگ کو بتایہ ۱۹ شعبان ۱۰۱۱ھ (م ۱۱۱۱ھ) خطاب شمس الدولہ سے معہ خدمت پائیگاہ سرفراز فرمایا گیا تو وقار الدولہ کے اُن منصوبوں پر پانی پھر گیا جس کو وہ ایک عرصہ سے تیار کر رہے تھے اور جب انھوں نے ریاست کا رنگ بدلتا پایا اور اپنی خیر نظر نہ آئی تو ۹ شوال ۱۱۱۲ھ (م ۳۱ اکتوبر ۱۷۹۹ء) کو چھری مار کر خودکشی کر لی۔

مدارالہمامی کے فرائض کا اجرا وقار الدولہ کی خودکشی سے معرض التوا میں تو نہیں پڑ سکتا تھا اس لئے نظام علیخاں نے بذات خود اس میں دلچسپی لینی شروع کر دی اور وقت و مکان کے ساتھ ساتھ جنگ سے مدد لینے لگے لیکن چونکہ بینج جنگ کے اصل فرائض بمقابلہ دیوانی مدارالہمامی زیادہ اہم اور ذات بندگانغالی سے وابستہ تھے اس لئے وہ اس میں کم دلچسپی لیتے تھے اُن غالباً یہ خیال تھا کہ پائیگاہ خاص کا قیام علی الرغم مدارالہمامی ہے اگر اس خدمت کی ذمہ داری اُن پر پڑ جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خوش گوار فریضہ جو پائیگاہ خاص کی صورت میں اُن کے سپرد ہوا ہے اُن سے منقطع ہو جا

غلام سید خاں ارسلو جاہ کی اوسے غلام سید خاں بہار جنگ (ارسلو جاہ) کی طرف سے رکن الدولہ حضور میں باریابی اور خدمت دیوانی سے وغیرہ نے نظام علیخاں کو بدظن کر دیا تھا جسکی وجہ سے وہ اوسے ان کا تعلق ہی میں رہنے پر مجبور کئے گئے تھے جب وقار الدولہ نے خودکشی کر لی تو غلام سید خاں کو مناسبت معلوم ہوا کہ خود ان کی خدمت کے لئے کوشش کریں لیکن رکن الدولہ کی طرح مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کے خیالات بھی ان کی نسبت ٹھیک نہیں تھے اور وقار الدولہ

کی قائم مقامی پر غلام سید خاں خود مبارز الملک کی تحریک و درخواست پر مامور ہو سکتے تھے اس غرض کے لئے انہوں نے مبارز الملک کے خانگی مقصدی دولت رام کو معقول پالچوک فراہم کیا جس نے بجانب مبارز الملک غلام سید خاں کو کیل مقرر کرنے کے لئے عرضداشت لکھ دی۔ نظام علی خاں نے تیغ جنگ سے مشورہ کیا انہوں نے غلام سید خاں کے تقرر سے نارضا مندی ظاہر نہ کی حالانکہ رائے رایاں اُن سے فرمایش کرتے رہے کہ غلام سید خاں جیسے آدمی کا باریاب رہنا ٹھیک نہ ہو گا معلوم ہوتا ہے کہ تیغ جنگ نے غلام سید خاں کے تقرر کو اس وجہ سے مناسب تصور کیا کہ اس وقت تک رکن الدولہ کی طرف دارجاعت کا زور تھا۔ اس جماعت میں مبارز الملک بھی تھے اگر کوئی ایسا شخص جو اسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو مبارز الملک کی وکالت پر آتا تو ممکن تھا کہ پھر اس کی ترقی ہو جاتی اور اس کے منصب کے پیش رفت ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا جس کو رکن الدولہ نے قائم کیا تھا اب جبکہ ایک شخص کی تحریک خود مبارز الملک نے کی جو اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس سخت مخالف ہے تو اس کے اس جگہ پر مامور کئے جانے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اصول سیاست کے تحت یہی بہت صحیح امر ہے کہ اُس عہدہ دار کے بعد جس نے ایک اہم ترین زمانے میں اپنے فرائض انجام دیئے ہوں ایسا عہدہ دار آئے جو اُس کے مقاصد کے خلاف خیالات رکھتا تاکہ خفیہ اور علانیہ وہ کمزوریاں جو اس کی حکومت میں پیدا ہو گئی تھیں ظاہر ہو جائیں اور اُن کا معقول علاج ہو جائے۔ بہر حال وقار الدولہ کی خودکشی کے دس ماہ بعد (۸ شعبان ۱۱۹۴ھ) غلام سید خاں ہار بجنگ جہدیت کیل مبارز الملک مامور و باریاب حضور ہوئے مہلات

ملکی و مال میں نظام علیاں بذات خود حصہ لیتے اور مشورہ میں تیغ جنگ کو بھی شریک کر لیا کرتے تھے جب بہار جنگ آگئے تو ان کو بھی شریک مصلحت کرنے لگے اور اسی طرح تقریباً دو دہائی سال تک کام کرنے کے بعد بنگا نغالی نے ملاحظہ فرمایا کہ تیغ جنگ کو معاملات دیوانی میں کوئی پکڑی نہیں ہے اور غلام سید خاں بہار جنگ ان سے کافی دلچسپی رکھتے ہیں اور اس عرصہ میں انھیں مستول طور پر واقفیت بھی پیدا کرنی ہے تو جنگ نزل سے واپسی کے بعد جس کا تفصیلی ذکر اوقاب مابعد میں آئیگا ان کو بالاستقلال ۱۱۹۲ھ میں خدمت دارالمہامی پر مقرر فرمایا۔

۱۱۹۲ھ میں بعض مقامات میں سکے قلب بن کر رائج ہو گئے اور اس کے | اند ادی احکام
 ۱۱۹۲ھ میں بعض مقامات میں سکے قلب بن کر رائج ہو گئے اور اس کے پر چار آنے بٹہ لیتے تھے اس وجہ سے عوام میں ایک شورش ہو گئی۔ بنگا نغالی نے حکم دیا کہ خزانہ عامہ کا تمام ایسا روپیہ لبدہ کے ساتھ کاروں کو ویکر تاکید کی جائے کہ ایک مہینے میں ان کا کھیٹ اور جوڑ نکال کر سکے فرخندہ فیلو صحیح عیار و وزن کا تیار کر کے داخل خزانہ کریں اور یہی تیار کردہ روپیہ رائج کریں اور اس کے ساتھ اعتقاد الدولہ کو حکم ہوا کہ شہر میں منادی کر دی جائے کہ پھراس کے بعد صرفوں میں سے کوئی بٹہ نہ لے اگر لیگا تو مناسب سزا دی جائے گی۔

یہاں طریقہ نیکیک پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ نظام علیاں کے اس حکم کی تیغ و تعریف ہو سکے۔ پہلے نیکیک بھی مثل اصول مالگزاری و طرح پر ہوتی تھی ایک توامانی میں دوسرے قہد پڑامانی میں تو منجانب سرکار کسی عہدہ دار کو اس غرض کے لئے مامور کر دیا جاتا تھا یہ طریقہ بہت کم رائج تھا۔ دوز نظام علیاں میں نیکیک کے چند مرکز قرار دے گئے تھے ان میں

سے ہر ایک کا تہجد علیحدہ علیحدہ دیا جاتا تھا۔ تہجد دار سکریک سے قبولیت لی جاتی تھی کہ ایک مقرر کردہ عیار اور وزن کے روپے اور پیسے مسکوک کرے تہجد دار بعض اوقات زیادہ خفیت کی خاطر روپے میں زیادہ کھیٹ شامل کر دیتے تھے عیار سے گھٹ جانے کی وجہ سے ضرر لوگ جو اس کو لیتے دیتے تھے اس پر کم قیمت لگاتے تھے جس سے عوام کو نقصان ہوتا تھا اسکو رفع کرنے کا بہتر طریقہ ہی ہو سکتا تھا کہ اس تہجد دار کا ایسا مسکوک کیا جاتا تھا کہ اس کے پیرو کر کے پچھلے عیار کے نئے سکے بنانے کے لئے اس کو مجبور کیا جائے یہی نظام علیشا نے کیا اس موقع پر خود بدولت نے جو صرفوں کے خلاف حکم دیا وہ اس لئے بجا تھا کہ اکثر صرف دیدہ و دانستہ پورے عیار کے روپیہ پر بھی بٹہ لیتے تھے صاحب توزک آصفیہ نے اس منادی کے موقع پر صرفان ہنود کی قید لگا دی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ”اس کے بعد صرفان ہنود کی قوم سے کوئی روپے پر بٹہ نہ لے اور اگر لے گا تو اس کو ذلیل ترین سزا دی جائیگی“ قوم کی اس تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ روپیہ سے روپیہ اور پیسے سے پیسہ کمانے کے مسئلہ میں علماء اسلام نے سود ہی کے فتاویٰ صادر کئے ہیں اور عرف عام میں سود کھانا اتنا بدترین گناہ سمجھا جاتا ہے کہ خود سود کا ادا کرنا اتنا برا نہیں حالانکہ دونوں نتیجہ اور حکم ایک ہی ہیں اسی بنا پر صرافی کا معاملہ اہل اسلام کے پیشوں میں سے نہیں رہا حیدر آباد میں اس عہد میں سولے ہنود کے اور کوئی اس پیشے کو اختیار نہیں کرتے تھے اس لئے صاحب توزک آصفیہ نے ”صرفان ہنود“ میں عموم و خصوص کی نسبت قیام کی ہے۔

۱۱۹۳ھ (۱۷۷۹ء) میں مدراس گورنمنٹ نے مسٹر بالینڈ کو
 ”تخصیص طلب مسائل پر گفت و شنید“

اپنے سیفر کی حیثیت سے حیدرآباد روانہ کیا جس نے ۲۰ ربیع الثانی سنہ مذکور (۱۷۹۹ء بمطابق ۱۸۰۳ء) کو بندہ کی خدمت میں باریابی حاصل کی اس سعادت کی وجہ یہ

فرانسیسی فوج مامور تھی اداس فوج کے لئے آلات حرب و ضرب بندر گاہ موٹاپلی سے درآمد ہوتے تھے۔ فرانسیسیوں کے ایک دیسی رئیس کے ساتھ تعلق رکھنے کو انگریز اپنے مفاد کے خلاف تصور کرتے تھے۔ اس لئے وہ بسالت جنگ سے مصالحت کے لئے سلسلہ جنباں ہوئے اُسی زمانے میں ان کو حیدر علی خاں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ان کے علاقہ (ادھونی، گنٹور وغیرہ) پر حملہ کریں گے اس خطرے میں بسالت جنگ نے ۱۹ مئی ۱۷۹۹ء میں انگریزوں سے ایک معاہدہ کر لیا جس کی رو سے انھوں نے اپنی فرانسیسی فوج برطرف کر کے اس کے عوض انگریزی فوج کو مامور کر لیا اور گنٹور کا ضلع انگریزوں کو اجارہ پر دیدیا۔ بلا ترک توسط راست بسالت جنگ سے معاہدہ کرنے کی اطلاع نظام علی خاں انگریزوں سے ناراض ہو گئے اس کے علاوہ ان کی ناپامنی کی ایک وجہ اور بھی ہوئی وہ یہ کہ انگریزوں نے ناگپور کے (بھونسلا) راجہ سے (جو نظام علی خاں کے اکثر علاقہ متصرف ہونا چاہتا تھا) مصالحت کر لی چنانچہ گورنر جنرل نے سٹراٹیلٹ سیفر ناگپور کو ایک خط لکھا جس میں اس کو ہدایت دی گئی تھی کہ ممالک محروسہ سرکار عالی سے بعض علاقہ حاصل کرنے میں ناگپور کے راجہ سے کوئی سمجھوتہ کر کے اس کو مدد دے نظام علی خاں نے انگریزی کمپنی سے ناراض ہو کر اُس فرانسیسی فوج کو اپنے پاس مامور کر لیا جو انگریزوں کی وجہ سے بسالت جنگ کی ملازمت سے علاحدہ ہوئی تھی۔ اس اطلاع پر مدد اس گورنمنٹ نے سٹراٹیلٹ کو سیفر بنا کر بھیجا تاکہ وہ نظام علی خاں کی اس غلط فہمی کو رفع کریں جو ان کو انگریزوں کی نسبت پیدا ہو گئی تھی اور سرکار ان شمالی سچکیش کے

بقایا کی نسبت (جو تقریباً دو ڈھائی سال سے ادا نہیں ہو رہا تھا) اپنے بیفرو کو تا کیسکی کہ کمپنی کی قحی مشکلات کا عذر پیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام مہربان نظر آئیں تو چند اے تڑا کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہو سکیں کل بقایا کو معاف کرائیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو ان رہا لٹا کو ہایت کی گئی تھی کہ بقایا، اور جاریہ پیش کی ادائیگی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دی جائیگی۔ انگریز یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی فرانسیسی فوج کسی دیسی رئیس کی ملازمت میں رہے اس لئے اس موقع پر انھوں نے فی لاخر مٹرا لٹڈ کے ذریعے یہ شرط پیش کی کہ اگر فرانسیسی فوج کو جو آپ کی ملازمت میں ہے علیحدہ کر دیا جائے تو ادائے بقایا، پیش اور حسب تہ نامہ سابقہ دیگر امور کے عمل میں لائے میں کوئی امر مانع نہیں رہے گا۔ اسی گفت و شنید میں فرانسس نامی فرانسیسی فوج کا مہر پرانہ کار جو منجانب موسیٰ لالی مامور اور نظام علیخاں کے پاس متعین تھا بلا علم و اطلاع حیدر آباد سے نکل گیا اوس کے بھاگ نکلنے کو صاحب توزک آصفیہ حیدر علیخاں والی میسور کے اغواء و فریب پر محمول کرتا ہے جو فوراً قیاس معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ اس فوج کے ساتھ ان کو کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسی کی فرانسیسی فوج کی علیحدگی کے لئے جو کچھ کوشش انگریزوں نے بسالت جنگ کے پاس کی تھی وہ کامیاب ہو چکی تھی جس پر وہ وہاں سے نکل کر نظام علیخاں کے دائرہ ملازمت میں داخل ہوئی۔ اب یہاں سے انگریزوں نے اس کے نکلنے کی کوشش شروع کی تو قیاس یہ ہوتا ہے کہ اس کا رد عمل یا وہاں سے علیحدہ کئے جانے کے بعد اپنی کوئی اور سبیل کرنا اس فوج کے سربراہ کاروں پر لازم تھا اسی غرض کے تحت اس فرانسیسی سردار کا بے حکم یا بلا علم اطلاع نکل جانا زیادہ صحیح ہو سکتا ہے بہر حال اس کو گرفتار کر کے قلعہ محمد نگر میں جبرئیس کر دیا گیا۔

سٹرائنڈ کی سفارت کے دوران میں مدراس گورنمنٹ اور کلکتہ کونسل میں باہمی اختلاف پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے سٹرائنڈ کے ذریعے کسی امر کا طے پانا مشکل تھا اس لئے باہمی مباحثوں میں سٹرائنڈ بیسٹیل مرام ۲۵ رجب ۱۱۹۶ھ (م ۱۷ جولائی ۱۸۷۵ء) کو مدراس گورنمنٹ سے علیحدہ ہو کر کلکتہ روانہ ہوئے۔

۱۱۹۵ھ (م ۱۸۷۴ء) میں بازار الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اس کی اطلاع نظام علی خاں کو اس موقع پر ملی جب کہ وہ حیدرآباد کے شمال مشرقی سمت میں تالاب سنگراج کی شکار گاہ میں مصروف شکار تھے یہ شکار گاہ تیغ جنگ (شمس الدولہ شمس الملک) کے تہا سے تیار ہوئی تھی اور اس موقع پر شکار کا سارا انتظام و اہتمام بھی انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا مبارز الملک کی علالت کی اطلاع پر اعلیٰ حضرت نے حکیم محمد باقر خاں سح الدولہ اور جراح پلنڈا سپر گورو ناکوان کے علاج کے لئے روانہ فرمایا۔ اطباء بھی اپنے سفر کے تین ہی منزل طے کرنے پائے تھے کہ مبارز الملک کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند فرخ میرزا خاں احتشام جنگ پر ان کی تعلیم مقامی منظور ہوئی۔ اور خود بدولت سفر کو لاس کی غرض سے ۲۱ محرم ۱۱۹۶ھ (م ۶ جنوری ۱۸۷۵ء) کو بلبہ حیدرآباد سے نکلنے کوڑھنداس میں قیام کرنے لگے جہاں سے ۲ ربیع الاول ۱۱۹۶ھ (م ۱۷ فروری ۱۸۷۵ء) کو نکل کر قلعہ محمد نگر کے پاس ساحل دریائے موسیٰ پر مقام فرمایا۔ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرما کر متوجع کمال پہنچے یہیں جشن نوروز منایا گیا جس سے فراغت پانے کے بعد دریائے ماہجرا کے کنارے ہنضت فرما ہوئے اور چند روز بعد قلعہ کو لاس کے گھاٹ (دریائے مذکورہ) کو عبور کر کے اس کے

۱۷ جس میں ہرٹی آنا یا جلیہ چارم صفحہ ۱۷۰۔ ۱۷۱ صاحب گلزار آئینہ نے مزاج کا نام دیا ہے اور دیکھا ہے لیکن صاحب نوک صوفیہ کا بیان صحیح ہوتا ہے جو کہ قاعدہ سے قریب تر ہے اور اس کا مصنف جو اپنی تاریخ کا نامہ اہل اقداد ترقی پر لکھا ہے اور اس کے بیان کی تائید فقہیہ العالم سے ہوئی ہے۔



نذر ارسطو جاه به نظام علی خان

دوسرے کنارے پر جا ٹھہرے۔ یہاں افواج کا جائزہ و ملاحظہ ہوا فوج پانچ گناہ نے اپنے
 کرتب دکھائے آخر ۲ حجابی الاول ۱۱۹۶ھ کو قلعہ کو لاس سے نکل کر حیدرآباد کی طرف بڑھ گئے
 ۲۶ حجابی الاول کو قصبہ اندول میں قیام ہوا اور جوہلی و نیکٹ کیشو (عادل اندول) میں ٹھہر گئے
 یہاں کہ رونق بخشی۔ وہاں سے نکل کر ۲ حجابی الاول کو تالاب حسین ساگر پر نزول اجلال ہوا
 اور پانچ روز تک یہاں قیام رہا کہ ان ایام کو منجھوں نے بلدہ حیدرآباد میں نخل ہونے کے لئے منجھو
 خیال کیا تھا۔ ان ایام میں ہر شب روشنی و آتش بازی کے نظارے ہوتے رہے۔ اسی
 منزل میں ۲ حجابی الثانی ۱۱۹۶ھ کو قریب مغرب اس زور و شور کا طوفان ابرو باراں آیا کہ
 تمام ڈیرے اکٹھے گئے محلات وغیرہ (جو ہمیشہ اور ہر سفر میں ہمراہ رکاب ہوتی تھیں) انھوں اور
 بہلیوں میں پناہ گزیں ہوئیں۔ ۴ حجابی الثانی ۱۱۹۶ھ کو سیواری مبارک و حسن بلدہ
 حیدرآباد ہوئی۔

جنگِ نزل

جنگِ نزل اور اس کے باب | احتشام جنگ نے جب اپنے باپ کی جگہ قائم مقام ہو کر علاقہ نزل پر عمل دخل حاصل کیا تو اس کی اندریں ان کے تحت کے ملازمین نے پیش کیں جس پر ان کے پھیرے بھائی فرید مرزا اور نعل مرزا اور پھیرے بھونئی رحیم قلی بیگ (جو ابراہیم بیگ خاں دھونسہ ہی کے زیر پرورش و تربیت یافتہ تھے) نے ان کا استہزا کیا اور پھتیاں اڑائیں۔ جس سے احتشام جنگ کے دل میں برائی آئی۔ آخر ملک و مال میں اپنا حصہ طلب کرنے کی بناءً احتشام جنگ نے اپنے نجشی سید ولی محمد اور دیگر حبشی غلاموں کو حکم دیا کہ ان تینوں کو قید کر کے خفیہ طور پر پھانسی دیدیجائے چنانچہ مبارز الملک ابراہیم بیگ خاں دھونسہ کے انتقال کے ساتویں ہی روز اس نجشی نے آئینہ محل میں ان کو گرفتار کر کے گلزار محل کے تہ خانہ میں مقید کر دیا اور اسی شب آدھی رات کو ہر ایک کو پھانسی دیکر ہلاک کر ڈالا۔ ان کے بعد ہی ان کے کھلیے اور رقتا میں سے چالیس اشخاص کو موت کے گھاٹ اُتارا۔ فرید مرزا و نعل مرزا اور رحیم قلی کے تحت پانچ چھ پلٹن بار اور تین ہزار پیادہ فوج اشام مامور تھی احتشام جنگ نے سید ولی محمد نجشی کی اس کارگزاری کے صلے میں ان کے دونوں بھانجوں (سید مرضی و سید میاں) کو اس جمعیت کی سرِ دگی پر سرفرازی بخشی۔ اور بقیہ کارخانجات پر اپنے مقصد کار پر دازوں کو مامور کر دیا۔ اس انتظام کے بعد احتشام جنگ نے بھی پنڈت کوسیل اور میر جمال الدین جین خاں

خاندان کے استصواب سے سات لاکھ روپے نذرانہ استدعا سے خلعت تعزیت اور
 سند بجالی کے ساتھ حضور میں روانہ کیا۔ جس پر دربار بندگانِ عالی سے منصب پنجہزاری و اوت
 و پنجہزار سوار و خطاب احتشام جنگ و خلعت تعزیت سرفراز ہو ۱۱ اور اسنادِ بجالی بھی غلیت ہو
 احتشام جنگ کے مُسلط ہونے کے بعد سید ولی محمد بخشی کا اعتبار ان کے پاس بہت زیادہ
 ہو گیا۔ یہاں تک کہ بخشی مذکور کی اطلاع کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ احتشام جنگ کوئی تنکا بھی ادھر کا
 اُدھر کر دیں۔ وہ جوشِ شباب میں راگ و رنگ میں لگے رہے اور بخشی انتظامِ ملک میں جس کا نتیجہ
 یہ ہوا کہ بخشی کی خود غرضیوں سے خیر خواہوں کی وہ جماعت جس کو مبارز الملک دھونسہ نے بڑی
 تالیفِ قلوب اور صرف زرِ کثیر سے فراہم کیا تھا درہم برہم ہو گئی۔ جب بخشی نے یہ محسوس کر لیا کہ ملک
 و محلات کا انتظام و اہتمام اپنے ہی یدِ تدبیرت میں ہے تو اس نے خفیہ طور پر نظامِ علیجاں کی
 خدمت میں اس مضمون کا ایک معروضہ لکھا کہ احتشام جنگ ایک باتجربہ کار و کاہل ہے ملک کا انتظام
 اُس سے ہونے نہیں سکتا ہے اس تمام مال و دولت و خزانہ و جواہر و فوج و احشام و کارخانہ جات
 (جو زل میں موجود ہے) کی سند سرفرازی میرے نام غایت ہو تو اس لڑکے کو مقید کر کے حضور کی
 خدمت میں روانہ کر دیتا ہوں اور پھر یہاں کا محقول انتظام کرتا ہوں۔ اگرچہ یہاں کی سوانحِ نظام
 اور احتشام جنگ کی بے پیمائی کی اطلاعیں حضور میں پہنچ چکی تھیں تاہم خود بدولت نے اس معروضہ
 کچھ اثر نہ لیا اور سید ولی محمد کی نمک حرامی پر محمل کہ اس معروضہ کو بحفیہ رابست احتشام جنگ کے
 پاس بھیج کر لکھا کہ تم نے تمہارے باپ کے پاس فدویت سے تم کو اُن کی جگہ مامور کیا ہے تم بھی
 احتیاط و ادائیگی فرائض لازم ہے تم کو چاہئے کہ نوکر کو اپنی حد سے گزرنے نہ دیں اور انتظامِ ملک

اپنے ہاتھ میں لکھیں اور اس نمک حرام کو جس نے یہ غرضی لکھ بھیجی ہے مقتول سزا دیں کہ دوسروں کو
 عبرت ہو۔ حضور کا عنایت نامہ پہنچنے پر انھوں نے بخشی کو اور اس کے ہو خواہوں میں سے ہر ایک کو قتل
 کروادیا۔ نزل میں یکشت وزیر تین دن تک جاری رہی اور تقریباً تین سو آدمی بخشی کے مارے گئے
 اس واقعہ کے بعد احتشام جنگ بذات خود معاملات و انتظام ملک میں حصہ لینے لگ گئے اس کے
 بعد اپنے حصہ ملک کے حدود کو وسعت دینے کا جفا نہیں پیدا ہو گیا اور اپنی طاقت و فوج پر غور
 یہاں تک کہ ۹۶ھ (۸۷۲ء) میں جب ہندوستان کے کولاس میں ان کو طالب کیا تو انھوں
 نے اپنی حاضری سے عزرات لاطائل کے تحت معذرت چاہی اور کولاس سے واپس آئے
 حسب قاعدہ ستمہ مثل اور جاگیر داروں اور منصبداروں کے ان پر بھی رقم نذرانہ قائم کر کے ان کے
 مقبوضہ علاقہ کے محال کی مناسبت سے نو لاکھ روپے نذرانہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس کے جواب میں
 انھوں نے نہایت گستاخی سے تھوڑی سی باروت اور گولیاں روانہ کر کے لکھا کہ مبلغ مذکور کے
 عوض میرے پاس یہ جنس حاضر ہے۔ اس خیر و سری کی فوج کشی ہی کے ذریعے سرکوبی ہو سکتی تھی
 چنانچہ ۹۷ھ (۸۷۳ء) میں ابو الفتح خاں تیغ جنگ کے ہرلف حسام الدین خاں گھانسی میاں
 سردار جنگ کو دو ہزار سوار تین ہزار بار رسالہ ناد جنگ فرانیسی کے ساتھ ان کے طرف روانہ ہوا
 انھوں نے کوئٹہ پہنچ کر وہاں سے سرسوار ہی قلعہ بودھن پر قبضہ کر لیا۔ احتشام جنگ کی طرف سے
 اس قلعہ پر ستم خاں جمدار ماہور تھے وہ قلعہ کا قبضہ چھوڑ نزل چلے گئے۔ احتشام جنگ کو قلعہ
 بودھن کے ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی تو انھوں نے اپنی طرف سے دلاور جنگ والو میاں
 مہدوی اور اماں اللہ خاں وغیرہ کے تحت بارہ ہزار کی جمعیت بار اور بیس توپیں گھانسی میاں کے

مقابلے پر روانہ کیں۔ جو کشمیا پور کے گھاٹ سے دریائے گوداوری کو عبور کر کے قلیل عرصہ میں
 بومدن کے قریب پہنچ گئی۔ اور طرفین سے مقابلہ شروع ہوا۔ سرکاری فوج حصار کے باہر صف آرا
 ہوئی دلاور جنگ نے اپنی توپوں سے آتشباری شروع کر دی جس سے سرکاری فوج دہتی چلی
 اس فوج پر اقسام جنگ کی فوج نے یہ محسوس کر کے کفرچ اپنی ہے بوقت واحد اپنی جگہ سے ہٹ کر
 سرکاری فوج پر حملہ کر دیا۔ گھانسی میاں اپنے ساتھ صرف دو سو آرمیہ کار سواروں کو لیکر علیحدہ فوج
 تھے جب انھوں نے دیکھا کہ اقسام جنگ کی فوج حملہ کی خاطر بے ترتیبی سے آگے بڑھ گئی ہے
 تو وہ اپنے انہیں محدودے چند سواروں کو لیکر اپنی کمین گاہ سے نکلے اور فوج مخالف پر فوج
 اور وہ جو ہر دو انگلی دکھائے کہ اقسام جنگ کی فوج کو نہریت ہو گئی۔ ابومیاں ہندوی اور ابان
 اور دیگر سردار جنگ میں کام آگئے دو زخمی رہا تھے جس میں سے ایک معزشتان و نقارہ تھا اور دوسرے
 حامل خزانہ غنیمت میں آئے اپنی شکست کو دیکھ کر فرنگی سردار دلاور جنگ باقاعدہ طور پر اپنے ہی
 مورچہ میں قائم رہ کر سارا دن توپ اندازی کرتا رہا۔ آخر رات میں وہاں سے کوچ کر کے کشمیا پور
 چلا گیا۔ جہاں وہ شکست یافتہ فوج کو جمع کر کے پھر آمادہ جنگ ہو گیا۔

نظام علیخان کو جب باجمعیۃ قلیل گھانسی میاں کے فتح پانے کی اطلاع ملی تو حضور نے
 تعریف و تحسین کر کے ان کو سام الدین خاں سردار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور ان کی
 کمک کے لئے شرف الدولہ، نور اور جنگ، حشمت جنگ، سیف جنگ اور امجد اللہ ولد کو چنگا
 سوار و پیادہ فوج کے ساتھ روانہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی خود بدولت بھی وہاں پہنچنے کے لئے
 ۲۱ ذیقعد ۱۱۹۶ھ (م ۲۸ اکتوبر ۱۷۸۲ء) کو بلدہ سے نکل کر فتح میدان میں قیام گزیرے ہوئے۔

صاحب توڑک آصفیہ کا بیان ہے کہ اس منزل پر سے بندگان عالی نے نجم الدولہ میر بخشی اور سید عمر خاں کو حسام الدین خاں گھانسی میاں کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔

گھانسی میاں بودھن سے بالکنڈہ پہنچ کر شاہ بڈھن صاحب کے تالاب کے پاس جا اُترے یہیں بندگان عالی کی مسئلہ افواج ملک اُن سے آئیں اس مقام سے کشٹاپور اجاں احتشام جنگ فرانسیسی فوج کا سردار دلاور جنگ قائم تھا (تین کوس پر تھا۔ یہ فرانسیسی سردار اس دوران میں سرکاری افواج پر چھاپے مارتا رہا آخر تمام افواج جمع ہونے پر گھانسی میاں اس کے مقابلہ پر نکلے صبح سے شام تک معرکہ توپ و تفنگ جاری رہا۔ اس موقع پر احتشام جنگ بھی نرل سے نکل کر کشٹاپور میں اپنی فوج سے آئے تھے فرانسیسی فوج کا سردار سر شام دریائے گوداوری عبور کر کے موضع کاڈلے میں (جو نرل سے پانچ کوس واقع ہے) جا ٹھہرا۔ اور فوج سرکاری بالکنڈہ واپس آئی اور عشرہ شریف محرم ۱۱۹۸ھ (م ۱۷۸۳ء) یہیں گزارا۔ نظام علی خاں ۶ ذیحجہ ۱۱۹۹ھ (م ۱۲ نومبر ۱۷۸۴ء) کو فتح میدان سے نکل کر قلعہ ایگنندل روانہ ہوئے۔ ۸ ذیحجہ کو وہاں پہنچے دوسرے روز قلعہ کی سیر کی اور ۲۸ ذیحجہ کو وہاں سے نکل کر ۲۹ ماہ مذکور کو ایلواڑہ پہنچے اور راجہ باگسوار کے چلے کے پاس قیام فرمایا ۳ محرم ۱۱۹۸ھ (م ۹ دسمبر ۱۷۸۳ء) کو دولت رائے قلعہ تگتیاں کے محاصرہ پر مامور ہوئے اور کریم داو خان اور نو مسلم فرنگی اور رسالہ یکہ تاز جنگ اور رسالہ شجاعت جنگ و نوشیروان و غلام علی و غیرہ رائے مذکور کے ساتھ متعین کئے گئے۔ بعد عشرہ محرم جو جنگ کاغالی تمل و بلوچوں سے

۱۔ توڑک آصفیہ صفحہ ۳۰۵

۲۔ اس قلعہ کی تعمیر ۱۱۹۸ھ (م ۱۷۸۳ء) میں ابراہیم میگ خان، ہونہ نے کی تھی اور احتشام جنگ کی طرف سے یہاں کی قلعہ کی پروردگار مسیح تھیں۔

کچھ فرمانے لگے تو راجہ پدم سنگھ و کنور جوہ سنگھ کو بھی جگتیاں ہی۔ کئے محاصرہ میں شریک رہنے کا حکم دیا۔ آخر محاصرہ سے عاجز آکر قلعہ مذکور کا قلعہ دار سدی ظفر الماس ۲۸ محرم ۱۱۹۶ھ (۲۴ جنوری ۱۷۸۳ء) کو قلعہ سرداران سرکاری کے سپرد کر کے خود آپ دولت رائے کے توسط سے بنگالہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور سے اس کو منصب پانصدی اور خطاب خانی پر سرفرازی ہوئی اور خود بدلت غرہ صفر ۱۱۹۷ھ (۲۹ جنوری ۱۷۸۳ء) کو کورٹلہ سے نکل کر جگتیاں رونق افروز ہوئے قلعہ کو ملاحظہ کیا کہ بالکنڈہ کی طرف کچھ فرمایا اور موضع کرٹیمیاں، کورٹلہ، مٹپلی سے ہوتے ہوئے موضع پالم پر پہنچے ہوئے جب سواری مبارک بالکنڈہ کے قریب پہنچی تو گھانسی میاں اور دوسرے امراء اپنی اپنی فوج کے ساتھ استقبال کر کے قدمبوس ہوئے اس کے دوسرے روز یہاں سے ساری جمعہ فوج آگے روانہ ہوئی اور ۱۴ صفر ۱۱۹۷ھ (۲۹ جنوری ۱۷۸۳ء) کو رفعت الدولہ، سر ملہ جنگ، حسام الدین خاں گھانسی میاں، یکہ ناز جنگ، محمد بہلول خاں، سدی عبداللہ خاں، سید عمر خاں، محمد سلیمان، مصطفیٰ بیگ و شجاعت جنگ، محمد حسین خاں و غلام رسول خاں وغیرہ سردار اپنی اپنی افواج کے ساتھ دریائے گوداوری کے پار ہوئے۔ اختتام جنگ اس عبور کے موقع پر بے پروائی کے ساتھ مصروف بیروں شکار تھے ورنہ دوران عبور میں جنگ کا معقول امکان تھا سرکاری فوج کی طلایہ داری پر رفعت الدولہ، راجہ ہمندر، راجہ پدم سنگھ، کنور جوہ سنگھ مامور ہوئے عبور کی اطلاع کے بعد اختتام جنگ کی فوج متقابل ہوئی۔ لیکن توپوں کی زد سے بہت جلد پسا ہو کر قلعہ چٹیاں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی۔ ۱۵ صفر کو خود بدلت نے بھی دریائے مذکور کو عبور فرمایا۔

اس کے بعد غرہ ربیع الاول ۱۱۹۷ھ (۲۹ جنوری ۱۷۸۳ء) کو اختتام جنگ نے ملازمت حضور

و عفو جرایم کی نسبت بعض شرائط کے ساتھ ایک معروف منہ روانہ کیا۔ جن میں سے بعض کم منظور فرما
 خود بدولت نے ان کو حاضری کا حکم دیا لیکن اس کو احتشام جنگ نے تسلیم نہ کیا اور سوال و جواب
 میں معذرت و معافی ملتوی رہی یہاں تک کہ ۶ ربیع الاول کو حیدری سرداروں میں سے
 بعض نے اپنی قیام گاہ اور قلعہ کے درمیان جو پشتہ کوہ واقع تھا اُس پر اس خیال سے قبضہ
 کر لیا کہ کہیں فریق مخالف اُس پر توپیں نہ چڑھا دے اس کے قبضہ میں مختصر سا متبادل ہو جس پر
 احتشام جنگ کے سپاہی سپاہ ہوئے اور قلعہ چٹیاں میں داخل ہو گئے۔ اس پشتہ کوہ پر قبضہ پانے
 کے بعد دوسرے ہی روز بندگان عالی دریاے گوداوری کے کنارے سے اٹھ کر اپنی فوج
 آملتی ہوئے۔ اس کے دوسرے دن خود بدولت ہودج میں سوار ہو کر نکلے۔ خواصی میں پہنچ
 شمس الملک تھے۔ حسب الحکم ہر طرف حملہ شروع ہوا۔ اثناء جنگ میں سید عمر خاں نے حاتم حضور
 عرض کی کہ سدی یا قوت و دلاور جنگ فرنگی اپنے اپنے گروہ کے ساتھ میری افواج سے مقابل
 ہو گئے ہیں جمعیت غلام قلیل ہے اس لئے ملک کا امیدوار ہے معاً شمس الملک نے حضور کے
 حکم پر مکارم خاں کو اس کے ساتھ کر دیا اور محمد عظیم خاں اور پرورش علی خاں کو جلد ملک پہنچانے
 کے لئے حکم دیا اسی دوران میں شاہ میرزا پسر ثابت جنگ سواران پائیگاہ و جوق جو بوش و زیلہ
 کے ساتھ حملہ میں شریک ہو گئے اور اوھر عظیم خاں جو انان پائیگاہ اور اپنے رسالہ کے ساتھ
 حرکت کے قلب پر حملہ آور ہوئے۔ اس جنگ میں نظام علی خاں کی فوجی ترتیب نقشہ سے ظاہر ہوگی

نقشہ صُفوف جنگ ۱۱۹۷ھ
بمقابلہ احتشام جنگ بمقابلہ پٹیاں مضائقہ

التمش

سید عمر خان و شاہ مرزا پیرت جنگ و عظیم خان

میسرہ	قلب	میمنہ
گھانسیاں و علی محمد بن مرزا جنگ	نظام علی خان	نجم الدولہ امجد خان و غلام امام خان (مولانا گلشن علیہ السلام)
طرح میسرہ	طرح میمنہ	
رفعت الدولہ	پرورش علیخان	

یہی معرکہ فیصلہ کن ثابت ہوا اس کے متعلق صاحب تذکرہ نزل نے تفصیل یہ لکھا ہے کہ جنت
 احتشام جنگ کو سدی ظفر الماس کے مطیع ہونے اور قلعہ شکستیل کے ہاتھ سے نکل جانے کی
 اطلاع ملی تو انہوں نے برجلسہ عام تمام گروہ غلامان و حبشیوں پر سخت اظہارِ رنج و غضب کر کے
 بے وفائی کا دھتھیلان پر لگایا تھا اس مصل میں سدی یا قوت بھی موجود تھا (اس حبشی غلام کے زیرِ اثر
 رسالہ عرب و حبش و رومیلہ و دیگر کارخانہ جات بھی تھے) اس کو یہ ناگوار گزرا اور اس کے بعد سے
 اس نے غم و باخزم کر لیا کہ کسی موقع پر اپنی بہادری اور وفاداری کا ثبوت دے یہاں تک کہ
 ایک روز جب کہ سرکاری فوج میدان میں نمودار ہوئی تو وہ اپنی عرب و رومیلہ اور حبشیوں کی جملہ
 ایک ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مذکور سے نکل کر حملہ آور ہو گیا اس کے ساتھ ہی فرانسیسی فوج کا سردار
 دلا و جنگ بھی اپنی فوج کو لیکر نکل آیا اور قلعہ کی توپوں سے گولے الگ برسے لگے۔ ادھر سے حضور
 افواج بھی آگے بڑھیں مقابلہ دست بدست ہو گیا احتشام جنگ کی بڑھ کر آئی ہوئی تقریباً ساری
 فوج کٹ گئی عہدہ داروں میں سے سب ہی یا قوت تو زخموں میں چور ہو کر میدان ہی میں گرفتار ہو گیا
 دلا و جنگ البتہ زخمی ہو کر واپس ہو گیا احتشام جنگ کے گاڑ دیوں کی فوج کے بارہ نشان
 بندگانِ عالی کی فوج کے ہاتھ آئے۔ اس شکست سے احتشام جنگ کا دل شکستہ ہو گیا اور جنگ
 سے نامد ہو کر عفو و تقصیرات کے لئے اپنی والدہ کو خدمت بندگانِ عالی میں روانہ کیا اس سیدہ
 بیوہ کی عرض پر احتشام جنگ کو دربار میں حاضر کرنے کے لئے مشیر الملک (غلام سید خان
 سہراب جنگ) کو روانہ کیا گیا ۱۲۴۱ھ ربيع الاول ۱۱۹۷ھ ہجری (م) ۱۷۷۱ء فروری ۱۷۸۳ء کو

وہ حاضر دربار ہوئے ان کی تقصیرات کو معاف کر کے بندگانِ عالی نے اپنے ہاتھ سے ان کو
 پیسے جمع باندھا اور خلعتِ عفو سے سرفرازی بخشی طلبِ معافی کے واقعہ کی نسبت صاف کر دی
 کا بیان یہ ہے کہ پہلے اختتامِ جنگ نے اپنی والدہ کی طرف سے عریضہ لکھا جس میں ان کی
 تاجرِ بیکاری اور سخنِ نشوئی کا اظہار کر کے عفوِ تقصیرات کی درخواست کی گئی تھی اس کو ملاحظہ
 فرما کر بندگانِ عالی نے ماما بٹن کو پھولوں کا گہنا دیکر اختتامِ جنگ کے پاس روانہ فرمایا وہ ان
 پاس جا کر بڑی مدارات سے پیش آئی پھولوں کے ہار ان کو پہنائے اور فہمائش کر کے اختتامِ
 کو گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ہمراہ جنور میں لے آئی قادیوسی کے بعد بندگانِ عالی نے ان کے تقصیرات
 کو معاف فرمایا اور اختتامِ جنگ نے ابراہیم باغ (جس کو ان کے والد ابراہیم بیگ خان دھوسہ
 نے بڑے اعلیٰ پایہ پر تیار کیا تھا اور اسی میں ان کے محلات وغیرہ رہتے تھے) خالی کر کے
 خود آپ عید گاہ کے متصل میدان میں ڈیروں میں جا ٹھہرے جس کے بعد خود بدولت نے
 غلام سید خان سہراب جنگ (معین الدولہ مشیر الملک ارسلو جاہ اعظم الامرا) کو حکم دیا کہ علاقہ
 نرمل کا مجموعہ خراج و خزائن نقد و جواہر وغیرہ کا متصدیوں سے جائزہ لیں اور ملاحظہ میں پیش کریں چنانچہ
 نقد یک کروڑ روپیہ کے علاوہ از قسم زر و زیور و جواہر و جنس کا خانہ جات قیمتی ایک کروڑ روپے
 برآمد ہوئے کا خانہ جنسی کے کارپردازوں کو حکم ہوا کہ ہڈ ہات و پنجیس وغیرہ کی عمدہ عمدہ
 توہیں قلعہ گوکنڈہ روانہ کر دیں اور باقی دوسری توہیں نرمل کے قلعہ اور شہر پناہ اور برجوں
 پر رکھ دیں اس کے بعد نرمل کی عکداری اور قلعہ نرمل کی قاعداری پر امام علی خان بھٹن الدولہ

نامنوفرمایا۔ اور احتشام خبگ کو صوبہ داری المچپود اور خطاب ظفر الدولہ سے سرفراز کیا۔ اس انتظام
 و اجہام کے بعد سیر و تماشائے محلات و بلوغ وغیرہ میں ایک عرصہ گزار کر ۲۶ جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ
 (م ۲۹ مئی ۱۷۸۳ء) کو وہاں سے نکل کر بروز جمعہ ۲ رجب ۱۱۹۷ھ (م ۵ جون ۱۷۸۳ء) کو داخل بلوچ
 حیدر آباد ہوئے۔

۱۱۹۷ھ میں پشوا کے ساتھ ایک معاہدہ کے طے کرنے کے سلسلے میں بندگان عالی او دیگر
 تشریف لے گئے۔ اس معاہدہ کی تفصیل اور اسباب و اوراق مابعد میں بیان ہوگی۔

اتحاد پشیوا و نظام علیا

نیپولن کے مقابلہ کے لئے مرہٹوں کا نظام علی خان کو پہنچا ۴۴ جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م، ۷ مارچ ۱۸۸۳ء) کو انگریزوں کے ساتھ ہو کر اور اسی غرض کے تحت صلح نامہ لیت گیا طپانا کمپنی اور پشیوا کے مابین ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ سال بائی) طے پایا جس کا فقرہ نہم ریاست خدا و امیسور سے متعلق اس مضمون پر مشتمل تھا کہ حیدر علی خان نے پشیوا سے گو مصالحت کر لی تھی لیکن وہ پھر فساد برپا کر کے انگریزی کمپنی اور اس حلیف محمد علی خان والی کرناٹک کے بعض علاقہ جات پر قابض و متصرف ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ ان مقبوضات کو واپس اور گرفتاران جنگ کو رہا کر دیں جو حالیہ جنگ میں انہوں نے حاصل و گرفتار کئے تھے اور ۹ رمضان ۱۱۸۱ھ (م ۲۹ جنوری ۱۷۶۸ء) کے عہد نامہ کی رو سے (جو حیدر علی خان اور پشیوا کے مابین ہوا تھا) محمد علی خان اور انگریزوں کے جس حصہ ملک پر وہ قابض ہو گئے تھے چھ مہینے میں واپس کر دیں۔ اس کے مقابل انگریزوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ حیدر علی خان کے ساتھ کوئی مخالفت اس وقت تک نہ کریں گے جب تک کہ وہ انگریزوں یا ان کے حلیف کے ساتھ کوئی مخالفانہ طرز عمل اختیار نہ کریں۔

اس شرط صلح سے ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی پشیوا کے ذریعہ حیدر علی خان سے اپنے مندرجہ مقبوضات کو حاصل کر لینا چاہتی تھی لیکن اس صلح نامہ کے پانچ ماہ قبل ہی یکم محرم ۱۱۹۷ھ (م، ۲ دسمبر ۱۷۸۱ء) کو مرص سلطان سے حیدر علی خان کا انتقال ہو گیا تھا۔

جن کے بعد ان کے فرزند ٹیپو سلطان ان کے قائم مقام ہوئے تھے اُن پر لازم نہ تھا کہ وہ اس باہمی مصالحت کو قائم رکھے جو ان کے والد اور پیشوا کے مابین تھی اور نہ اُن پر اس شرط منبجہ صلح نامہ سال بانی کی تعمیل کی ذمہ داری قانوناً عاید ہو سکتی تھی۔ اور ممکن ہے کہ انگریز کی پہلی سابقہ تہہ نامہ کی تجدید اور ٹیپو سلطان سے اس کی توثیق کرانے کے لئے پیشوا کو مجبور یا آقاہہ کرنا نامناسب تصور کیا ہو۔ اس لئے انہوں نے راست ٹیپو سلطان سے ایک جدید صلح نامہ کی تعمیل کا تصفیہ کر لیا لیکن وہ اپنے والد کے انتقال کے قبل ہی سے انگریزی کمپنی اور اس کے جنوبی ہند کے زمیندار حلیفوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھے جس کا سلسلہ سال مابعد تک چلتا رہا۔ آخر حزب انگلستان کی حکومت نے اپنے فرانسیسی حریفوں سے صلح کر لی تو اس کی شرائط کے تحت فرانسیسیوں کو ٹیپو سلطان کے پاس کے متعینہ فرانسیسی عہدہ داروں کو واپس طلب کر لینا پڑا۔ اس طرح ٹیپو سلطان کے پاس سے جب ایک شالیستہ اور مقتول فرانسیسی فوج نکل گئی تو پیش پا افتادہ مہم میں وہ اس قابل نہیں رہے کہ خود تنہا انگریزی فوج سے مقابلہ کرتے اس زمانے میں وہ قلعہ منگلور کے محاصرہ پر تھے ناچار انہوں نے مصالحت کو مناسب تصور کیا اور ایہ تاریخ ۱۸۱۷ء (م ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۳۵ھ) کو ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ منگلور) طے پایا جس کی رو سے فریقین نے اپنے اپنے سابقہ مقبوضات پر قابض اور حالیہ مقبوضات کو چھوڑنے کا اقرار کر لیا جس طرح انگریزوں کو دیاست میسور کا لٹکا لکا ہوا تھا اسی طرح مرہٹہ سرداروں کو بھی اس کی طرف سے خطرہ تھا۔ جب پیشوا کو یہ علم ہوا

انگریز اور ٹیپو سلطان کے مابین صلح ہو رہی ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ انگریزی کمپنی معاہدہ سال بائی کو فسخ کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے۔ جس پر انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس بغرض مصاحبت وصول چوتھ اپنے لپچی روانہ کیے جس کے جواب میں ٹیپو سلطان نے کہلا بھیجا کہ ان کے والد نے چند ضرب تو پاؤں بند وقوں کے سوائے کوئی اور چیز متروکہ میں نہیں چھوڑی ہے جس کے ساتھ میں حاضر ہوں اس جواب سے سر ہٹوں نے خایف و پرول ہو کر یہ تجویز کی کہ نظام علی خان کے ساتھ اتحاد قائم کر کے ٹیپو سلطان سے ان علاقوں کو حاصل کریں جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا اور ان حملوں کا جوان ہر دو کے مقبوضات پر ہو رہے تھے یا آئندہ جن کے لئے تیاریاں جاری تھیں مقابلہ اور سد باب کریں انہوں نے نظام علی خان کو یہ سمجھایا کہ جس طرح پیشوا کے اکثر علاقہ پر ٹیپو سلطان نے قبضہ کر لیا ہے اسی طرح خود نظام علی خان کے علاقے بھی ان کے حملات و تصرف سے محفوظ نہیں رہے اور یہ تحریک کی کہ ہر دو قوتیں باہمی مصاحبت کے ساتھ ٹیپو سلطان کا مقابلہ کریں اور اپنے اپنے مقبوضات ان سے حاصل کر لیں اور اس کے بعد بھی وہ صلح نہ کر لیں تو ان کے علاقے میں درائیں لیکن ہر دو رو سا کا اپنے اپنے مستقر حکومت پر رہ کر ایسے معاہدہ کا جلد اور حسب مراد ملے پانا غیر ممکن تھا اس لئے دونوں فریقوں نے یاد گیر کے قریب دریائے بھیرا کے کنارے اس کی تکمیل کی قرارداد کی چنانچہ نظام علی خان ۱۲ ربیع الاول ۱۱۹۵ھ (۶ فروری ۱۷۸۱ء) کو حیدر آباد سے نکل کر یاد گیر روانہ ہوئے اس موقع پر ٹیپو سلطان کے خلاف عمل جارحانہ اختیار کرنے میں نظام علی خان کو بجانب حق قرار دینے کے لئے صاحب توڑک اصفیہ پہلے ٹیپو سلطان کی زیادتیوں کو

بیان کرتا ہے اور اس کے بعد نظام علی خان کی فہمائش چنانچہ وہ کہتا ہے کہ سید علی گاہ کے اوایل میں نیپو سلطان نے اپنا روپیہ (جو دولت میں وقتوں اور جس میں ان کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ شامل تھا) مسکوک کر کے میور کے علاقہ میں جاری کرنے کے علاوہ مالک محروسہ بندگان عالی میں بھی جاری کر دیا چنانچہ ایسا بہت سا روپیہ حیدر آباد میں بھی بچھڑا کہ وہ بچہ راج ہو گیا اور یہ خبر عام طور پر مشہور ہو گئی کہ وہ بندگان عالی کے مقابلہ میں خروج کر رہے ہیں ان کے مراسلات جو اسی زمانے میں بندگان عالی کی خدمت میں وصول ہوئے اس کی تائید کرتے تھے کہ خلاف رسم قدیم اور اپنے باپ کے طرز عمل کے خلاف انہوں نے مراسلات میں عرض کی مدعا لکھ مسابیانہ طریقہ پر خطوط لکھ بھیجے اور ان قلعہ جات و پرگنوں کو جنہیں ان کے باپ حیدر علی خان کھو بیٹھے تھے۔ لوٹ لاٹ کرویران کر دیا۔ دریائے شور کے زمینداران و رعایا کو معمولی حرکات و جرائم کے بہتان کے ساتھ ان کے ورثہ سے محروم کر کے علم ظلم بند کر رکھا تھا اس پر بھی قانع نہ رہ کر غنیم (انگریزی کمپنی) کے مقبوضات پر طرح طرح کے خاج از تقریر و تحریر مظالم برپا کر کے اکثر قلعے بھر جاسل کر لئے اور ہر طرف اپنی سلطانی کا شہرہ اور مظنہ قائم کر دیا تھا اور برہمنان پونہ وغیرہ کو جس جگہ پاتے و شکیں کر کے محنتوں کر دیتے اور انگریزوں کو بندرگا ہوں اور لن کے قلعوں میں سے قید و گرفتار کر کے آتش غضب میں جلاؤ اتے تھے ان مظالم کی اطلاع جب بندگان عالی کو گئی تو انہوں نے یہ نصیحت نامہ لکھا کہ مابودلت اب تک تمہاری بے اعتدالی و شوخی سے شرم پوشی کرتا ہے

اور چونکہ تمہاری بہمت بندگان عیسائیوں کے دفع کرنے اور غاصبوں کے خلاف کوشش میں مصروف رہی ہے ہم نے تمہاری مدد اور رعایت کو مقدم جانا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے مناسب یہ ہے کہ اپنے حرکات سے باز اگر راہ راست اختیار کرو ہم کو اُس عہد و پیمان کا پاس ہے جو ہمارے اور تمہارے والد کے مابین ہوا تھا انہوں نے تم کو ہماری حفظ و امانت میں سپرد کیا تھا اور ہم نے اپنی شمشیر خاص تمہیں مرحمت کی تھی اب بھی اگر اپنے حدود سے متجاوز نہ ہو تو حسب حال تمہاری رعایت کی جائیگی والا انچہ خواست ایزدی است بظہور می رسد۔ اس نصیحت نامہ کے بعد چندے انہوں نے ملک و مال سے دست تعدی کھینچ لیا لیکن پھر حسب سابق زیادتیاں شروع کیں مکرر پنڈت پردھان کے سر دلوں کے عرائض پر پیو سلطان کے خلاف مرٹوں سے اتحاد قائم کرنے کے لئے بندگان عالی ایت گیر (یا دیگر) روانہ ہوئے۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ (م ۸ مارچ ۱۷۸۴ء) کو بالاجی پنڈت عرف نانا پھر توپس نے باریاب ہو کر اپنا عندیہ بیان کیا گفت و شنید کے بعد بوقت رخصت بندگان عالی نے اپنے دست مبارک سے شمشیر با قبضہ مرصع و علی بند اور خنجر مرصع با علاقہ مکمل ان کی کمر میں لگایا جس پر پنڈت مذکور نے سر و قد کھڑے ہو کر تسلیات بجالائی۔ اور ایک اشرفی نذر گزرائی دوسرے روز پنڈت مذکور سوال جواب صلح نامہ کے تحت پھر حاضر دربار ہوئے۔ جہاں ۱۱۹۸ھ (م ۲۹ مارچ ۱۷۸۴ء) کو خود بدولت ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے پنڈت مذکور نے

ایک کو س آگے اگر حضور کا استقبال کیا اور ان ڈیموں میں جو حضور ہی کے لئے نصب کئے گئے تھے ان کو لجا کر بٹھایا اور بہت سارے جواہر گراں بہا اور اقمشہ اعلیٰ تندر کئے یہیں تکاجی ہو کر نہ بھی بندگانِ عالی سے ملاقات کی دفعات عہد نامہ کے طے پھرنے کے بعد مرہٹہ سرداروں کی نظر سے بندگانِ عالی کو پر قطف دعوت دیکھی جس میں ۱۳ جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (مہم امریکہ) کو علیحدہ صابرا دگان و امرارونق افروز بزم ہوئے اور ۲۲ جمادی الاول کو دریائے پیمرا کے کنارے سے نکل کر قلعہ ایت گیر کی سیر کی اور وہیں سکر جنگ قلعہ دار کی تذر قبول فرمائی اور ان کو جواہر سے سرفرا بھی فرمایا۔ اس کے بعد تکاجی ہو کر نہ بھی بندگانِ عالی کی ایک ضیافت علیحدہ کی۔ اس میں جن مرہٹہ سرداروں پر بندگانِ عالی کی جانب سے سرفرازیاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل شاہ تہجلی نے بتائی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل آٹھ نامور مرہٹہ سردار اس موقع پر موجود تھے تکاجی ہو کر۔ نانا پٹھنویس۔ ہری رام پھر گئیہ۔ کشن راؤ بلال۔ اپا بونت راؤ۔ گویند کشن سپر کشن راؤ۔ گویند راؤ بگونت۔ بونت راؤ نایب مود حاجی بھونسلہ بندگانِ عالی یہاں سے جب ۱۱۹۸ھ (مہم ۲۶ مئی ۱۸۱۷ء) کو حیدر آباد واپس ہوئے منازل واپسی میں بمقام دھنوارہ حضور کے ملاحظہ میں عہد نامہ ایت گیر پیش ہوا جس پر ۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (مہم ۵ ستمبر ۱۸۱۷ء) کو خود بدولت نے دستخط کر کے تکمیل کر دی۔ یہ عہد نامہ عہد نامہ ایت گیر کے نام سے موسوم ہے اس کی نقل ضمیمہ (ب) میں قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جائیگی۔

۱۰۔ اسی سفر میں ایک مقام پر کسی آوارہ گرد درویش نے ہندوی قوم پر دہشت کا کامی

فوج چمکاب میں بعض اس قوم کے افراد بھی تھے جن کو اس کی تلخ کلامی ناگوار گزری جس پر سپاہیوں میں خون ریزی ہو گئی اس واقعہ کی تفصیل ہم نے اپنی تصنیف مسوانح تیغ جنگ میں بتلائی ہے آخر تیغ جنگ (شمس الملک امیر اول پاکپانہ خاص) کی فہائش پر جھک کر چوکا اس واقعہ کے دوسرے روز سواری مبارک پالمور (معروف بہ محبوب نگر) پہنچی جہاں سے بنسازل طولانی طے مسافت کر کے ۱۲ شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۱۱ جون ۱۸۷۸ء) کو بنگالائی نخل حیدر آباد انگریزی کمپنی کو جب یہ علم ہوا کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کے مابین کوئی باہمی سمجھوتہ ہو رہا ہے تو اس اتحاد کو اپنے اغراض کے خلاف تصور کیا اور مرہٹوں کو بہ حیثیت سفر حیدر آباد روانہ کیا تاکہ اس باہمی اتحاد میں اگر کوئی امر انگریزی کمپنی کے مقاصد کے خلاف طے ہوا ہو تو اس کا دفع و خلع ہو جائے اور یہ بھی ان کے شریک مصلحت ہو جائیں اس موقع پر انگریزی کمپنی کو نظام علی خان سے جنگ برپا کرنے کے لئے ایک حیدر موجود تھا کہ نسبتاً کا انتقال ہو کر ایک عرصہ ہو گیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے گنٹور کو بموجب معاہدہ ۱۱۸۱ھ انگریزی کمپنی کے سپرد نہیں کیا تھا اس لئے اس موقع پر اپنے سفیر کو بھیجنے میں مصلحت تھی کہ ان کو اپنے خلاف ہونے نہ دیں چنانچہ مرہٹوں حیدر آباد پہنچ کر یکم شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۲۱ مئی ۱۸۷۸ء) کو حضور میں باریاب ہوئے اور منجانب شاہ انگلستان تحفے تحایف پیش کئے۔ وہ تقریباً دس چھینے حیدر آباد میں رکھ کر ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ (م ۱۲ اپریل ۱۸۷۸ء) کو واپس ہوئے۔

تعمد بادای کا محاورہ | ایست گیر کے صلح نامہ کے بعد پیشوائے اودھر اپنے سرداروں کے نام فرمایا فوج کے احکام دیئے اور اودھر نظام علی خان نے اس کے بعد اپنی فوج کے ساتھ پونہ

پیشوا شیو سلطان کی حدود کی طرف بڑھے اور نظام علی خان بھی ۲۳ محرم سنہ ۱۱۳۲ھ (م ۳۶ نومبر ۱۷۱۹ء) جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہونے کی غرض سے حیدر آباد سے نکل کر عید گاہ جدید کے پاس خمیہ زن ہوئے۔ ان ایام میں تیغ جنگ کے فرزند کی تسمیہ خوانی ہو رہی تھی جس کی تکمیل یہیں کر کے ۸ صفر م ۱۱۳۲ھ سمبر کو آگے بڑھے اور منزل فہرل اودگیر سے ہوتے ہوئے ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۲ھ (م ۱۳ اپریل ۱۷۱۹ء) کو قلعہ بادامی کے محاصرے میں مہڑہ سواروں کے شریک ہو گئے۔ محاصرہ کا دوران بڑھنے لگا تو نظام علی خان اپنی طرف سے شرف الملک رفعت الملک، حشمت جنگ، راجہ تیج سنگہ، کنور جودھ سنگہ، کنویدج سنگہ، کنور نذر سنگہ، رستم باندھو، محمد لدھی خان، سوائی خان، داؤد خان وغیرہ کو تیس ہزار سوار جہاز کے ساتھ محاصرہ پر چھوڑ کر خود آپ بلدہ حیدر آباد واپس ہوئے جہاں ۱۹ رجب سنہ ۱۱۳۲ھ (م ۸ مئی ۱۷۱۹ء) کو پہنچے۔ قلعہ ادھونی کا محاصرہ | قلعہ بادامی کا محاصرہ حسب بیان نشان حیدری تو مہینے رہا آخر برضا مندی قلعہ دار اس پر قبضہ ہوا جس کے بعد متحدین کے سرداروں نے قلعہ دھاروار، جالی پل، گنجد گڑھ، نول کنڈہ، نرگوندہ وغیرہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا جب شیو سلطان کو اس کی اطلاع ملی اور ان کو یہ معلوم ہوا کہ اس نواح کے زمیندار اور پالیگا ر متحدین سے متفق ہو گئے ہیں تو اس سمیت پیش قدمی کرنے سے باز رہے انہوں نے اپنی فوج جہاز کے ساتھ قلعہ ادھونی کا رخ اختیار کیا یہ قلعہ بسالت جنگ کے فرزند ہابٹ جنگ کے زیر تصرف تھا جو نظام علی خان کے بھتیجے (فرزند بسالت جنگ) بھی تھے اور داماد بھی۔ انہوں نے شیو سلطان کے پاس اپنے

دیوان اسد علی خان کو روانہ کیا تاکہ ان کا عندیہ معلوم کرے اور اگر ممکن ہو تو مناسب شرائط کے ساتھ ان سے مصالحت کی بنیاد قائم کرے لیکن ٹیپو سلطان نے کسی شرط صلح پر رضامندی کے اظہار کے عوض ان سے کہا کہ نظام علی خان کی مخالفت کی وجہ سے وہ اس قلعہ (ادھونی)

پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اگر جہابت جنگ خود ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہو کر باہمی صلح کر لیں تو پھر ان کو ان سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ لیکن جہابت جنگ نے اس کو تسلیم نہ کیا اور متحصن ہو گئے ٹیپو سلطان نے قلعہ ادھونی کا محاصرہ کر لیا اس کی اطلاع نظام علی خان کو ملنے ہی

انہوں نے تیغ جنگ اور اسطو جاہ کو اپنے بھائی ہمایوں جاہ (میرغل علی خان) کی رکاب

میں ٹیپو سلطان کے مقابلے کے لئے ادھونی روانہ کیا۔ ہر دو امیر ہمایوں جاہ کی رکاب میں

غزہ شعبان ۱۲۰۸ (م ۲۰ مئی ۱۷۹۶ء) کو حیدر آباد سے نکل کر بکوچ ہائے طولانی مضافات

ادھونی میں پہنچے اس خبر کے ستمبر ہی ٹیپو سلطان محاصرہ چھوڑ کر شاہ ڈنگر کی بہاری پر جا

ٹھہرے اور اس تازہ دم سرکار عالی کی فوج پر چھاپے مارنے لگے۔ دو ایک خفیف مقابلے

بھی ہوئے جس میں سے ایک میں نظام علی خان کی افواج کو کامیابی ہوئی آخر اسطو جاہ و

تیغ جنگ نے جہابت جنگ کو ان کے زمانے اور خاص خاص متعلقین کے ساتھ قلعہ

ادھونی سے نکال کر معقول بدرقہ اور فوج کے ہمراہ رانچور روانہ کر دیا۔ قلعہ مذکور کو خالی پا کر ٹیپو سلطان

کی افواج نے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس اثنا میں بعض بداندیشوں نے یہ افواہ اڑائی کہ جہابت جنگ کے دریائے

کرشنا پارہوتے وقت ٹیپو سلطان نے اپنی بے شمار فوج کے ساتھ حملہ کر دیا جس سے

پریشان ہو کر تیغ جنگ وار سطوجاہ میدان جنگ سے سرسیمہ نکل گئے حالانکہ یہ دونوں امراء ہبابت جنگ کو دریا پار کر کے آپ ہری رام پٹھکیہ کے ساتھ کپل بہادر بندہ روانہ ہوئے تھے نظام علی خان نے اس خبر سے پریشان ہو کر ان ہر دو امراء کو لکھا کہ اپنے چند سرداروں کو مرہٹہ فوج کی کمک کے لئے چھوڑ کر جلد تر حاضر خدمت ہو جائیں جس پر انہوں نے شرف الملک، اعتقاد الدولہ، رفعت الملک، سردار الدولہ، رائے بہار امل، جنماراجہ وغیرہ کو تیس ہزار سوار جبار کے ساتھ وہیں چھوڑ دیا اور آپ خود واپس ہو کر ۲۳ ذیقعد ۱۲۰۰ (۲۸ اگست ۱۷۸۶ء) کو حاضر حضور ہوئے۔

قلعہ شاہ فور پر متحدین کا حملہ | ہری رام پٹھکیہ اور افواج سرکار عالی نے بہادر بندہ پنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور تین چار ہی دن میں اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ چاہتے تھے کہ کپل کے قلعہ کو بھی فتح کر لیں لیکن ٹیپو سلطان نے اوصوفی سے سیدھا اسی طرف کا رخ اختیار کیا اور قریب پہنچ کر متحدہ افواج پر شیخون مارا چونکہ اطراف پہاڑیاں تھیں اس لئے افواج سرکار عالی اور مرہٹہ کو نقصان پہنچا۔ جہاں سے متحدہ فوجیں آگے بڑھ گئیں اور قلعہ شاہ نور پر چلے کا ارادہ کیا اس نوبت پر راجہ ہو لکر بھی نہیں ہزار سوار کے ساتھ متحدین سے آئے تھے یہاں کا قلعہ ارعلیم خان (ٹیپو سلطان کا بہنوئی) افواج متحدہ سے مل گیا تھا لیکن ٹیپو سلطان نے سنبھلے کا موقع نہ دیا اور ایک دم ناخست کر کے چوبیس گھنٹے ہی میں اس قلعہ پر قبضہ کر لیا اب ہری رام پٹھکیہ نے سریرنگ پٹن پر چلے کا ارادہ کیا ٹیپو سلطان بھی ان افواج متحدہ کے پیچھے پیچھے دو تین کوس فاصلے پر ساتھ رہے اور موقع موقع چلے کرتے رہے پیچھے سے

اس کے نکل کر غنیمت کو روکنے کے لئے کوئی مناسب راستہ یا موقع ٹیپو سلطان کو نہ ملا یہاں تک کہ ایک پہاڑیوں سے گھرے ہوئے تنگ مقام میں متحدین کی افواج پہنچیں یہاں جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ اس مقام ٹیپو سلطان نے افواج متحدہ پر شیخون مارنے کی تیاری کر لی ہے اس اطلاع پر یہاں سے جلد تر نکل جانے کی تجویز ہوئی لیکن آگے بڑھتے بڑھتے رات ہو گئی آخر ٹیپو سلطان نے حملہ کر دیا بہتر از خرابی افواج متحدہ اس تنگ و تاریک مقام سے نکلیں بہت سارا مال و متاع ٹیپو سلطان کو غنیمت میں ملا جب یہاں سے نکل کر متحدہ فوجیں ہڈاؤں کے قریب پہنچیں تو ٹیپو سلطان نے نہایت تیزی سے اس قلعہ پر قبضہ کر کے گولہ باری شروع کر دی۔ اس کے بعد جب ٹیپو سلطان کو ہری رام پٹھان کے غم مصمم کی خبر ملی کہ وہ سر ریگن پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو انہوں نے صلح کی سلسلہ جنابانی کی آخر ہر سال پینسٹھ لاکھ روپے بطریق چوتھ ادا کرنے پر صلح ہوئی جس کے بعد تمام فوجیں اپنے اپنے مقام و مرکز کو واپس ہوئیں

تنخواہ جاگیر کے نسبت احکام جس عہد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں اس میں تنخواہ جاگیر سے جو لوگ سرفراز ہوتے تھے ان کا فریضہ تھا کہ جتنے جوانان و سوار کی عہدہ داری کے عوض ان کو تنخواہ جاگیر ملی ہوتی تھے انہوں اور سواروں کا ہمیشہ ملازم رکھنا اور ان کی تنخواہ اس جاگیر سے ادا کرنا ان پر لازم تھا۔ لیکن اکثر عہدہ داروں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ وقت ضرورت مقررہ سوار و جوانوں کو مامور کر لیتے اور بعد رفع ضرورت ان کو ہر طرف کر دیتے تھے اس طرح اپنی جاگیر سے ایک معتد بہ حصہ حاصل پچا لیتے تھے۔ اسطو جہا جب دیوان ہوئے تو انہوں نے اس کی مخالفت میں تاکیدی احکام جاری کئے آخر جنگ نہ کو برس فراغت پانے لگے

انہوں نے ایسے عہدہ داروں اور جاگیرداروں کو حکم دیا کہ اب تک جو کچھ بھیت اس طرح کر لی گئی ہے اس سے درگزر کی جاتی ہے سال رواں کی بابت جو کچھ بھیت ہوئی ہو داخل سرکار کر دی جائے اور آئندہ مقررہ تعداد ملازمین کی مامور رکھی جائے اس حکم سے موہن راؤ پننگلیہ (جاگیردار و دروہ) نے انحراف کیا تو ۱۲۰۲ء میں اس کی جاگیر ضبطی کے احکام جاری کئے گئے جس پر وہ اپنے علاقہ میں فوج کثیر فراہم کر کے آمادہ پیکار ہو گیا اور اطراف کے علاقہ سرکاری پر دست برد شروع کر دی نظام علی خان نے اس کی تادیب و سرکوبی کے لئے قلعہ دارا و دیگر سزاوار الدولہ اور راجہ بہار امل کو مامور کیا۔ موہن راؤ پننگلیہ نے تاب مقاومت نہ لاکر راہ فرار اختیار کی اور قلعہ و دروہ پر سرکار عالی کا قبضہ ہو گیا۔

۱۲۰۲ء میں سرکار ایلگینڈل و ورنگل و میدک وغیرہ بعنوان تہدار اجنادہ سیکھ کے سپرد کئے گئے تھے زمیندار چنور (جو قوم بلیمہ سے تھا) ایلگینڈل کے تحت تھا اس نے راجا و سیکھ کے احکام کی نہ صرف خلاف ورزی کی بلکہ اس کے ساتھ بد اخلاقی سے بھی پیش آیا جس پر و سیکھ نے بندگان عالی سے اس کی تنبیہ کئے لئے اجازت اور مدد چاہی خود بدولت نے راجہ بہار امل تیجونت بہادر کو اس کی کمک پر مامور کیا و سیکھ مذکور اور راجہ بہار امل نے متفقاً اس پر حملہ کر کے اس کے قلعہ کی بیرونی ضعیف پر قبضہ کر لیا جس کے پاس ہی آب نوشیدنی کے چشمے تھے ان چشموں کے قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے راجہ چنور اور تمام قلعہ وٹے پریشان ہو کر صلح پر آمادہ ہو گئے۔ راجہ بہار امل اور اجنادہ سیکھ نے قلعہ پر قبضہ کر کے سڑک پیش کردہ کو منظوری کی خاطر بندگان عالی کے ملاحظہ میں روانہ فرمایا۔ اس طرح کی تحریک پر علی حضرت نے حکم کیا کہ راجہ چنور کو طلب کر کے قلعہ محمد نگر میں قید کر دیا جائے۔

سفارتِ جانِ کناوے

کمپنی نے اپنی طرف سے کپتان جان کناوے کو سفیر بنا کر حیدر آباد روانہ کیا وہ یہاں پہنچ کر ۲۹ شعبان ۱۲۸۲ھ (۲ اگست ۱۸۶۵ء) کو حاضر دربار ہوئے اور کمپنی کی طرف سے تحایف نذر گزارنے اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا کا تصفیہ کیا جائے اور سرکارِ گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ کمپنی کے قبضہ میں دیدیا جائے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۱۹۳ھ (۱۷۸۹ء) میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بسالت جنگ سے کیا تھا وہ نظام علی خان کی بغیر اطلاع ہوا تھا اسی وجہ سے انہوں نے خیال کیا کہ ۱۱۸۱ھ (۱۷۶۷ء) کا عہد نامہ فسخ و منسوخ ہو گیا جب ۱۱۹۶ھ (۱۷۸۱ء) میں بسالت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہد نامہ ۱۱۸۱ھ سرکارِ گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو عہدہ دارِ نظام نے ۱۱۹۶ھ کے عہد نامہ کے انفسلخ کے تصور پر ان کی قراحت کی جس کے رفع کرنے اور اس پیشکش کے بقایا کی نسبت جو کمپنی پر واجب الادا تھی کوئی سمجھوتہ کرنے کی غرض سے جان کناوے مامور ہوئے تھے۔ ان کے حاضر دربار ہونے کے بعد نظام علی خان نے گنٹور پر قبضہ دیدینے کا حکم دیدیا لیکن بقایا پیشکش کے تصفیہ کا انحصار گورنر جنرل کی رائے پر منحصر رکھا گیا جس کے لئے ریاست حیدر آباد سے میر ابو القاسم (میر عالم) کو حبثیت سفیر حیدر آباد اور منصبداروں کے ساتھ کلکتہ روانہ کیا گیا۔ ان کی جو کچھ آؤ بھگت وہاں ہو

اس کا تفصیلی ذکر ہم نے اپنی تصنیف 'میر عالم' میں کیا ہے صاحب توڑک آصفیہ کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں میر عالم کو سفارت کلکتہ پر روانہ کیا گیا اسی زمانہ میں حافظ فرید الدین خان کو ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کیا گیا۔ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جان کناوے کی سفارت پر یہ لازم تصور کیا گیا کہ ٹیپو سلطان سے کوئی مفاد ہمت ہو جائے کہ پیش پا افتادہ معاملات میں اگر کمپنی کے ساتھ کوئی سو فیہی پیدا ہو جائے تو اس کے مقابلہ میں ان سے ملک حاصل ہو سکے۔ میر عالم کی سفارت میں جو مسائل طے ہوئے اس کا اظہار ارل کورنوالس نے اپنے ایک خط مورخہ ۷ جولائی ۱۷۸۹ء مؤسومہ نظام علی خان میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حیثیت سے سی یو ایچ سن نے اپنے مجموعہ عہد نامہ جات میں شائع کیا ہے اس کا ترجمہ بطور خلاصہ یہاں لکھنا خالی از دہیچی نہ ہوگا۔

”۱۷۸۹ء (م ۱۸۱۰) کے عہد نامہ کے مطابق نہ نظام نے سرکار گنٹور کو کمپنی کے تفویض کیا اور نہ کمپنی نے ان کو پیشکش، نظام چونکہ ان دنوں اہم امور میں مصروف تھے اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی پیروی جب وہ ان امور سے فارغ ہو چکے تو رزیڈنٹ (جان کناوے) کو بھیجا گیا کہ سرکار گنٹور کی تفویض کے متعلق وہ نظام سے عرض کریں اور سرکار ان شمالی کی پیشکش کی بابت نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ کمپنی نظام کو پیشکش کا واجب بقایا، ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آئندہ بھی بروقت ادا کرتی رہے گی جب نظام نے سپردگی گنٹور کا حکم جاری فرما کر دوستی و خیر اندیشی کا ثبوت دیا، تو کمپنی بھی ان سے مراسم مرعی رکھے گی۔“

”ہم نے ان مضامین عہد نامہ پر جن کے معانی مبہم اور مطالب صاف نہ تھے میرا بالقاسم (میر عالم) سے گفتگو کی (پیشکش کی) ادنیٰ بقایا کی ضمانت داخل کرنے اور سرکار ان شمالی کے ایک حصہ کو مکفول کرنے سے میرا انکار اس لئے واجب تھا کہ انگریزوں کی راستبازی اور قول و قرار کی پابندی ہی خود اس کی ضامن ہے۔“

نظام علی خان نے تجدید عہد نامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق ارل کورنوالس اسی خط میں یہ لکھا کہ میں نے اکثر مواقع پر کپتان کناوے کی معرفت اور میرا بالقاسم کی زبان سے بھی کہلا بھیجا ہے اور آغاز تحریر میں بھی یہی درج کیا ہے کہ عہد نامہ ۱۷۶۷ء (۱۱۸۱ھ) کی تعمیل ہو اور ہمیشہ آپ سے دوستی و اتحاد قائم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے اور پیچیدہ شرائط معاہدہ کی صراحت سے یقین ہوا ہو گا کہ میں صدق و صفا کی بنیاد پر ہر ایک امر کا تصفیہ کرتا ہوں مگر یہاں مجھ کو یہ اعتبار مباحثہ میرا بالقاسم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب تک کوئی معقول وجہ عہد نامہ کی تجدید کی نہ ہو اس وقت تک ہمارے ملک کے آئین اور انگلستان کے بادشاہ اور کمپنی کے احکام اور زیر قوم انگریزی کی ایمان و حرمت مانع تجدید عہد نامہ ہیں اس لئے تبدیل یا تجدید عہد نامہ مذکور کو میں نے قبول نہیں کیا اگرچہ عہد نامہ کی تجدید کو منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ میرے اس اقتدار کے لحاظ سے جو شاہ انگلستان اور انگریزی پارلیمنٹ نے مجھ کو عنایت کیا ہے میری اسی تحریر کو مثل عہد نامہ تصور فرمائیں کیونکہ یہ خط منظور کو نسل ہے اور اس سے زیادہ تصریح کے لئے آپ میرا بالقاسم دریافت کریں جن کو میں نے اس تمام گفت و شنید میں آپ کا وفادار صادق اور باخبر و

غیر خواہ ملازم متبرعہ و معتد تصور کیا ہے.....“

میر عالم کلکتہ سے یحیٰ اور بقا بادیہ پشکیش کے منجملہ نولاکھ سولہ ہزار چھ سو پینسٹھ روپے گیارہ آنے کی تین ہندویاں اور قیمتی جواہر و تحایف کے ساتھ ۲۶ جمادی الاول ۱۲۰۳ھ ہجری (۲۲ فروری ۱۷۸۷ء) کو حیدر آباد داخل ہوئے اور بار بار بایں حضور ہو کر ندیش کی اوتھے کزرا ۱۲۰۳ھ کا جشن لگے | نظام علی خان نے قلعہ گو لکنڈہ میں ایک نیا مکان تعمیر کرایا

اس زمانے میں اسی میں فروکش تھے چنانچہ میر عالم کی نذر بندگانعالی نے اسی مکان میں لی۔ نئے مکان کی گھر بھرائی کی تقریب میں یہاں ایک مینا بازار قائم کیا گیا جس میں اقسام کے نفایس و جواہر ہاتھی گھوڑے بغرض خرید و فروخت ہتھیا کئے گئے تھے چھوٹے بڑے امیر امراء اور خود بدولت اس میں حصہ لیتے رہے انہیں دنوں میں ایک پالتو بندر بندگانعالی

کا ہاتھ کاٹ لیا۔ یہ زخم ایک ہمدینہ تک رستا رہا اس کے اندمال کے بعد غسل صحت و سا لگمہ کے جشن کی تیاری شروع ہوئی جس کا تمام اہتمام ارسطو جاہ کے تفویض کیا گیا ابھی جشن شروع ہونے نہ پایا تھا کہ سردار ایک ناگوار واقعہ پیش آگیا وہ یہ کہ ارسطو جاہ ہی کے علاقے ایک جمعدار سہمی حیدر علی بیگ کی جاگیر عرصہ سے ضبط تھی قرض بڑھ گیا تھا قرضخواہوں کے تقاضہ سے تنگ آ رہا تھا اور سپاہی اپنی اپنی تنخواہوں کے وصول پانے کے لئے علیحدہ دق کر رہے تھے آخر غید الفط کی نذرین پیش کرنے کے حیلے اپنے ہمراہیوں کو لیکر حاضر دربار ہوا اور بندگانعالی کے آگے بڑھ کر ہمراہیوں کو نذر کے لئے پیش کرتے کرتے

اپنی کٹار نکال لی اور ہاتھ آگے بڑھا کر کہنے لگا کہ ”مجنور یا تو مجھے اس کٹار سے فوج کرو یا
یا مقدمہ جاگیر و تنخواہ سپاہ کا فیصلہ فرمائیں“ اسطو جاہ درمیان آکر کٹار چھیننے لگے اس کشمکش میں
اُن کا ہاتھ زخمی ہو گیا خون بہنا دیکھ کر اُن کے ہونواہ جمعدار اور اس کے چڑھیوں پر ٹوٹ
پڑے ہنگامہ میں جمعدار معہ چند ہمراہیوں کے قتل ہو گیا اور بعض جوان زخمی ہو گئے اسطو
کا زخم مندمل ہونے تک جشن سا لگرہ ملتوی ہو گیا آخر اوایل ماہ ذیقعدہ میں ٹہمی صوم
جشن منایا گیا اس تقریب کے لئے پانچ لاکھ روپے کی منظوری ہوئی تھی۔ اسطو جاہ نے
ایک لاکھ کئی ہزار ساچے موتیوں سے تیار کیا ہوا ملبوس خاص بندگان عالی کی ہند کیا اس جشن
میں صاحب توزک آصفیہ نے ایک اردو قصیدہ پیش کیا جس کا ہر ایک مہرج مادہ تاریخ
تھا افسوس ہے کہ یہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا۔

سفارت منجانپوٹو سلطان

قبل ازین ریاست حیدرآباد سے حافظ فرید الدین خان بہشتیت سفیر ٹیپو سلطان کے پاس قیام اتحاد کی غرض سے روانہ کئے گئے تھے وہ ۲۴ سالہ میں سررینگ پٹن سے واپس آئے۔ ان کے ہمراہ ٹیپو سلطان کے ایلچی محمد غیاث و قطب الدین خان و علی رضا خان ٹیپو سلطان کے خط اور تحائف لیکر آئے اور باریاب حضور ہوئے نظام علی خان چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے بھی اتحاد قائم کر لیں اور ٹیپو سلطان بھی اس تحیل سے متفق تھے لیکن اس خیال سے کہ باہمی تعلقات میں مزید استحکام ہوا نہوں نے نظام علی خان کے ساتھ سمجھاوے کے رشتہ اتحاد کے قیام کی تحریک کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس وقت برسرِ دربار سفیروں نے اس مسئلہ کو پیش کیا تو نظام علی خان کے چہرے سے رضا مندی کے لہجہ پیدا ہو رہے تھے جن کو ٹیپو سلطان کے اُن مخالفین نے جو حاضر دربار تھے محسوس کر کے محل میں اس کی اطلاع کرا دی اور ٹیپو سلطان کی غیر واقعی برائیوں کو بھی گوش گزار کر دیا جس پر محل میں ایک بے چینی پیدا ہو گئی اور قبل اس کے کہ سفرا ٹیپو سلطان کو کوئی تشفی بخش جواب دیتے نظام علی خان کو محل میں جانا پڑا۔ جہاں محلات نے ٹیپو سلطان کی سنی سنائی برائیوں کو دہرا کر اس رشتہ سے ناراضی ظاہر کر دی جس سے بندگانِ علی سخت متاثر ہو گئے اور باہر آکر اس پیغام کو اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ وہ ایک

ادنی انایک بچے کے ساتھ قربت قائم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی نظام علی خان نے اپنے ان ممالک کے قبض و تصرف کا سوال پیش کر دیا جن پر بیرونی سلطان متصرف تھے۔ اس انکار سے انگریزی کمپنی کا بڑا فائدہ ہوا۔ اس واسطے کہ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ دکن ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا کوئی ٹریس اپنے نواحی رئیس سے متحد رہے تاکہ ہر دو کی باہمی مخالفت سے فریق ثالث (انگریزی کمپنی) کو اس کا فائدہ حاصل ہو اس سفارت کے جواب میں ارل کورنوالس کے ایک خط موسومہ میر عالم یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کے ایلچیوں کے ذریعے کسی اقرار نامہ کی تجدید کا مسئلہ بندگانہ عالی کے حضور میں پیش ہوا مگر ان سفیروں کے کلام کے شاق گزرنے سے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی جب ٹیپو سلطان کے سفیروں کو یہ معلوم ہوا کہ بندگانہ عالی بنفس نفیس ٹیپو سلطان سے جنگ اور اپنے مقبوضات کو حاصل کرنے کے ارادے سے نکل رہے ہیں تو انہوں نے موید جنگ کے ذریعے اس امر کا اقرار کیا کہ قلعہ گتئی سے سرحد قلعہ سرائک وہ تمام سرکار اور پرگنہ جو تنخواہ و سپاہ کے عوض میں ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پیشتر سے ان کے تصرف میں تھے حضور بندگانہ عالی کو تفویض کر دیں گے۔ اس غرض کے لئے جلد تر اپنے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت مانگی جس پر ان سفیروں کو جاگیر و منصب کی توقع دلائی گئی اور اجازت واپسی دیدی گئی وہ موید جنگ کے ہمراہ واپس روانہ ہوئے تاکہ ٹیپو سلطان سے حکم حاصل کر کے اس علاقہ کا قبضہ ان کو دلا دیں۔

علاقہ میور کی طرف پیش قدمی کرنے کی غرض سے نظام علی خان معہ فوج و خدمت و چشم حیدر با
 سے غزہ و جبہ لکھنؤ (۱۷ مارچ ۱۸۶۹ء) کو نکلے اور گوردھند اس کے بلوغ میں قیام فرمایا۔
 سفر ایچو سلطان کے جانے کے بعد ان کے قول و قرار کے نتیجہ سے آکا ہی پانے تک بند نہ
 کو یہیں ٹھہرنا پڑا۔ دوران قیام میں ہر روز پایگاہ کی گاڑیوں کی فوج کا تماشا ملاحظہ فرماتے رہے
 آخر ایک مہینہ کے بعد جب یہ اطلاع ملی کہ شیو سلطان کا سفیر قطب الدین خان گئی پہنچ کر اپنے
 وعدے سے منحرف ہو گیا تو بندگان عالی گوردھند اس کے بلوغ سے نکل کر دریائے کرشنلی
 سمت : اہی ہوئے۔

معادہ نظام علی خان کمپنی انگریزی

جس زمانے میں ٹیپو سلطان کے سفیر حیدر آباد آئے انگریزی کمپنی کے وکیل جان کینگا بھی یہاں تھے اور چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کے خلاف نظام علی خان کے ساتھ کوئی معاہدہ تکمیل پائے ٹیپو سلطان سے انگریزوں کی مخالفت کے جملہ وجوہ میں ایک بدیہی کہ وہ انگریزوں کی مخالف قوم فرانسیسیوں کے ساتھ متفق تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے اثرو قوت کے تحت اطراف کے راجاؤں اور زمینداروں پر حکمران بن کر اپنے دائرہ حکومت کو وسیع کر رہے تھے جس سے انگریزی کمپنی کے مقاصد متاثر ہو رہے تھے تیسری وجہ جو ان دونوں سے پیدا ہوئی اور سب سے زیادہ اہم اور منفعت بخش یہ تھی کہ ۱۱۹۶ھ (۱۷۸۲ء) میں انگریزوں نے میسور کے معزول راجہ کی بیوی کے نام سے ترمل راؤ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ انگریزی کمپنی ٹیپو سلطان سے ملک حاصل کر کے رانی یا اس کے متبئی لوگ دی نشین کر دے۔ اس مقابلہ میں جب انگریزی فوج ٹیپو سلطان کو کو میسور اور اس کے مضافات سے نکال دیگی تو رانی کی طرف سے تین لاکھ پلوں کو

۱۷۸۲ء یہ ایک برہمن اور میسور کی رانی کا وکیل تھارا رانی میسور میں ٹیپو سلطان کے زیر نگرانی تھی اور اس کا وکیل ترمل راؤ تھا اور

راجہ کے پاس رہتا تھا عدوٹن مجموعہ عہد نامہ جات مشایخ سن کو اس امر کا قرار ہے کہ اس عہد نامہ کی تکمیل کی کوئی اطلاع رانی صاف

دئے جائیں گے اور جب انگریزی فوج بالاگھاٹ پر چڑھانی کر کے بورم پر قابض ہو جائیگی تو مزید ایک لاکھ گلوڈ ادئے جائیں گے۔ اور جب میسور فتح ہو کر رانی یا اس کے متبنی کو دیدیا جائے گا تو اور ایک لاکھ گلوڈ اکپنی کو دئے جائیں گے۔ اور جب سررینگ پٹن فتح ہو جائے گا تو اور پانچ لاکھ گلوڈ ادئے جائیں گے اس کے بعد جس روز رانی یا اس کا متبنی سررینگ پٹن میں گدئی نشین ہوگا اسی دن پانچ لاکھ گلوڈ اکپنی کو دئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد ہر سال پانچ لاکھ گلوڈ اکپنی کو دیا جائے گا جس کے عوض کمپنی نے حفاظت میسور اور فوج کے قیام کی ذمہ داری اپنے پر لے لی۔ اس معاہدہ کے تحت جو مفاد انگریزی کمپنی کو حاصل ہو سکتے تھے ان کے حصول کی بہت جلدی تھی انہوں نے دوسرے رؤسا کو بھی ٹیپو سلطان کی شکست و بربادی میں اپنا شریک بنانے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کو کام میں لایا۔ ٹیپو سلطان کے سفیروں کے حیدر آباد آنے کے بعد غالباً انگریزی کمپنی کے ہونٹوں کی سرگرمیاں بڑھ گئیں جن کی تائید سے انگریزی کمپنی کو کامیابی ہو گئی چنانچہ ایک معاہدہ نظام علی خان، پیشوا اور انگریزی کمپنی کے مابین طے ہوا۔ جس کے دفعات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محض ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ کرنے اور ان کے مقبوضات کے تقسیم کر لینے کی نسبت طے پایا ہے۔ یہی یو ایچ پی سن کے مجموعہ عہد نامہ جات میں موجود نہیں ہے لیکن اس کا ایک اصل مخطوطہ اور ایک مسودہ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے جس کو نقل کرنا یہاں بے محل نہ ہوگا۔

”قول و قرار دوستی اتحاد برائے دفع دشمن یعنی ٹیپو سلطان فیما بین سرکار کمپنی انگریز“

سرکار نواب مستطاب معالی القاب نواب آصفیہ بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار پیشوا سو
 مامور اونیہ پندت پردھان بہادر معرفت احترام الدولہ کپٹن جان کنوی بہادر و لاہور
 بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر کہ برائے انصار و
 انتظام جمیع امور و تمام بنادر ہندوستان متعلقہ کمپنی انگریز بہادر از جانب بادشاہ جم جہا
 و پابل منٹ گریٹ برٹن مامور اند بہادر موصوف مفوض گشتہ بموجب دفعات ذیل
 بعمل آمد ہر سہ سرکار بر آن ثابت و مستقل خواهند بود و شرایط مندرجہ آن بلا تفاوت از ہر سہ
 سرکار بعمل خواهد آمد۔

دفعہ اول - ہر سہ عہد نامہ ہائے سابق کہ از صلاحت جنگ مرسوم معرفت کرنل
 در ۱۷۵۷ء و از نواب معالی القاب نواب آصفیہ بہادر معرفت جنرل کلیو در ۱۷۶۷ء و معرفت
 کارپروازان چنیائین در ۱۷۶۸ء تحریر یافتہ و مکاتبہ گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر مرقومہ
 ہفتم ماہ جولائی ۱۷۸۶ء کہ بجائے عہد نامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آن دفعات کہ از
 روئے عہد نامہ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشند دوستی و ایمنی نسلاً بعد نسل فیما بین ہر یک
 از طرفین و قایم مقام طرفین بموجب عہد نامہ ہائے سابق بحال و برقرار۔

دفعہ دوم ٹیپو باہر سہ سرکار باوجودیکہ عہد داشت نقض عہد باہر سہ سرکار نمود
 ازین سبب این ہر سہ سرداران متفق شدہ غم نمودہ حتی المقدور تنبیہ او بعمل آرند کہ آیندہ
 برائے بد عہدی کردن در دطاقت نتواند ماند و چون ہر سہ سرکار در این ہم شریک اند ملکے
 کہ ازین ہم تصرف در آید مع آمدنی آن از وقت تصرف باخزاین و دفاہین معتد بہ میانی

و نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان کہ پنڈت معز برائے شرکت درین جمعہ و مامور کردن
فوج معقول اقرار نموده اند سہ حصہ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواہد یافت مگر تعلقا
پالیگراں مرقومہ دفعہ دہم از عہد نامہ فیما بین کمپنی و راؤ پنڈت پردھان کہ معرفت مسٹر مالٹ
قرار یافتہ و بخور معلی القاب فرستادہ شدہ و باز ازین جا رفتہ اگر مصلحت شرکار داخل تقسیم
نباشد مستثنیٰ از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان
در ملک ٹیپو داخل شدہ شروع بجنگ و تسخیر خواهند کرد اگر پیش از آن انگریز ملک از ٹیپو خلاص کنند
در آن حصہ ہر دوسرا نہایت ۔

دفعہ سیوم ۔ بوکلا و ہر سہ شرکار برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر این جمعہ
باشند پروا نگلی شود و نظر بر این کہ شرکارا موافقت و اتحاد ملی ہمہ گیر ہمیشہ بحال و برقرار نہ
قرار یافتہ کہ در صورتی کہ فیما بین دو شریک تکرار سے بمیان آید شریک سیوم کفیل باشد کہ
فیما بین ہر دو شریک واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور از روئے واجب
بر سبیل درستی رفع سازد ۔

دفعہ چہارم ۔ بیچ کس از شرکار بیچ سوال و جواب مملیجہ با ٹیپو نماید بلکہ ہر چہ بیچ
از طرف ٹیپو پیش کسے بیاید آن کس اطلاع بد گیران بدہد و مصالحہ با ٹیپو بے استرضائے ہر
شرکار بعین نیاید ۔

دفعہ پنجم ۔ اگر ٹیپو بعد مصالحہ ملک قدیم یا جدید از سرکار کمپنی یا سرکار نواب معلی القاب
یا سرکار راؤ پنڈت پردھان مصدر زخل و فساد گرو دینے ہر گاہ ابتداءے خلاصہ و فساد از نظر

ٹیپو باشد ہر ایک از شرکا و حفاظت و حراست ملک ہمدگیر از اذیت و بدعت او کفیل
خواہد بود و خواست اعتراضات حفاظت از ہمدگیر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم۔ تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سہ سرکار و مقبوضہ و متصرفہ رفاہ و متوسلا
ہر سہ سرکار کہ ہر ایک از شرکا بموجب دفعہ صد کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود و
آن تعلقات بعد انجام ہم مفصل نوشتہ شود۔

دفعہ ہفتم۔ این عہد نامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معالی القاب نزد
راؤ پندت پردھان و دلاور جنگ نزد سٹرالٹ برائے اطلاع ہر دو مقرر خواہند فرستاد
بعد از آن دو قطعہ مرزین بہر دستخط نواب معالی القاب پیش گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر
فرستادہ شود گورنر جنرل موصوف در عرصہ چہل و پنج روز یک قطعہ بہر دستخط خود کردہ پیش
دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصفیاء خواہند
نمود و قطعہ دوم را در دفتر کمپنی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعہ مہری و دستخطی گورنر جنرل موصوف
دلاور جنگ بہادر قطعہ مہری و دستخطی خود را از نواب معالی القاب واپس خواہند گرفت۔

یہ ممکن ہے کہ ایچی سن کو اس عہد نامہ کا کوئی نسخہ نہ ملا ہو اسی لئے وہ اس کو اپنے
مجموعہ میں درج نہ کر سکے بغیر اس عہد نامہ کے نسخہ کے اس عہد نامہ کی تکمیل نہیں
سکتی جو اس کے بعد ہی اس امر کے لئے پایا کہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے
منجانب نظام انگریزی فوج کو بگالہ سے طلب کیا جائے۔ اسی کے دفعہ پنجم میں عہد نامہ
مذکورہ بالا کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

”اچھے غنیمت بدست جمعیت ٹپالین ہائے مذکور آید داخل سرکار بندگانِ عالی خواہ شد
 سوائے خزانین و دفاین معتد بہ کہ بموجب دفعہ دوم عہد نامہ میان ہر سہ شرکاء تقسیم خواہد ^{افت} کیا
 اس عہد نامہ سے یہ امر صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ وہی عہد نامہ ہے جس کی
 دفعہ دوم کا حوالہ سن ۱۷۹۰ء کے عہد نامہ کی دفعہ پنجم میں درج ہے۔

جنگ میسور ۱۷۹۲ء عیسوی ۱۲۰۶ ہجری

ان معاہدوں کی تکمیل کے بعد میسور کی طرف پیش قدمی ہونے لگی اور جنگ کے لئے یہ چھتر نکالی کہ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے حلیف راجہ ٹراو کور کے قلعہ کرنکا نور پر قبضہ کر لیا۔ راجہ ٹراو کور کو جب اس قلعہ پر حملہ کی خبر مل گئی تو انہوں نے مدراس گورنمنٹ سے کمک چاہی لیکن اس گورنمنٹ کی امدادی کوشش غالباً اس جنگ میں کام نہ آسکی۔ آخر انگریزی فوج مدراس سے میجر جنرل میڈوز کے زیرِ نمان میسور کی طرف بڑھی انگریزوں اور نظام علی خان کے مابین ٹیپو سلطان کے خلاف تقریباً اسی زمانے میں وہ معاہدہ تکمیل پا یا جس کا ذکر قبل ازہیں کیا گیا ہے اسی معاہدے کے تحت وہ اپنی کثیر فوج کے ساتھ اپنے ممالک کے جنوبی حدود کی جانب روانہ ہوئے۔ دریائے کرشنا کے قریب قلعہ پانگل میں آپ خود قیام گزریں ہوئے اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو انگریزی امدادی فوج کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقبوضات پر حملہ کے لئے روانہ فرما دیا چنانچہ میجر ہیو منگامری اپنی انگریزی فوج کو لیکر اس سرکار عالی کی فوج کے ساتھ قلعہ کپل پر حملہ آور ہوا قلعہ دار محصور ہو کر مقابلہ کرنے لگا۔ یہ محاصرہ اس

ساتھ پہلے کوچین کے علاقہ میں تھا جس کو ٹیچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۶۶۸ء میں شمول قلعہ آیا کو پرتگیزیوں سے حاصل کیا تھا کہا جاتا ہے کہ راجہ ٹراو کور نے اپنے حدود ملک کی حفاظت کے لئے ان ہردو قلعوں کو ۱۶۶۸ء میں ٹیچ سے خرید لیا تھا جب ٹیپو سلطان نے کوچین کے علاقہ کو اپنے زیرِ نگین کر لیا تو انہوں نے ان قلعوں کے حصول کی کوشش کی۔

انگریزی سردار کی ناقابلیت کی وجہ سے چھ مہینے تک جاری رہا آخر ۱۷ اپریل ۱۷۹۱ء کو اس قلعہ کا قبضہ ملا اس وقت میجر ہیومننگامیری سرکار نظام کی امدادی فوج کی کمان سے علیحدہ اور ان کی جگہ کمپٹن انڈر وریڈان کے قائم مقام ہوئے تھے یہ فتح اسی افسر کی حسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ وہاں سے یہ فوج کڈپہ روانہ ہوئی اور ۵ ستمبر ۱۷۹۱ء (۱۶ محرم ۱۲۰۵ھ) کو گورم کندہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں کا قلعہ نہایت مستحکم اور بلند پہاڑی پر واقع تھا جب اوایل نومبر (اوایل ربیع الاول) میں لارڈ کورنوالس نے نزدیکی ورگ سے قلعہ شکن توپیں روانہ کیں تو کمپٹن ریڈ نے ان سے حملہ کر کے ۶ نومبر (۹ ربیع الاول) کو قلعہ کی بیرونی فصیل کو توڑ دیا اور اس کے بعد اس قلعہ پر قبضہ کر کے سرکار عالی کی افواج کے سپرد کر دیا بغضت کرنل لسن ہٹسری آف مدراس آرمی کے مولف کا بیان ہے کہ ۲۰ نومبر (۲۳ ربیع الاول) کو ٹیپو سلطان کے سرداروں نے اس قلعہ پر مکرر قبضہ کر لیا اور جس وقت انہوں نے قبضہ کیا ہے انگریزی امدادی فوج سرکار عالی کی فوج کے ساتھ نہیں تھی لیکن ہم کو اس انگریزی فوج کے غیاب کا یقین نہیں ہے اس واسطے کہ سرکار عالی کی فوج اور اس کی امدادی انگریزی فوج لازم و ملزوم تھیں کمپٹن ریڈ یا اس کی فوج کے خدمات اس دوران میں کہیں اور

۱۔ مدراس گورنمنٹ کی افواج انگریزی میجر جنرل میڈوز (گورنر مدراس) کے کمان میں والا جاہ آباد پہنچی تھیں کہ ٹیپو سلطان کے خلاف

جنگ میں خود حصہ لینے کے لئے ارل کورنوالس تھاتھ سے مدراس آئے اور میجر جنرل ریڈ کو طلب کر کے ان سے فوج کا جائزہ حاصل کر لیا جس کے بعد آئندہ فوجی پیش قدمی اور حملے ارل کورنوالس ہی کی موادیہ پر منحصر رکھے گئے۔

طلب بھی نہیں کی گئی تھیں اگر ایسا ہوتا تو ولسن اس کے وجود غیر حاضری کو ضرور بتاتا یا وہ مقام بتاتا جہاں وہ یا اس کی فوج بھیجی یا مستعین کی گئی تھی۔ محض عدم موجودگی بتا دینے سے یہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ اگر انگریزی فوج ہوتی تو اس قلعہ پرنسپل سلطان کا قبضہ نہ ہو سکتا بہر حال اس قلعہ پر ۲۵ دسمبر ۱۹۱۷ء (۲۸ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ) کو مکرر قبضہ حاصل کر لیا گیا۔

پرنسپل سلطان نے جب دیکھا کہ ان کے علاقہ میں چار طرف سے حملہ کیا جا رہا ہے تو مجبوراً ان کو دائرہ جنگ تنگ کرنا پڑا تاکہ اپنی مجموعی قوت کو ایک جگہ کر کے ہر مقابلہ کا جواب دیا جاسکے۔ چنانچہ وہ لڑتے لڑتے ہٹتے ہوئے اپنے دار السلطنت سررینگ پٹن پہنچ گئے اور اس کے اطراف کے ایک سو اٹھائیس دہمے اور بتریوں پر اپنی افواج کو تقسیم کر دیا۔ جب ارل کورنوالس بڑھتے ہوئے سررینگ پٹن سے قریب پہنچے تو برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا اور سامان رسد کی کمی اور بدقت فراہمی سے فاقہ کشی کی نوبت آرہی تھی اور حملہ میں تیزی کر کے لارڈ صاحب جنگ کو ختم کر نہیں سکتے تھے کہ مقابلہ بھاری تھا۔ اور ان کو اپنے ایک حلیف ہری پنت (سردار مرہٹہ فوج) کا انتظار تھا کیونکہ پیشوا کی فوج انہیں تحت انگریزوں کی مدد پر آرہی تھی اور یہ خبر نہیں تھی کہ وہ کدھر ہے اور کب تک آسکے گی اس لئے کورنوالس نے اپنی فوج کو بنگلور واپس ہونے کا حکم دیدیا۔ انگریزی فوج کے بنگلور واپس ہونے کی اطلاع ملتے ہی نظام علی خان نے اپنی سابقہ فوج کی کمک کے لئے میر عالم کو فریدون جے کے ساتھ بھیجا اور ان کے بعد ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء (۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ) کو اپنے صاحبزادے سکندر رجاہ کو بھی روانہ فرمایا جن کی رکاب میں اعظم الامرا اور دوسرے

امیر بھی اپنی اپنی فوج کے ساتھ تھے وہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۷ء (م ۳۰ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ) کو مقام
 ناگیر پر لارڈ کورنوالس سے ملے ختم بارش پر رل کورنوالس کی فوج سرکار نظام کی سابقہ فوج
 کے ساتھ بنگلور سے نکل کر آگے بڑھی اور ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ (م ۵ فروری ۱۹۲۷ء) کو
 سریرنگ پٹن کے متعادل پہنچی۔ سرکار عالی کی فوج سریرنگ پٹن سے چار کوس پہلے ایک نالے کے کنارے
 اتری جہاں سے داہنی جانب موتی تالاب تقریباً دو میل تھا۔ ۱۱ جمادی الثانی کی شب میں
 ہی ٹیپو سلطان نے فوج طلایہ پر چھاپہ مارا لیکن انگریزی فوج کی بیداری و ہوشیاری سے کوئی
 زیادہ نقصان پہنچا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ (م ۶ فروری ۱۹۲۷ء) کو انگریزی فوج نے
 ٹیپو سلطان کے دہدھوں پر شجون مارا ٹیپو سلطان نے قلعہ سریرنگ پٹن سے آٹھ ہزار گولے برسائے
 لیکن سب بے سود ثابت ہوئے۔ تمام تیروں اور دھدھوں پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔
 اب سریرنگ پٹن کے محاصرے کی تدبیریں ہونے لگیں فٹنٹ چامرس اور ناش کو
 (جنہیں دوران جنگ میں اسیر کر لیا گیا تھا) ٹیپو سلطان نے ۸ فروری ۱۹۲۷ء (م ۱۲ جمادی
 الثانی ۱۳۴۶ھ) کو رہا کر کے ان کے ذریعے ایک خط موسومہ رل کورنوالس روانہ کیا
 جس میں انہوں نے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی لیکن اس خط پر کوئی توجہ کرنے کے
 عوض یہ تصور کر لیا گیا کہ مصالحت کے حیلے میں ٹیپو سلطان اپنے حالات درست کرنے
 کے لئے وقت کمانا چاہتے ہیں اور اسی لئے سریرنگ پٹن کے محاصرہ کے لئے پیش قدمی
 ہونے لگی۔ حالانکہ اسی تاریخ ٹیپو سلطان نے اپنی تمام تیریاں جو دریائے کاویری کے پار تھیں

خالی کر دی تھیں۔ اس کے بعد بھی تقریباً دو ہفتے جا نہیں سے مقابلے ہوتے رہے۔

۲۲ فروری (۲۸ جمادی الثانی) کو ٹیپو سلطان نے علاقہ بمبئی کی انگریزی فوج پر ایک

پر زور حملہ کیا جو شام تک برابر جاری رہا جس میں طرفین سے بہت سارے کام آئے

اسی تاریخ پھر ٹیپو سلطان کی طرف سے مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور ابتدائی

شرائط صلح تجویز کر کے ارل کورنوالس نے ان کے پاس روانہ کئے جس کے یہ پانچ شرائط تھے

(۱) ٹیپو سلطان کے مقبوضات کا نصف حصہ متحدین کے سپرد کر دیا جائے۔

(۲) تین کروڑ تیس لاکھ روپے متحدین کو دیئے جائیں جن میں سے ایک کروڑ تیس

لاکھ روپے فوراً ادا کر دیئے جائیں اور باقی مساوی اقساط میں جس میں سے ہر ایک چار چار

ہینے سے زیادہ میعاد پر نہ پہنچے۔

(۳) ہر فرقہ صلح کی وہ رعایا جو حیدر علی خان کے زمانے سے دوسرے کے پاس

اسیر و محبوس ہے رہا کر دیا جائے۔

(۴) نامکمل و تعمیل شرائط مذکورہ ٹیپو سلطان کے دولٹر کے بطور یہ اعمال متحدین کے

پاس رہیں اور جب وہ متحدین کے پاس آجائیں تو جنگ موقوف ہوگی۔

(۵) جب ان شرائط مذکورہ کا اقرار نامہ ٹیپو سلطان کی ہرودستخط سے آجائے تو ایک

ایک نقل متحدین ثلاثہ کے پاس سے تکمیل کر کے بھیج دیا جائیگی اور بعد موقوفی جنگ ایک عہد نامہ

اتحاد حسب تجویز فریقین تکمیل کیا جائے گا۔

اس عہد نامہ کے بموجب ٹیپو سلطان نے اپنے فرزندوں (عبدالحق و معز الدین) کو

انگریزی کمپ میں روانہ کیا جس کے بعد ادائی رقم نقد اور ممالک مفوض شدنی کے مجموعہ کی تفصیل میں پندرہ سولہ روز کا توقف ہوا۔ ممالک کے جمع کامل کے صحیح افراد تیار کرنا وقت طلب تھا اس لئے اس میں تاخیر کا امکان بھی تھا لیکن نقد رقم کی ادائی میں جو توقف ہوا اس کے خاص اسباب معلوم ہوتے ہیں پہلے تو یہ کہ عہد نامہ مذکور میں رقم ادائی کی جملہ تین کروڑ تیس لاکھ بتائی گئی اور تفصیل ادائی جو اسی کے ساتھ بتائی گئی ہے اس سے اس کی جملہ میزان صرف تین کروڑ آتی ہے۔ اور صاحب توڑک آصفیہ نے فوری ادائی کی رقم ایک کروڑ پچاس لاکھ بتائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس رقم کی ادائی میں جو کچھ سونا اور اشرفیاں ٹیپو سلطان نے اوکیں اس میں نرخ کا اضافہ کر کے مجموعی رستم دو کروڑ شمار کیا جس کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا یہ ممکن ہے کہ ٹیپو سلطان نرخ میں اضافہ بتا کر زیادہ رقم کی ادائی کا ادعا کرتے ہوں لیکن عہد نامہ ابتدائی میں رقم کے لکھنے میں غالباً اچھی سے تسامح ہو گیا ہے اسی وجہ سے طباعت میں بھی غلطی ہو گئی ہے جس کی اصلاح بعد میں نہ ہوئی اس کو ہم جامع عہد نامہ حیات کا تسامح اس وجہ سے تصور کرتے ہیں کہ خود ریاست میسور کی تاریخ نشان حیدری میں بھی اس رقم کی مقدار تین کروڑ بتائی گئی ہے اور اسی قدر رقم کے حوالے مقبوضات کے تفویض کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ مجموعہ عہد نامہ حیات جلد دوم طبع ۱۹۱۹ء صفحہ ۲۳۲

۲۔ توڑک آصفیہ صفحہ ۲۵۱

۳۔ نشان حیدری صفحہ ۳۶۵

بہر حال عہد نامہ ابتدائی کے بعد ۱۸ مارچ ۱۷۹۲ء (م ۲۴ مہر جب ۱۲۰۶ھ) کو معاً آخر تکمیل پایا جس کی رو سے بقیہ امور کا تصفیہ ہوا اور اسی کی رو سے ان مواضع کی قرارداد ہوئی جو ٹیپو سلطان نے اپنے قبضہ سے علیحدہ کر کے متحدین کے سپرد کیا تھا اور ہر ایک فریق اتحاد کے حصہ میں اس کے حدود کے متصلہ مواضع آئے چنانچہ نظام علیؑ کے حصہ میں کڑپہ، تار پری، تار مری، بلاری وغیرہ آئے جن کا مجموعی محاصل تیرہ لاکھ سولہ ہزار چھ سو چھپٹھ گھوڑا سالانہ تھا۔

اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سکندر جاہ ۲ شعبان ۱۲۰۶ھ (م ۲۶ مارچ ۱۷۹۲ء) کو سربرنگ پٹن سے واپس ہوئے اور اسی روز ارل کو رنوالس بھی لوٹے راستہ میں کچھ دور ہمراہ رہے سکندر جاہ نے ارل صاحب مذکور و دیگر انگریز عہدہ داران کی دعوت بھی کی۔ اس دوران میں یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان پانگل میں مرض استسقا سے علیل ہو گئے جس کی وجہ سے حضور حیدر آباد واپس ہوئے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی سکندر جاہ و اعظم الامر منازل جلد جلد طے کرنے ہوئے بندگان عالی کے پہنچنے کے دوسرے ہی روز ۱۲ رمضان ۱۲۰۶ھ (م ۲ مئی ۱۷۹۲ء) کو حیدر آباد پہنچے اور فتح کی نذریں پیش کیں۔

جنگ کھڑلہ

کھڑلہ کی جنگ کے اسباب | تقریباً دس سال سے نظام علی خان نے پیشوا کو چوتھا اور سردار سیکھی کی رقم اور انہیں کی تھی پیشوانے اس کی ادائیگی کی نسبت توجہ دلانے کی غرض سے ۱۷۹۱ء (م ۱۲۰۰ھ) میں گویندر اؤ کالے اور گویندر اؤ ننگلے کو وکالتہ بھیجا نظام علی خان نے اس مطالبے کے جواب میں اپنے چوتیس مطالبات مرہٹہ ریاست پر قائم کر دیئے۔ جن میں اُن رقوم کی بابت بھی مطالبے تھے جو مرہٹوں نے ناجائز طور پر نظام علی خان کے علاقے سے حاصل کر لی تھیں۔ اور ان کے علاوہ اُن علاقوں کا حاصل بھی تھا جن پر وہ بلا استحقاق قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہیں مطالبات میں اُن نقصانات کا معاوضہ بھی تھا جو اُن کے زیر اثر ریڈاریوں کے حلوں سے نظام علی خان کے مقبوضات میں پہنچے تھے۔ ان مطالبات کے جواب میں مانافرنولیس نے اٹھائیس دلائل کے تحت اپنے مطالبات کو ثابت کیا جن میں سے بعض کو نظام علی خان نے تسلیم کیا اور بعض کو رد کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ جنگ میسور کے اختتام کے بعد ہی تصفیہ معاملہ کے لئے کسی شخص کو مقرر کر دیں گے اور غالباً اس موقع پر ان کا خیال تھا کہ وہ اس کے تصفیہ کے لئے انگریزوں کو ثالث بنائیں گے۔

مرہٹوں کے مقابلے میں انگریزوں کا نظام کی مدد انکار | ارل کورنوالس نے میسور کی جنگ کے بعد ہی

نظام علی خان اور پشواؤں کے ساتھ ایک معاہدہ بنام ٹریٹی آف کارنٹی (عہد نامہ کفالت) تجویز کر کے اپنی اعلیٰ گورنمنٹ میں پیش کیا جس کی رو سے بوقت ضرورت ہر ایک فریق کی مدد دوسرے کو لازم آتی۔ اس موقع پر گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ کسی جنگ میں جو آئندہ کبھی کسی ریاست سے ہوجی امداد کے لئے انگریزی کمپنی سے معاہدہ کرنے کے لئے نظام علی خان نے کوشش کی لیکن ہم ڈف کے اس بیان سے اس وجہ سے متفق نہیں ہیں کہ ۱۸۱۸ء (م ۱۲۸۰ھ) کے معاہدہ کی چھٹی شرط کی رو سے انگریزی کمپنی کے لئے جنگ کے وقت نظام علی خان کی فوجی مدد کرنا لازم تھا کیونکہ اس کی تنسیخ یا تبدیل کسی عہد نامہ مابعد سے نہیں ہوئی تھی نظام علی خان کے خلاف راجہ سندھیالی | جب مرہٹہ سرداروں کو یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی

کرنے والے ہیں تو ان میں سے راجہ سندھیہ نے بندگانہالی کے خلاف ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی شروع کی ٹیپو سلطان بہت خوشی سے اور بہت جلد ان کے ساتھ متفق ہو جائے لیکن اس وقت ان کی حالت نازک تھی ایک تو اس وجہ سے کہ حال ہی میں وہ اپنے اخراجات جنگ کو برداشت کر نیکی علاوہ صلح میں بھی ایک معقول رقم ادا کر کے بہت زیر بار ہو گئے تھے اور اپنے ملک کا نصف حصہ کھو چکے تھے اور دوسرے یہ کہ ابھی ان کے لڑکے (جو تعمیل عہد نامہ کے تحت انگریزی کمپنی کے حفظ و امان میں تھے) انگریزوں کے پاس سے واپس نہیں ہوئے تھے۔ ان وجوہ سے ٹیپو سلطان کو مرہٹوں کے ساتھ متفق ہونے میں نااہل تھا۔

نظام علی خان کی مدد سے جب انگریزوں کو اس کا علم ہوا کہ مرہٹہ سردار ٹیپو سلطان سے ریشہ فنی
 انگریزوں کے ہتھار کی وجہ سے کر رہے ہیں تو انہوں نے نظام علی خان سے کنارہ کشی کر لی جس سے
 یہ غرض تھی کہ دکن کے دیسی رؤساء میں سے ٹیپو سلطان کو کمزور ہو چکے تھے اب پیشوا اور
 نظام علی خان باقی رہے تھے اور دونوں میں باہمی مطالبات کی بنا پر یہ گمان تھا کہ کوئی
 جنگ ضرور ہوگی جس میں کسی ایک فریق کا دوسرے پر غالب آجانا اور فریق مغلوب کا کمزور
 ہو جانا اور ہر ایک فریق کا زیر بار ہونا متیقن تھا جس کے بعد کمزور فریق کی حمایت میں مقتول
 طور پر جلب منفعت کی توقع تھی۔ آخر سر جان شور نے جیتیت گورنر جنرل نظام علی خان اور
 پیشوا کے معاملات میں مداخلت کرنے سے ضراحتاً انکار کر دیا۔ سر جان شور کے جواب
 صاف سے قبل ہی میر عالم کو نظام علی خان نے سفیر بنا کر پونہ روانہ کیا تھا تاکہ مناسب
 طریقے سے پیش پا افتادہ معاملہ کا تصفیہ کریں اور اس تصفیہ میں اپنے شناسائیوں اور
 ملاقات کو کام میں لاکر وہاں کے انگریزی رزیڈنٹ مسٹر مالٹ وغیرہ سے بھی تائید حاصل کر لیں
 لیکن شدنی یہ تھی کہ باہمی جنگ ہو جس کے لئے اسباب بھی ایسے ہی پیدا ہو رہے تھے
 جب سر جان شور کی طرف سے جواب صاف مل گیا تو مرہٹوں کو اپنے مطالبات میں استبداد
 اور مبادرت کا موقع ملا چنانچہ ان کے وکلاء نے برسرور بار نظام علی خان سے تصفیہ
 مطالبات کا انفاضا کیا جس پر مدارالمہام وقت اسطو جاہ نے بری طرح تذکرات کی
 اور وکلاء کو جنگ کا الٹی ٹیم دے دیا۔

اب فوج کی فراہمی کی ضرورت تھی انگریزی کمپنی نے اپنی تائید سے تومہداس کی

اس لئے نظام علی خان نے اپنی فراموشی تعلیم یافتہ فوج میں (جوش ۱۷۹۶ء) سے موسیٰ ریلو کی کمان میں تھی) اضافہ کیا۔ یہ فوج جنگ ٹیپو سلطان کے زمانے سے پانچ ہزار سپاہیوں پر مہمہ عہدہ داران مشتمل تھی اب اس کی تعداد دس ہزار تک بڑھادی گئی۔ اور حسب بیان گلزار آصفیہ ارستوجاہ نے معقول رقم کے لالچ پر بہادری و جی سندھیہ کو اپنے ساتھ متحد کر لیا۔ جو اس زمانہ میں شاہجہاں آباد میں مقیم تھے جب ہندوستانی کو یہ اطلاع ملی کہ بہادری و جی سندھیہ اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی خاطر ہندوستان سے دکن آرہے ہیں تو وہ بھی ۲۷ شعبان ۱۲۰۵ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء) کو جنگ کے لئے حیدرآباد سے نکلے اور ۱۱ رمضان ۱۲۰۵ھ (م ۱۲ اپریل ۱۷۹۴ء) کو بیدر پہنچے۔ یہاں یہ اطلاع ملی کہ بہادری و جی سندھیہ کا انتقال ہو گیا جس سے خود ہندوستانی کو اور ان کے ساتھ ارستوجاہ کو بھی پیش پا افتادہ ہم کی نسبت فکر و تردد لاحق ہوا۔ ارستوجاہ نے بہادری و جی سندھیہ کے فرزند دولت راؤ سندھیہ کو اس کے باپ کی مراسلت کا اظہار کر کے اپنے ساتھ متحد کر لینا چاہا لیکن نانا پھڑ نویس کی تیزی اور چالاکی سے وہ ان کے ساتھ متفق نہ ہو سکا آخر وہاں سے تمام لشکر کے ساتھ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ (م ۲۴ دسمبر ۱۷۹۲ء) کو نکل پونہ کی سمت دریا کے کنارے کنارے بڑھنے لگے۔ پیشوا پونہ سے جوڑی ۱۷۹۵ء (م رجب ۱۲۰۹ھ) میں نکلے ان کے ساتھ جملہ فوج ایک لاکھ تیس ہزار تھی

۱۷ گلزار آصفیہ صفحہ (۸۴)

۱۷ صاحب گلزار آصفیہ بیدر سے نکلنے کی تاریخ ۱۲ شعبان ۱۲۰۹ھ بتاتا ہے جو قرین قیاس نہیں ہے۔

مختلف مرہٹہ سرداروں میں سے دولت راوند جیہ کی فوج کا بڑا حصہ باقاعدہ فوج پر مشتمل تھا۔ پٹاری قسرا ق علیحدہ تھے جو صرف بقی مقابل کے مقدمہ پر چھاپے مارنے کے لئے معین کئے گئے تھے۔ مرہٹہ سردار جیدارستہ سے ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود میں داخل ہونے لگے۔ اور ایک لاکھ دس ہزار سوار معہ ڈیڑھ سو ضرب توپ کے راست نظام علی خان کے مقابلے میں بڑھے۔

جنگ کی تفصیل | صاحب حدیقۃ العالم کا بیان ہے کہ ۲۵ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ (م ۱۸) دسمبر ۱۷۹۴ء کو پٹاریوں کے سوار سرکار عالی کی فوج سے قریب آگئے اور اطراف میں لوٹ مار چھادی۔ ۱۰ شعبان ۱۲۰۹ھ (م ۲ مارچ ۱۷۹۵ء) کو بندگان عالی کی فوج نے کوہ موہیری کے گھاٹ کو عبور کر کے پاشین گھاٹ کی ندی پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹ شعبان کو مرہٹہ فوج سے مقابلہ ہوا جس میں مرہٹہ سردار پررام بھاؤ زخمی ہوا۔ اور قریب تھا کہ مرہٹہ فوج کے قدم اکھڑ جائے لیکن عین وقت پرتنا زہ کمک مرہٹہ فوج کو مل گئی اور نظام علی کی حملہ کن فوج کو کمک نہیں پہنچی جس سے سرکار عالی کی افواج کو ہٹ آنا پڑا جس کے بعد مغرب تک مقابلے ہوتے رہے۔ آخر بعد مغرب نظام علی خان معرکہ جنگ سے درخواست کر کے قلعہ کھڑلہ میں (جو قریب ہی واقع تھا) اقامت گزیرے۔ گرانٹ

لے حدیقۃ العالم جلد ۸ صفحہ (۸۰-۸۱)

۱۷۲۔ یہ احمد نگر کے جنوب مشرق میں ۱۵ میل پر ایک موقع ہے جو مرہٹہ خاندان تباہ کر کے تعریف میں تھا موضع مذکور جنوب مشرق میں اس کا قلعہ واقع ہے جسے تباہ کر کے خاندان میں سے کسی نے ۱۷۵۵ء (م ۱۱) میں تعمیر کرایا تھا۔

تفصیل جنگ اس طرح بتائی ہے کہ پیشوا کی فوج کو موہیری پرا تر آئی جس کے بعد ہر پنت کے فرزند بابر او نے نظام علی خان کی فوج پر اس وقت حملہ کیا جب کہ وہ گھاٹ سے اتر رہی تھی لیکن وہ نقصان اٹھا کر پسپا ہوا جس کی خوشی میں نظام علی خان نے اسی شب دربار کیا اور فتح کی نذریں لیں۔ اس واقعہ کے دوسرے روز جب بندگان عالی کی افواج کھڑے سے پورندہ کی طرف بڑھنے لگیں تو ان کی داہنی طرف سے مرہٹہ فوج نے حملہ کر دیا جس پر نظام علی خان نے اپنے ہاتھی کو روک لیا اور فوراً اسد علی خان کے رسا کو رمیوں کی باقاعدہ ستہ ہزار کی فوج کے ساتھ مرہٹہ افواج پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پرمرام بھاؤ اس فوج کا مقابل ہوا۔ اس موقع پر مرہٹہ فوج کی ترتیب نقشہ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

نقشہ صفوف افواج مرہٹہ در جنگ کھڑلہ

سنہ ۱۲۰۹ م سنہ ۱۷۹۵ء

میمنہ قلب میسرہ
راگوجی بھونسلہ پرمرام بھاؤ پیشوا سوانی مادھوراؤ بھونکر دولت راؤ سندھیہ

پرمرام بھاؤ مقابلے میں کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ لال خان بلوچی کے تحت پٹھانوں کی ایک ٹکڑی اس پر حملہ آور ہوئی اور بہت سارے مرہٹوں کو کاٹتے ہوئے پرمرام

پہنچ گئی۔ اور خود لال خان نے پر سرام بھاؤ کو اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے نیچے کھینچ کر زخمی کر دیا۔
 لیکن قبل اس کے کہ اس کا کام تمام کرے بھاؤ کے لڑکے نے آگے بڑھ کر لال خان
 پر وار کیا جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد بھی پٹھان جماعت سپانہ ہوی بلکہ
 آگے بڑھی گئی۔ اور اپنی زد و برد سے غنیم کی فوج میں ایک تھکے ڈال دیا اس پٹھان جماعت
 کی کمک پر الف خان نواب کرنول اور صلابت خان فرزند اسماعیل خان اپنی تھے۔ مرہٹہ
 فوج بھاگنے لگی اور بابا راؤ پچھڑ کی بھی بھاگنے ہی کو تھا کہ جو باخشی نے اُسے برا بھلا کہہ کر
 روکا عین ایسے موقع میں جبکہ نظام علی خان کی فرانسسی فوج موسیٰ ریوں کے تحت اپنی
 مقابل فوج سے لڑنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی رگھوجی بھونسلہ نے بان چھوڑے اور
 ٹھیک اسی وقت مرہٹہ سردار موسیٰ پیروں نے سپتیس^۳ ضرب توپ ایک دم داغ
 جس پر اسد علی خان کا رسالہ منہزم ہو کر ٹوٹا البتہ موسیٰ ریوں اپنی پیدل فوج کو لیکر مقابلے
 پر اڑا رہا اس عرصہ میں نظام علی خان کھڑلہ واپس ہو چکے تھے۔ شام تک موسیٰ ریوں اپنی
 فوج سے مقابلہ کرتا رہا آخر پاس ہی کی ندی کی گزرگاہ میں اپنی فوج کے ساتھ پڑا رہا لیکن
 کچھ دات گزرنے کے بعد جب مرہٹہ فوج طلایہ کا اوہر گزرتا تو اس نے صرف رفع شبہ
 کے لئے بندوقیں فیر کیں جس پر موسیٰ ریوں کی فوج نے بے ترتیبی سے بندوقیں چھوڑیں
 جس سے خود اسی فوج میں ایک حواس باختگی پیدا ہو گئی بندوقوں کی تاثر توڑ آواز نظام
 کے پڑاؤ تک پہنچی تو خیال ہوا کہ مرہٹہ فوج رات میں بڑھی آرہی ہے اس لئے بندگان عالی
 اپنے مقام سے اٹھ کر قلعہ کھڑلہ میں قیام گزیریں ہوئے جب صبح ہوئی تو مرہٹوں نے دیکھا کہ

میدان میں توپ اور بتدوق اور سامان وغیرہ ایسا ہی پڑا ہوا ہے جیسا کہ کسی فوج کی ہزیمت میں ہوا کرتا ہے اور جاسوسوں کے ذریعے یہ پرچا لگا کہ خود نظام علی خان بھی قلعہ کٹر لہ میں متحصن ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پاس یہ مشکل تمام فوج کا دسواں حصہ باقی رہا ہے۔ معاً مرہٹہ فوج قلعہ کے قریب تک بڑھ آئی اور گولندازی شروع کر دی جو دور و زنتک جاری رہی آخر نظام علی خان کو صلح کی سلسلہ جنیبانی کرنی پڑی۔

کٹر لہ کی جنگ میں نظام علی خان صاحب گلزار آصفیہ اس شکست کی توجیہ یہ بیان کرتا ہے کہ

کی شکست کا سبب | ارسطو جاہ کی مخالفت و عداوت میں بعض سرکار عالی کے حکم

عہدہ داروں نے تھوڑی سی رقم کے لالچ پر مرہٹہ سرداروں سے ساخت باخت کر لی جس سے نظام علی خان کو کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کی تائید و تصدیق اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو ارسطو جاہ اور نانا پٹھرنویس کے مابین ہوا جب کہ ارسطو جاہ تحت صلح نامہ مرہٹوں کے اسیر کی حیثیت سے اس کے پاس پہنچے تھے چنانچہ سب سے پہلے نانا فروریس نے ان کو مخاطب ہو کر کہا کہ

”نواب صاحب۔ ہمارے سات لاکھ روپیوں نے جو کام کیا ہے آپ کے

ایک کروڑ روپے نے نہیں کیا۔“

اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ ہمدیو جی سندھیہ کو فراہم کرنے میں ارسطو جاہ نے ایک کروڑ روپیہ صرف کیا تھا اور اسی لالچ یا اثر کے تحت وہ اپنے ہم قوموں کے خلاف

نظام علی خان کے ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے ہندوستان سے دکن آچکے تھے۔ اور برخلاف اس کے مانا پٹنویس نے صرف ساتھ لاکھ روپے کے صرفہ سے عہدہ داران سرکار عالی کو اپنا کر لیا تھا جن کی نمک حرامی سے اس جنگ میں نظام علی خان کو ناکامی ہوئی۔ صلح نامہ کھڑلہ کے شرائط | محاصرے کے تیسرے روز صلح کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور کرن رٹ بلال پٹت پر دھان کے وکیل کی حیثیت سے شرائط صلح لیکر آیا جو حسب ذیل تھے۔

(۱) نظام علی خان اپنے مدارالمہامار مسطوجاہ کو مرہٹوں کے حوالے کر دیں۔

(۲) وہ تمام حصہ ملک جو دریائے تپتی سے لیکر جنوب میں پورندہ کے حدود تک ہے مرہٹوں کے تفویض کر دیں۔

(۳) قلعہ دولت آباد اور وہ علاقہ بھی جس پر سد اشو راؤ بھاؤ نے ۱۷۶۰ء عیسوی

(۴) ۱۷۶۱ء میں قبضہ کیا تھا دے دیں

(۵) بقایا، چوتھ اور اخراجات جنگ کی بابت جملہ تین کروڑ روپیہ ادا کریں۔

(۶) گنگرئی متصل علاقہ بھونسہ سے ساڑھے تین لاکھ محاصل کا علاقہ سپرد کر دیں

(۷) رگھوجی بھونسہ کو انتیس لاکھ روپیہ ادا کریں جو نظام علی خان کے ذمہ واجب الادا تھا

(۸) ان تمام شرائط کی ایفاء کے بعد نظام علی خان حسب عہدہ آمد قدیم برار کے محاصل

کے (تاجی حصہ مقررہ) وصول کرنے کے مقتدر رہیں گے۔

اس صلح نامہ کی تکمیل ۹ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء) کو ہوئی۔ ۱۲ رمضان ۱۲۰۹ھ

(م ۲ اپریل ۱۷۹۵ء) کو نظام علی خان ہاں سے نکلے۔ شوال ۱۲۰۹ھ (م ۲۰ اپریل ۱۷۹۵ء) کو حیدر آباد

انگریزی فوج کی طر سرفی

انگریزوں سے نظام علی خان کی ناراضی | نظام علی خان کٹر لہ کی جنگ میں انگریزوں کے انکار اعلیٰ سے ناراض ہو گئے تھے ان کی ناراضی بجا اس واسطے تھی کہ کمپنی سے اب تک جتنے معاہدے ہوئے تھے اس میں یہ شرط ضرور تھی کہ وہ فوجی مدد دیں گے چنانچہ ۱۸۱۱ء میں ۱۸۱۲ء کے عہد نامہ میں بعض پانچوں سرکاران شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج نظام کے صحیح و واجب معاملات کے تصفیے کے لئے حسب ضرورت مستعد و آمادہ رکھے گی اور جس سال نظام کو ضرورت نہ ہو تو اس سال صرف تین سرکاران (راجپندی، ایلور، مصطفیٰ انگر) کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور پیشکش دیگی۔ لارڈ کورنوالس نے جھڑ ۱۸۲۰ء میں تبصریح عہد نامہ مذکور لکھا ہے اس میں بھی اس عہد نامہ کی توثیق کی ہے نتیجہ نہیں کی اور ۱۸۲۰ء میں ۱۸۲۱ء کے معاہدہ پانگل میں بھی اس کی کوئی تصریح نہیں ہوئی تھی اور سرکاران شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبض و تصرف میں تھے۔ پس اس عہد نامہ کی رو سے انگریزی کمپنی کو چاہیئے تھا کہ اگر اپنی طرف سے کسی فوجی مدد کا دینا مناسب تصور نہ کرتی تھی تو سرکار نظام کی ملازم انگریزی فوج ہی کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اور اگر اس کو بھی دینا نہیں چاہتی تھی تو اس عہد نامہ کے دفعہ سیوم کے اعتبار سے جو اوراق گزشتہ میں (اصفہ ۱۶۲ تا ۱۶۵) درج ہے اس کو چاہیئے تھا کہ مرٹوں اور نظام کے درمیان

تخیل ہو کر بیچ بچاؤ کر دیتی لیکن یہ مداخلت ان کے جدید قرار دادہ اصول کے خلاف تھی اگر ان پر کاربند نہ ہوتی تو کمپنی کی بدنامی کا ایک سبب بن جاتی۔ اسی لئے کمپنی نے اس معاہدے سے قطع نظر کر کے عدم مداخلت یا غیر جانب داری اختیار کر لی اور نظام علی خان کو جواب صاف دیدیا۔ اور جب کھڑے کی جنگ میں ان کو شکست ہو گئی تو وہ کمپنی کے نقصان عہد سے اور زیادہ پر دل ہو گئے۔ اور انگریزی فوج کو برطرف کر کے اپنے پاس سے کمپنی کے علاقہ میں واپس چلے جانے کا حکم صادر فرمایا اور موسیٰ ریوں کے تحت فرانسیسی فوج میں اضافہ کی نسبت احکام دیئے۔ اور اس کی تنخواہ میں ریاست کا ایک مرکزی علاقہ (مید) بطور عہد موسیٰ ریوں کو دیدیا گیا تھا جس کے لئے ایک زمانہ میں موسیٰ بوسی بہت متوجہ تھا اس برطرفی اور فرانسیسی فوج میں اضافہ کی اطلاع جب عہدہ دار ان کمپنی کو ملی تو ان کے رزٹینٹ ولیم کرک پیارکک المنحاطب یہ شکوک جنگ نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست حیدرآباد میں قوت نہ پکڑے۔ ذریعہ مراسلہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۷۹۵ء (م ۱۷، ارجاوی الشانی ۱۱۸۸) میر عالم کو (جو انگریزی رزٹینٹ اور مدار المہام سرکار عالی کے مابین وکیل تھے) لکھا کہ یہ قبائلی سے خالی نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ انگریزی اور فرانسیسی قوموں کے درمیان محض خیر خواہی عامہ رئیسان و فوائد عموم خلایق کی بناء پر نزاع و نفاق پھیل چکا ہے اس قوم کو اس طرح ترقی و اقتدار دینا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس سے کوتاہ نظری کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے۔ اسی زمانے میں اس فرانسیسی فوج کے

ایک حصہ کو سرکار عالی کی طرف سے کڑپہ اور کھم میں متعین کیا گیا تھا تاکہ اس فوج کے ذریعے ان مخالفین کا سدباب ہو سکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی پر دست درازی کریں چونکہ یہ تعلقے انگریزی کمپنی کے حدود سے متصل تھے اس لئے لارڈ کوئنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس کا اظہار ان کی یادداشت مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۵ء سے ہوتا ہے جو یہ ہے۔

”یہ کارروائی ناجائز نہیں بھی تو شبہ انگیز ضرور ہے موسیٰ ریوں کی فوج کو وہاں سے واپس بلا لینے کے لئے نظام کو مایل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔“

یہی نہیں بلکہ کھم میں ایک اور حصہ فوج روانہ کر کے سابقہ متعینہ فوج میں اضافہ کرنے کے لئے کمپنی سے پروانہ راہداری بھی طلب کیا گیا تاکہ نئی پہنچنے والی فوج حدود کمپنی میں سے آسانی کے ساتھ مقام متعینہ پر پہنچ سکے جس کے جواب میں کئی وجوہ کی بناء پر انگریزی ریڈ نے اجراء پروانہ سے انکار کر دیا۔

جب انگریزی فوج کی بڑھتی کافرمان بغرض تعمیل میر عالم کے پاس پہنچا تو انہوں نے جہنیت وکیل اس حکم پر نظر ثانی کے لئے معروضہ کیا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں کے ساتھ سعی یلین اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت و مولت قائم ہے اس حکم سے بندگان عالی کا رعب و آ ان کے دلوں سے اور ریاست کے دشمنوں سے اٹھ جائے گا اور مہمات و حادثات پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائے گا مگر راجہ شامراج بہادری اور سلطانہ کے

غیاب میں امور یوآنی کے اجراء کے ذمہ دار تھے) نظام علی خان کے صلاح کار تھے اور اس فوج کے امور رکھنے میں اسراف ظاہر کرتے تھے کہ وہ فوج اپنی ضرورت کے وقت بھی اپنی مرضی کے تحت کام نہ آسکتی تھی چنانچہ حالیہ جنگ کٹر لہ میں اس سے کوئی کام نہ لیا جاسکا۔ آخر راجہ صاحب مذکور ہی کی صلاح کے موافق برطانی کے احکام بحال رہے اور انگریزی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا۔ نظام علی خان کے فرزند اکبر | انگریزی فوج کی برطرفی کے بعد ایک غیر متوقع واقعہ پیش آیا

عاجب کا خسروج | یعنی صاحبزادہ اکبر عالیجاہ نے ۹ ستمبر ۱۷۹۹ء (م ۲۴ جولائی ۱۷۹۹ء) کو شب عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا۔ اور ایک معقول فوج فراہم کر بید کی طرف نکل گئے اور وہاں پہنچ کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھ سداشیور ٹیڈی، خالب جنگ، سیف جنگ، بدیع الزماں خان ناظم جنگ بھی شریک ہو گئے تھے۔

ان صاحبزادے صاحب کی تادیب کے لئے سدی عبداللہ خان جمعیت جوانان بار کے ساتھ متعین کئے گئے تھے جو اپنی فوج کے ساتھ صاحبزادے صاحب کے عقب میں قابو جو تھے۔ سداشیور ٹیڈی ایک روز بحالت غفلت اس سرکاری فوج پر ٹوٹ پڑا۔ جس سے سرکاری فوج منتشر ہو گئی اور خود سدی عبداللہ خان بھی بری طرح زخمی ہوئے اور ان کے اہل و عیال کو سداشیور ٹیڈی نے اسیر کر لیا۔ اس کی اطلاع پر نظام علی خان نے بصلاح امتیاز الدولہ ممتاز الامراء عالیجاہ کی والدہ بخشی بیگم صاحبہ کے مہر سے ایک نصیحت نامہ

۱۔ نظام علی خان کے بڑے صاحبزادے ہیں احمد علی خان ان کا نام تھا یہ بخشی بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۷۹۷ء میں تولد ہوئے تھے ۱۸۰۶ء میں بھارت جنگ کی صاحبزادی صاحبہ بیگم سے نکاح ہوا جس سے دو لڑکیاں تولد ہوئیں: (۱) عالم آباد بیگم (۲) ...

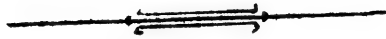
لکھ بھیجا جس میں انہیں لکھا گیا تھا کہ بغاوت سے باز آ کر قذافی کے لئے حاضر ہو جاؤ تو نزل اور برار کی جاگیر سے سرفراز کئے جاؤ گے۔

انگریزی فوج کی کمراموری | اس خط کے مضمون سے مطلع ہو کر میر عالم نے معروضہ کیا کہ حاجا کو جاگیر دینا موجب خلل ہوگا جس سے ان کو رفتہ رفتہ قوت حاصل ہو جائیگی اور امر اور عا ان کی طرف مایل ہو جائیں گے اور زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے نکل جائیگی بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست سے باہر نہیں ہوئی ہوں گی ان کو واپس طلب فرمایا جائے جس پر ان افواج کو واپس طلب کرنے کا حکم ہوا جس کی تعمیل میں انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفیٰ انگر) میں باہر اگست جمع ہو کر میجر رابرٹس کے تحت ۳۱ اگست ۱۹۵۵ء (۱۵ صفر ۱۳۷۵ھ) کو حیدر آباد پہنچی۔ اس موقع پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ برخاست فوج انگریزی کے معنی ہی تھے کہ نظام علی خان نے اس حکم سے اس معاہدہ کو منسوخ و کالعدم کر دیا جس کی بنا پر فوج انگریزی متعین و مامور تھی۔ اس کے بعد مکرر اس کی جو تعیناتی ہوئی ہے وہ کسی جدید معاہدے کے بغیر ہوئی ایسی صورت میں وہ فوج بلا کسی شرط کے بالکل سرکار نظام کے احکام کے تابع ہونی چاہیئے۔ نہ کہ معاہدہ منسوخ کے تابع۔

سرکاری فوج کا بغیر ہے متبادل اور پکا | بہر حال یہ انگریزی فوج بھی میر عالم کے زیر اثر علیحدہ کے مقابلہ پر
سرکاری فوج کی مخالفت میں آجانا | مامور ہوئی قبل ازین ہنگامہ عالی نے موسیٰ ریموں کو اپنی فراموشی
فوج کے ساتھ اس ہم پر جانے کا حکم دیدیا تھا اور پایگاہ سے بھی سردار الملک گھانسی میا کو

متین کر دیتا تھا۔ جب ساری سرکاری فوج بیدار کے قریب پہنچی تو باغی افواج نے مقابلہ کیا
 میں ان کو سخت ناکامی ہوئی اور باغی فوجیں منہزم ہو کر بھاگ نکلیں صاحبزادے کو جب یہ
 اطلاع ملی تو شب ہی میں اپنے تن چند عہدہ داروں کے ساتھ قلعہ بیدار سے نکل کر اورنگ آباد چلے گئے
 اور راستہ ہی سے صاحبزادے نے پونہ سے استدعا کی لیکن مرہٹوں کے پاس سے جواب نفی پایا
 جب مدد بھی نہ ملی اور فوج پر فوج مقابلہ پر جمع ہو گئی تو صاحبزادے صاحب خیروار ہوئے اور
 اپنے آپ کو سرکاری افواج کے حوالے کر دیا جنہیں معقول انتظام کے ساتھ واپس لانے لگے
 لیکن کہتے ہیں کہ بقاضائے غیرت راستہ میں نہ ہر کھا گئے جس سے ہلاکت واقع ہو گئی
 اس مہم کے بعد وسط ماہ شعبان ۱۲۱۰ھ (مؤخر ماہ فروری ۱۷۹۶ء) میں نظام علی
 ایک شب خلوت مبارک کی چاندنی پر استنبازی کا تماشہ ملاحظہ کر رہے تھے کہ قریباً اودھی
 رات کو مزاج گبڑا اور کچھ آئنا رنقوہ اور فلج بظاہر ہوئے صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ
 حکیم حمایت اللہ خان نے کوئی دوائے تقویت شمول گلاب نیار کی تھی جس کو بندگانِ عالی ان
 دنوں استعمال فرما رہے تھے حکیم الملک حکیم عبد بحیل خان آمینرش گلاب والی دو اکھنڈ
 کی طبیعت کے خلاف تصور کرتے تھے لیکن ان کے عرض معروض پر بھی بندگانِ عالی نے
 اس دوا کے استعمال کو ترک نہ کیا جس کا اثر ان امراض کی شکل میں ظاہر ہوا اس کے بعد
 علاج معالجہ ہونا رہا لیکن سو پرہیز سے امراض میں کوئی خاطر خواہ افادہ نہ ہو سکا یہاں تک کہ
 ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں اسطوجاہ پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے وہ تمام حصہ ملک

واپس لائے جو کٹر لہ کی جنگ میں مرہٹوں کے قبض و تصرف میں جا چکا تھا اس استر واد کی اصل وجہ پیشوا کی حکومت میں درمیانی مخالفتیں تھیں جس کو تفصیل سے معلوم کرنے کے بعد اس استر واد کے حقیقی اسباب واضح ہو سکیں گے اسی اُنہم اس تفصیل کو ضروری سمجھتے ہیں اور باب مابعد میں علیحدہ بیان کرتے ہیں۔



پیشوا سے استرداد ملک

پیشوا سوئی مادھوراؤ کا انتقال ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ (۲۴ اکتوبر ۱۷۹۵ء) کو پیشوا سوئی اور ان کی قائم مقامی کے جھگڑے | مادھوراؤ کا انتقال ہو گیا چونکہ وہ لا ولد فوت ہوئے تھے اس لئے ان کی قائم مقامی کے لئے مرہٹہ سرداروں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اب مستحقین میں سوئی مادھوراؤ کے چچا رکھنا تھراؤ کے تین فرزند تھے سب سے بڑے باجی راؤ ان سے چھوٹے چمناجی اپا اور سب سے چھوٹے امرت راؤ اور یہ تینوں بیومیری کے قلعے میں نظر بند تھے انہماق روح سے قبل سوئی مادھوراؤ نے اپنی قائم مقامی کے لئے باجی راؤ کو نامزد کیا تھا لیکن بھنگاجی ہو لکر اور نانا فرنیس ان کے خلاف تھے۔ نانا فرنیس یہ چاہتے تھے کہ ایک لڑکا متوفی پیشوا کی بیوہ کا متبنی ہو اور وہی گدی پر بٹھایا جائے اور اس کے قابل حکمرانی ہونے تک خود آپ معاملات ریاست میں خیل رہیں صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ جیسے ہی اسطوجاہ کو سوئی مادھوراؤ کے انتقال کی خبر ملی انہوں نے دولت راؤ سندھیہ کو یہ بلکھیجی کہ نانا فرنیس امرت راؤ کو گدی نشین کرنا چاہتے ہیں جو مناسب نہیں ہے باجی راؤ سن تمیز کو پہنچ گئے ہیں اور اجراء امور ریاست کے اہل

۱۔ ہٹری آف دی مرہٹا س مصنفہ گرانت ڈو جلد دوم صفحہ ۲۵۴

۲۔ گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۷

اس لئے وہی گدی پر بیٹھنے کے قابل ہیں جس کے جواب میں سندھ نے بھی اس خیال سے اتفاق ظاہر کیا۔

باجی راؤ کو جب نانا فرانس کے منصوبے کی خبر ہوئی تو انہوں نے بلو باتا تیبہ (مختار سندھ) کے ذریعے دولت رائے سندھ کو اس عہد و پیاں کے ساتھ فراہم کیا کہ اپنی گدی نشینی کے لئے ان کی فوجی تائید میں جو کچھ اخراجات ہوں وہ بھی ادا کریں گے اور اس کے علاوہ چار لاکھ محاصل کا علاقہ بھی سندھ کو دیں گے اس معاہدے کی اطلاع نانا فرانس کو ہوئی تو اس نے اپنی تائید پر سرام بھاؤ کو تانگاؤں سے بلوایا۔ لیکن اس کے آنیکے بعد میا حشہ میں ہی طے پایا کہ باجی راؤ کو گدی نشینی کے حیلے طلب کر کے اپنے عہدہ دار کی نگرانی میں رکھ لیا جائے چنانچہ پر سرام باجی راؤ کو قلعہ سیونیر سی لایا صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ ان کی گدی نشینی کے لئے ایک تاریخ مقرر ہوئی اور یہ قرار پایا کہ اس تاریخ سے پہلے ایک خاص مندر میں جائیں جہاں پوجا و شفقہ سے فارغ ہو کر گدی پر بیٹھیں اور جس وقت وہ دیوانہ بنیں تو ان کو وہاں سے بالابالا پانچ ہزار عربوں کی حفاظت میں پھر قلعہ بند نہ چا دیا جائے جہاں وہ نظر بند رہیں تاریخ مقررہ تک پر سرام نے باجی راؤ کو اپنا کر لیا اور ان سے اپنے لئے مختاری ریاست کا وعدہ لیکر نانا فرانس کے اس منصوبے کو بیان کروایا اور تجویز یہ بنائی کہ تاریخ مقررہ کو ناسازی فرج کا عذر کر کے ٹال دیا جائے جب تاریخ مقررہ اسی غیر واقعی عذر پر ٹال دی گئی تو نانا فرانس کو کچھ شبہ ہو گیا۔

پیشوا کی قائم مقامی کے جھگڑے میں | اسی دوران میں ایک روز دولت راؤ سندھیہ سیر و شکار کے
 ارستوجاہ کی حکمت عملی اور ان کی فحسی سلسلے میں ارستوجاہ کی قیام گاہ کے پاس سے گزرتے

ہوئے ان سے بھی آملے اور تقریب ملاقات یہ بتائی گئی کہ کسی نے ارستوجاہ کے گھوڑے
 ”ہدم“ کی تعریف ان سے کر دی جس کے دیکھنے بلکہ حاصل کرنے کا شوق ان کو ہو گیا جب
 اُدھر سے گزرنے لگے تو اس گھوڑے کی خاطر وہ ارستوجاہ سے چلے جہنوں نے بعد

ملاقات اپنا گھوڑا مع ساز و سامان ان کو دیدیا جب مانا فر نويس کو یہ اطلاع ملی کہ
 راجہ سندھیہ ارستوجاہ سے آملے توان کو ترود ہوا اور وہ فوراً ان کے پاس چلے آئے
 اور دریافت کرنے لگے کہ کیا باتیں ہوئیں۔ آخر بڑے اصرار اور قسما قسمی کے بعد ارستوجاہ

کنایتہً اتنا کہدیا کہ بہر حال آپ کی خیر نہیں ہے بے فکر نہ رہیں۔ اب مانا فر نويس پریشان
 ہو گئے اور ارستوجاہ ہی سے صلاح چاہی انہوں نے یہ رائے دی کہ بہتر ہے کہ آپ
 کانکن چلے جائیں اور جاتے جاتے اپنا سوال جواب پیش کر دیں اگر اس کا تصفیہ

مرد ہو جائے تو فہماور نہ اپنی تدبیر آپ کریں اور انگریزوں کو ہموار کر کے یہ دیکھتے رہیں کہ
 اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اس کو تسلیم کر کے مانا فر نويس نے ارستوجاہ سے کہا کہ
 آپ بھی میرے شریک رہیں اور مجھ سے دور نہ رہیں اس کے بعد اسی شب مانا فر نويس

پورندھ چل دیئے اور وہاں سے وائی پورندھ جاتے ہوئے انہوں نے باجی راؤ سے
 یہ اقرار نامہ حاصل کر لیا کہ وہ ان کے ساتھ متحد و متفق رہیں گے مخالفت نہ کریں گے

اور جاتے جاتے اسطوجاہ کو جلد تڑا اپنے پاس لانے کے لئے ایک مرٹھ سوار کو دو سو نو روپے کے ساتھ چھوڑ دیا جس کی اطلاع اسطوجاہ کی طرف سے راجہ سندھیہ کو دی گئی تو وہ معاً اپنی فوج کے ساتھ ان کے پاس پہنچے آئے جب دولت راؤ کی فوج کو اتار دیکھا تو نانا پھڑنویس کے متعین کردہ سوار اور سپاہی اسطوجاہ کے پاس سے فرار ہو گئے۔

نانا پھڑنویس وائی پنہنچے کے بعد بلو باتا تیتھ (مختار دولت راؤ سندھیہ) نے پرم رام بھاؤ کو فراہم کر کے بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۲۱ء (م ۱۹ ربیعہ ۱۳۴۱ھ) چنبا جی اپا کو گدی نشین کر دیا اور پرم رام بھاؤ ان کا مختار و وزیر بنا۔ اس نوبت پر باجی اور راجہ سندھیہ کو فراہم کرنے کے لئے ان کے ڈیرے گئے جہاں باتوں باتوں میں دیر ہو گئی وہیں ان کو یہ خبر ملی کہ چنبا جی اپا کو پرم رام بھاؤ گدی نشین کرنے کے لئے ان کی قیام گاہ سے لے گیا جس کے بعد باجی راؤ نے سندھیہ ہی کی حمایت میں رہنے کو پسند کیا اب سندھیہ نے اپنے اخراجات فوج پر پرم رام سے طلب کئے اس نے یہ وعدہ کیا کہ اسطوجاہ کو کھڑلہ کے صلح نامہ کے بموجب ادائی رقم کے لئے کہے گا۔ وہ رقم دیدیں تو ان (سندھیہ) کو ادا کر دیا بیسگی لیکن اسطوجاہ نے اس کے مطالبہ پر ادائی رقم کا وعدہ اس شرط سے کیا کہ پہلے ان کو نظر بندی سے مخلصی ملے البتہ وہ ادائی رقم تک پونہ کی سکونت نہ چھوڑیں گے جس کی ان کو اجازت مل گئی اور وہ پونہ کے باہر گھانسی رام کو توال کے میدان میں جا ٹھہرے اور جب انہوں نے نانا پھڑنویس کے مقابلے میں پرم رام بھاؤ کو مدد دینے کے لئے فوج کے فراہم کرنے کا ذکر کیا تو پرم رام نے خوشی سے ان کو فراری فوج کی اجازت دیدی جس پر انہوں نے وہیں پونہ کے ساتھ کاروں سے کچھ رقم قرض حاصل

ایک معقول فوج تیار کر لی اور فرید فوج کی ضرورت محسوس کر کے غالباً اسی زمانہ میں انہوں نے نظام علی خان کو معروضہ لکھا کہ سرکار عالی کی افواج جلد تر روانہ کی جائیں۔ چنانچہ بند گانہ نے فوراً عیسیٰ میاں اور سبحان خان کو روانہ فرما دیا اور ان کے بعد فرانسیسی فوج کو موسیٰ پیرو اور موسیٰ ربیوں کے تحت بھجیادیا جن کے ساتھ راجہ راو رنجھا اور سردار الملک گھانسی میاں اور اسد علی خان بھی تھے۔

اب پیرسرام بھاؤ نے نانا پھر نویس کو اپنی خدمت پر رجوع ہونے کے حیلے سے پورہ مطلب کیا لیکن نانا پھر نویس نے یہ کہلا بھیجا کہ اپنے آنے سے قبل چند شرائط کی تکمیل منظور ہے جس کے لئے وہ (پیرسرام) اپنے فرزند ہری نیت کو ان کے پاس روانہ کر دے جسے ہری نیت نانا پھر نویس کی طرف روانہ ہوا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ بڑی بھاری اور منتخب فوج کے ساتھ آ رہا ہے تو ان کو سو وطن ہو جس کی نائید بابر او پھر کیہ کے خط سے بھی ہو جس میں اپنی آپ حفاظت کرنے کے متعلق اس نے لکھا تھا وہ وہاں سے معاکانکن چلے گئے اور پرتاب گڑھ سے ہو کر تھار جا پہنچے۔ بوبانا تہیہ ان کے تعاقب میں سندھ کی پیادہ پٹن کو مقرر کر رہا تھا لیکن پیرسرام نے نانا پھر نویس کے خفیہ طرفداروں کے اثر میں اگر اس کو اس امر سے باز رکھا البتہ نانا پھر نویس کی جاگیر ات سندھ کو دیدیں اور ان کے مکانات اور دوسری جائیداد ضبط کر لی۔

اس کے بعد باجی راؤ کی طرف سے ایک مہربٹہ سٹھدار بالا جی کھنجر نے ان کی



اعظم الامراء ارسطوخاه مسند الملک معین الدوله
 سهراب خفگ علام سید خان

گدی نشینی کے لئے مانا پٹھانوں سے رشتہ دوانی شروع کی اور ادھر مانا پٹھانوں بھی مرہٹہ سردار کو فراہم کرنے لگے جس میں ان کو کامیابی بھی ہو گئی چنانچہ بابا راؤ پٹھان امیر یا گیارہ پیشوا تھکاراؤ ہو لکر ان کے موہیہ ہو گئے اور بلو باتا تیتہ کے ایک مخالف راجا جی ٹیل کے ذریعے انہوں نے دولت راؤ سندھپہ کو بھی اپنا موہید بنا لیا اور نظام علی خان کو اپنا طرفدار بنا لینے کے لئے انہوں نے اسطوجاہ سے سلسلہ جذباتی کی جس پر اس دوران دیش مارا المہام نے کھڑلہ کی جنگ میں دیئے ہوئے ملک اور رقم کے استرداد کا مطالبہ کیا اور اس کے علاوہ اُن مزید اخراجات کا بھی مطالبہ کیا۔ جو اس نوبت پر مانا پٹھانوں کی طرف داری میں عاید ہوں جس پر مانا پٹھانوں نے ایک عہدہ مرتب اور اپنی دستخط سے تکمیل کر کے جہاڑ سے اسطوجاہ کے پاس بھیج دیا۔ مانا پٹھانوں نے موجودہ ایسے عہد نامہ کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے اس لئے انہوں نے اس میں ایک فقرہ یہ اضافہ کر دیا کہ ان شرائط پر سری منت باجی راؤ کے دستخط کر اوئے جائیں گے یہی عہد نامہ عہد نامہ جہاڑ کے نام سے موسوم ہے جس کی نقل ضمیمہ (ج) میں درج ہے۔

۱۔ اس شخص کا نام سکرام گھٹکے تھا جس کا تعلق باگل خانہ ان سے تھا یہ اپنے ایک عزیز ایشونت راؤ گھٹکے سے لڑکر

شکست پایا اور کولاپور سے نکل کر پررام بھاؤ کا ملازم ہو گیا جس کے بعد مانا پٹھانوں کے پاس ایک سو سوار کی عہدہ داری پر مامور ہوا جب مانا پٹھانوں پوند سے نکل گئے تو سندھپہ کی فوج میں ملازم ہو گیا۔ اس کی لڑکی بہت خوبصورت تھی دولت راؤ

اس لڑکی سے عقد کرنا چاہتا تھا اور غالباً اسی غرض سے اس نے اپنی فوج میں اس کو مامور کر لیا تھا۔

نانا پھڑنویس کے منصوبوں کی تعمیل | اس سازش و تیار کی اطلاع جب بلو باکو ہوی تو اس نے باجی راؤ کے اکثر سرداروں کو گرفتار کر لیا اور خود ان کی قیام گاہ کا بھی محاصرہ کر لیا اور اس خفیہ فوج کو بھی نکال دیا جو باجی راؤ نے نانا پھڑنویس کی بھیجی ہوئی رقم سے ہتیا کر لی تھی لیکن یہ برطرف شدہ فوج عالم پرانگی میں وائی تک پہنچ گئی تھی کہ مناجی پھڑ کے اس سے جا ملا اور اس کو پھر جمع کر لیا اور دوسرے سرداروں کے ساتھ یہ حصہ فوج بھی ملحق ہو گیا اس تمام فوج کی قبی احتیاج نانا پھڑنویس نے پوری کر دی اور اس کو ایما کیا کہ سالی گھاٹ میں جی رہے۔ اس طرح وہاں تقریباً دس ہزار فوج جمع کر لی گئی جس کے بعد باجی راؤ کی گدی نشینی کا اعلان کیا گیا۔

بلو باؤ نے اس تمام کارروائی کو باجی راؤ ہی کی کار سازی پر محمول کیا اور ان کو قید کر ہندوستان بھیج دینے کے لئے سکارام گھاٹکے (ریاجی ٹپیل) کو مامور کیا۔ باجی راؤ کو معلوم تھا کہ اس کی لڑکی پر دولت راؤ سندھیہ عاشق ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو فراہم کی ترکیب یہ نکالی کہ گھاٹکے کو اس امر پر راضی کر لیں کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی سندھیہ سے کر دے چند وعدوں کے تحت وہ راضی ہو گیا جس کی اطلاع باجی راؤ نے اپنی جن کار گزار کے انہار کے ساتھ دولت راؤ سندھیہ کو کر دی اور سندھیہ کے قراہم ہونے تک (ہندوستان جانے سے رکنے کے لئے) خود آپ بیمار ہونے کا عذر کر کے نیرانڈی کے کنارے ہی ٹھہر رہے۔

جب راجہ سندھیہ بھی نانا پھڑنویس کے ہم خیال ہو گئے اور منصوبہ پوری طے کر کے مکمل ہو گیا تو ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء (۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ) کو سندھیہ نے بلو باکو گرفتار کر لیا

اور ایک حصہ فوج بمعیت فوج نظام علی خان مارونیت چکرو دیو کی رہبری میں پرمہرام بھاؤ گزرتا کرنے پر مامور ہوا جس کی سُن گن پا کر پرمہرام بھاؤ چننا جی کو بیکر سیونیروی بھاگا جہاں وہ گزرتا کر لیا گیا صاحب گلزار آصفی نے اس کی گرفتاری میں نظام علی خاں کی فوج کی کارگزاری کی تفصیل یہ بتانی ہے کہ اسطو جہاں نے اس مقصد کے لئے اپنی فوج میں سے سبجان خان میراں یار جنگ (علی میاں) موسیٰ پیر کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ رات کو پرمہرام کے گھر کا محاصرہ کر کے اس کو گرفتار کر لیں لیکن وہ محاصرہ سے کچھ ہی قبل اپنے مکان سے نکل بھاگا اور پونہ سے دو کوس پر اپنے لڑکے کے لشکر میں پہنچ گیا جب یہ خبر ملی تو سبجان خان اپنی فوج لیکر آدھی رات کے قریب اس لشکر پر حملہ کر دیا۔ لیکن پرمہرام کو یہاں سے بھی نکل جانے کا موقع مل گیا اور جب یہ خبر ملی کہ وہ قلعہ جنیر کی سمت گیلے تو سبجان خان نے معاً اس کا تعاقب کیا آخر صبح صبح اس کو قلعہ جنیر کے دروازے پر گرفتار کر لیا اور اسطو جہاں کے پاس پیش کر دیا جنہوں نے اس کو دولت راؤ سندھیہ کے حوالے کر دیا۔

عہد نامہ جہانگیری | نانا پٹھنویس ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء (م ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ) کو تہاڑ پونہ واپس ہو کر اپنی خدمات پر مامورے اور باجی راؤ ۴ دسمبر ۱۹۶۶ء (م ۳ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ) کو گدی نشین ہوئے۔ پرمہرام بھاؤ کی جاگیرات اور قلعہ احمد نگر سندھیہ کو دیدیا گیا اور رکھو جی بھو کے آوار نامہ کی تعمیل کر دینی لیکن عہد نامہ جہانگیری کی تعمیل سے باجی راؤ نے انکار کر دیا جس پر

۱۔ گلزار آصفیہ صفحہ ۱۱۱

۲۔ غالباً یہ وہی قلعہ سیونیروی ہے جس میں باجی راؤ اور ان کے دونوں بھائی نظر بند تھے۔

ارسطو جاہ بگڑے اور بلا حصول خست ۱۳ جولائی ۱۷۹۷ء (م ۱۸ محرم ۱۲۱۲ھ) کو حیدر آباد لوٹے۔ ارسطو جاہ پونہ سے نکل کر سیدائیکہ تک پہنچے تھے کہ نانا پھڑنویس نے ان کی تالیف قلب کھیلے میں معتمدین کو تحفہ تحایف کے ساتھ روانہ کیا اور معاہدے کے تصفیہ تک وہیں رُکے رہنے کی تاکید کی چنانچہ وہ ڈیڑھ مہینے تک وہیں ٹھہرے اور اس دوران میں نانا پھڑنویس نے حسب بیان کھارے بہ اختلاف جزوی باجی راؤ کو عہد نامہ ہہاڑ کی تعمیل پر رضامند کر لیا۔ اور اس علاقہ کا سہ ربیع حصہ نظام علی خان کو واپس دیا گیا جو صلح نامہ کٹر لہ کی رو سے پیشوا کو ملا تھا۔ اور بیدر کے چوتھ میں سے سہ ربیع حصہ بھی نظام علی خان قرار پایا اور دو کروڑ نقد ادا شدنی رقم میں سے صرف پندرہ لاکھ منہا کر کے دستاویزات پر رقبہ کی بھرپائی کر دی گئی۔

نظام علیس رے شنس و ت مرہٹاس کے مولف کا خیال ہے کہ عہد نامہ ہہاڑ کی تعمیل محض جنگی دھمکی کے تحت ہوئی ہے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت تمام مرہٹہ سردار اپنے مقام کو واپس ہو رہے تھے اور نظام علی خان کی فوج ارسطو جاہ کے تحت پونہ سے قریب پھیری ہوئی تھی اگر اس موقع پر ہہاڑ کے عہد نامہ کی تعمیل سے انکار ہی کر دیا جاتا تو اس امر کا امکان تھا کہ ارسطو جاہ اعلان جنگ کر دیتے جن کا مقابلہ پیشوا کو تنہا کرنا پڑتا اور ان کی فوج غالباً ان کے مقابلہ کے لئے کافی نہ ہو سکتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ نانا پھڑنویس نے جس وقت اس عہد نامہ کی تکمیل کی ہے وہ

کسی حیثیت سے اس کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے چنانچہ اس کا فقرہ (۱۱۲) اس کا شاہد ہے جس میں وہ یہ اقرار کر رہے ہیں کہ ان فقرات عہد نامہ پر سری منت بالاجی کے تکمیلی دستخط کرادیں گے اور انہیں کی اس عدم قابلیت کا لحاظ کر کے غالباً ارسطو جہ نے اس عہد نامہ کے بعد ہی ۲ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ (۳۳ نومبر ۱۷۹۶ء) کو دولت راؤ سندھیہ سے ایک علیحدہ عہد نامہ طے کیا جو ضمیمہ (۵) میں درج ہے اور جس کا فقرہ (۲) یہ ہے۔

”بالاجی پنڈت ناناپھڑنوس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند بدین موجب از طرف مشارالیم عمل خواهد آمد اجیاناً اگر وقتے در آن نظہور رسد انجانب (سندھ) شریک صاحب (ارسطو جہ) گردیدہ بموجب قرار عمل کنانیدہ خواهد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی پنڈت پھڑنوس قرار کردہ باشند بدان موجب از جانب نامبروہ عمل خواهد آمد اجیاناً اگر وقتے در آن رود صاحب شریک با ما شدہ بموجب قرار از نامبروہ عمل کنانند ذمہ دار این مراتب صاحب اند و دین از طرفین تفاوت نشود۔“

غالباً یہی معاہدہ ناناپھڑنوس اور باجی راؤ کے منشاء کو زیادہ متاثر کرنے والا

تھا اس واسطے کہ عہد نامہ ہاٹکی تکمیل نظام علی خان کے حق میں نہیں ہو رہی تھی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ارسطو جہ کو اسی فقرہ کے تحت سندھیہ سے مدد یعنی پرتی جس کا نتیجہ جنگ ہی ہو سکتا تھا اور ظاہر تھا کہ سندھیہ کی فوج تقریباً تمام ہندوستان میں بہتر اور آزمودہ تھی عجب نہیں جو خود سندھیہ نے اس فقرہ کے نظر کرتے اور ناناپھڑنوس نے اپنے تکمیل کردہ عہد نامہ کے پاس و لحاظ سے اس کی تکمیل کے لئے باجی راؤ کو مجبور کیا ہو۔

نظامِ علیس رشتہ کے مولف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نامہ ہمارا کی تعمیل جزا ہوئی لیکن صاحبِ گلزارِ آصفیہ کا بیان ہے کہ بموجب اقرارِ نانا پٹھرنویس نے ایک کروڑ روپیہ نقد اور تین کروڑ روپیہ کی دستاویز اور صوبہ بیدر کے چوتھ کی معافی کی سند اور گزشتہ محالات و قلعہ دولت آباد لیکر اور پونہ کے ساتھ کاروں سے جو قرض ایک کروڑ روپیہ حاصل کیا تھا اس کی ادائیگی نانا پٹھرنویس کے ذمہ کر کے اسطو جاہ حیدر آباد واپس ہوئے۔

عہد نامہ ہمارے میں ایک کروڑ روپیہ نقد ادا کرنے یا اسطو جاہ کے ذمگی قرض کی ادائیگی کا بار اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر ہے یہ التبتہ ممکن ہے کہ تحت اخراجات جنگ بموجب فقرہ (۸) مندرجہ معاہدہ ہمارا ان کو دس لاکھ روپے دئے گئے ہوں جس پر صاحبِ گلزارِ آصفیہ نے ایک صفحہ کا اضافہ کر دیا۔

بہر حال مرہٹوں کی اس خانہ جنگی میں نظام علی خان کا مقتول فائدہ ہوا جو ان کے فہمیدہ و مدبر مدارِ المہام اسطو جاہ کی حسن سعی اور حکمتِ عملی کا نتیجہ ہے۔

جنگ مسور

۱۷۹۹ء
۱۲۱۳ھ

اسباب جنگ | ٹیپو سلطان کے لڑکے جو ۱۷۹۲ء (م ۲۰۶ھ) کے صلحنامہ کے تحت بطور غلام کمپنی کے زیر نگرانی تھے اوایل ۱۷۹۴ء (م ۲۰۸ھ) میں بہ غراز واکرام واپس کر دئے گئے اس کے بعد سے غالباً ٹیپو سلطان اپنی سلطنت کی وسعت کے خیال میں دور دور کے منصوبے قائم کرنے لگے چنانچہ وہ اپنے قلعہ جات کی ترمیم و تعمیر کی طرف توجہ کرنے کے علاوہ دور دور کی خود مختار سلطنتوں سے مراسلت کرنے لگے ایران کے ایک شاہنشاہ سے ان کے پاس آئے شاہ افغانستان سے کوئی مفاہمت ہوئی اور ایک سیف کو خلیفۃ المسلمین سلطان ترکی کے پاس روانہ کیا شاہ فرانس (نپولین اعظم) سے بھی ریشہ دوانی کی یہ اعمال اس قابل نہیں تھے کہ وہ جماعت (یا کمپنی) ان کو صرف نظر کر جاتی جو جلب منفعت اور ملک گیر ہی کی خاطر اپنا وطن (انگلستان) چھوڑ ہندوستان میں قسمت آزمائی کے لئے آئی ہو۔ انگریز کمپنی کے عہدہ داروں نے اس کو نظر تعمق سے دیکھ کر قرار یہ دیا کہ ٹیپو سلطان انگریزوں ہی کے خلاف کسی جارحانہ کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسی خیال سے ان کے منصوبوں کے دفع و خلع کی

تیاریاں کرنے لگے۔

کمپنی کے کورٹ آف ڈائریکٹرز نے خاص اسی غرض سے لارڈ مارشلٹن (المعروف مارکویس ویلزی) کو ہندوستان کا گورنر جنرل بنایا جنہوں نے مسایل ہندوستان پر غور کرتے ہوئے مرہٹوں کے مقابلے میں نظام علی خان کو کمک نہ دینے پر اپنے مراسلہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۷۹۸ء موسومہ پرنسپلٹ بورڈ آف کنٹرول میں باین الفاظ اظہار خیال کیا ہے۔

”یہ کوئی دُور اندیش نہ پالیسی نہیں ہے کہ نظام اور مرہٹے آپس میں ٹکر کمزور ہو جائیں درآن حالیکہ ٹیپو سلطان آرام میں ہیں“

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے مطمح نظر صرف ٹیپو سلطان تھے گورنر جنرل موصوف نے اس امر پر بھی توجہ کی کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کو معاہدوں کے ذریعے اپنے قابو میں لایا جائے تاکہ وہ ٹیپو سلطان سے متفق ہو کر ان کی قوت میں اضافہ کرنے کا باعث نہ ہو جائیں۔

مارکویس ویلزی جینٹیلٹ گورنر جنرل ۱۷۹۸ء (۱۸ مئی ۱۷۹۸ء) (مکیم ذی الحجہ ۱۲۱۲ھ) کو طاقت پہنچے یہاں آنے کے تین ہی ہفتے بعد ان کو یہ اطلاع ملی کہ ٹیپو سلطان کے دو ایچی فرانس پہنچے جن کے ذریعے انہوں نے حکومت فرانس سے اتحاد قائم کرنے کی تحریک کی اور اسی سلسلہ میں کچھ فرانسیسی عہدہ داروں کو بھی طلب کیا جس پر وہاں سے تقریباً دو سو سپاہی مع عہدہ دار ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کئے گئے جو بنگلور کی بندرگاہ پر ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء (۱۰ ذی قعدہ ۱۲۱۲ھ) پہنچے۔

۱۷۹۸ء میمورائینڈ کرپاٹنس آف مارکویس ویلزی مرتبہ آر۔ آر۔ پیرس جلد اول صفحہ ۱۵۰ ۱۷۹۸ء حسب مراسلہ لارڈ مار

مورخہ ۲۰ مارچ ۱۷۹۸ء موسومہ کورٹ آف ڈائریکٹرز - ۱۷۹۸ء مٹس ہٹری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۷۹۸ء صفحہ ۶۶



نظام علی خان آصف جاہ ثانی

انگریز موصخ اس فرنیسی فوج کے آنے کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان انگریزوں سے سابقہ جنگ کا انتقام لیکر اپنے کھوئے ہوئے علاقہ کو واپس حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ سپاہیوں کی اس قلیل تعداد سے اس سو وطن کی گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ یا تو انگریز کی پنی کو نیچا دکھانے کے لئے صرف اپنی دو سو سپاہیوں کی کمی تھی یا یہ کہ ٹیپو سلطان کو صرف نہیں دو سو سپاہیوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ یہ ضرور ہے کہ ٹیپو سلطان انگریزوں کے موافق نہیں تھے اور عجب نہیں کہ وہ یہ بھی چاہتے ہوں کہ نہ صرف اپنے مترعہ حصہ ملک کو انگریزوں سے واپس حاصل کر لیں بلکہ ان کو ہندوستان سے بھی نکال باہر کریں لیکن اس نوبت پر ان کے ان اعمال پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ شاہ کابل و شاہ ایران سے جو مرہلت ہوئی تھی وہ مرہلہ ریاست کے مقابلے کے لئے تھی۔ شاہ ترکی سے جو مرہلت ہوئی اس کا امکان محض قومیت کے اعتبار سے تھا یا اس لئے کہ خلیفۃ المسلمین کے پاس سے اپنی شاہی کے لئے سند طلب کریں جس کے بعد سے وہ مستند طور پر اپنی ریاست کے خود بادشاہ کہلائے جاسکیں کیونکہ جو امور کہ مخالفین ٹیپو سلطان ان کو برائیت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ بطور خود بادشاہ یا سلطان کا لقب اختیار کرے ہوئے تھے۔ شاہ فرانس سے جو مرہلت انہوں نے کی اس لئے ہو سکتی تھی کہ اپنی فوج کو زیاہ باقاعدہ بنانے اور اس کو یورپی ہول پر فوجی اور حربی تعلیم دلانے کے سامان ہتھیاریں اور

۱۷۸۵ء اس کی تعداد ٹیپو سلطان نے اپنے اطلاعی خط مورخہ ۳۰ اگست ۱۷۸۵ء کو مرہلت فرانس میں صرف ساٹھ سپاہی

بتائی ہے اور لارڈ مارننگٹن نے بشمول عہدہ داران دو سو بتائی ہے۔ مس ہیری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۷۲ء صفحہ ۶۷

اس مخالف انگریز قوم سے اس قسم کی مدد حاصل کرنے میں سہولت اسی صورت میں تھی کہ اس قوم کو یہ بتائیں کہ وہ خود بھی انگریزی قوم کے افراد سے خوش نہیں ہیں۔ بہر حال ٹیپو سلطان کے ان اعمال کو انگریز کمپنی نے سخت ترین بدگمانی سے دیکھا اور یہ تصفیہ کر لیا کہ جتنا جلد ہو سکے لاکھ منصوبوں پر پانی پھیر کر ان کی روزافزون قوت کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا جائے سب سے پہلے لارڈ صاحب نے مدر اس گورنمنٹ کی فوج کو سواحل ملیبار کو روٹ منڈل پر اتر آنے کے احکام دیئے اور اپنے اس خیال کی تائید و تکمیل میں جو بورڈ آف کنٹرول کے پریزیڈنٹ کے موسومہ خط میں ظاہر کیا تھا ٹیپو سلطان سے مقابلہ کرنے کی غرض سے نظام علی خان اور مرہٹہ راجگان و پیشوا کے ساتھ ایک فرید معاہدہ کرنے کی کوشش کی تاکہ اس پیش پا فتنہ ہم میں ان دیسی ریاستوں کی فوجی قوت کمپنی کے زیر اثر آجائے اور ان کے خود مختارانہ اقتدارات کمپنی کی صواب دید پر منحصر ہو جائیں۔

عہد نامہ امدادی کی تکمیل | ۱۷۹۸ء (م ۱۲۱۲ھ) تک حیدر آباد میں ولیم کرک پاٹرک رزیڈنٹ تھے جب وہ کیپ آف گڈ ہوپ چلے گئے تو ان کے بھائی جیمس پچلیس کرک پاٹرک ان کے قائم مقام ہوئے۔ انہیں کے ذریعے نظام علی خان کے ساتھ ایک عہد نامہ یکم ستمبر ۱۷۹۸ء (م ۱۹ ربيع الاول ۱۲۱۳ھ) کو تکمیل پایا جس میں دایمی طور پر انگریزی امدادی فوج کو ملازم رکھنے اور اس فرانسیسی فوج کو جو سرکار عالی میں ملازم تھی برطرف کر دینے کا معاہدہ ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ ان فرانسیسیوں کو جو اس فوج میں ملازم ہوں انگریزی کمپنی کے حوالے کر دیاجا اور آئندہ کوئی یورپین بلا اطلاع کمپنی مامور و ملازم نہ کیا جائے لٹمنٹ کرنل ولسی کا

بیان ہے کہ اس فرانسیسی فوج کی برطانی کے لئے نظام علی خان اور ان کے وزیر اسطوجاہ کو راعب کرنے میں بڑی قوتیں اٹھانی پڑیں ولسن کا یہ بیان خلاف واقعہ نہیں ہے اس سلسلے کہ نظام علی خان کے تخیل کے تحت اسطوجاہ کا مسلک یہ تھا کہ فرانسیسیوں سے خطرے کی صورت میں انگریزی افواج سے مدد لیں اور انگریزی افواج سے خطرے کی صورت میں فرانسیسی فوج سے اور اس فوج کو برطرف کر دینے کی صورت میں اس فائدہ کے حاصل کرنے کا موقع باقی نہیں رہتا بلکہ صرف انگریزی فوج کی رضا جوئی میں رہنا پڑنا جیسا کہ بعد میں فی الحقیقت ہوا لیکن اس وقت نظام علی خان کے مرض فاج میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ریاست کے اندرونی حالات اور ان کی قائم مقامی کی کشمکشوں میں (جس کا ذکر آگے آئے گا) اسطوجاہ اس عہد نامہ کی تکمیل پر مجبور ہوئے اور نظام علی خان سے تنگبلی دستخط حاصل کر لی۔ یہ وہی عہد نامہ ہے جس کی رو سے ریاست آصفیہ تمام خارجی معاملات میں انگریزی کمپنی کے زیرِ اگٹی اور ایک حد تک اپنی حقیقی خود مختاری کھو بیٹھی اور چونکہ یہ خاص اہمیت رکھتا ہے اس کا ترجمہ ہم ضمیمہ ہف میں درج کرتے ہیں۔

عہد نامہ کی تکمیل کی نوبت پر سکندر جاہ کی | اس عہد نامہ کے شرائط کے تصفیے کے لئے جو مشکلات انگریزی تخت نشینی میں اسناد کی سہولت اور اس کے ہنر | کمپنی کو درپیش تھیں ان کا اجمالی ذکر مارکوس ویلز نے اپنے مراسلہ نشان (۴۷) موسومہ مکیپتان جے اے کرک پیٹرک میں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسطوجاہ یہ بخوبی جانتے تھے کہ اس عہد نامہ کے شرائط زیادہ تر کمپنی کے مفید مطلب تھے۔

اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ چند ایسے امور بھی طے کر لئے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں وہ امور یہ ہیں :-

(۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے۔

(۲) ریاست آصفیہ کے اندرونی انتظامات و رفع مناقشات کے لئے

انگریزی افواج متعینہ ریاست سے مدد ملا کرے۔

(۳) جیدر آباد اور پونہ کی ریاستوں میں جو اختلافات واقع ہیں یا آئندہ ہوں

ان کے ارتفاع میں انگریزی کمپنی حصہ لے اور مدد دے۔

ان میں سے مابعد الذکر دو امور ایسے تھے جن کے متعلق انگریزی کمپنی نے قبل ازیں

جواب دیدیا تھا کہ اس کو ریاست کے ان امور سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ ان امور

میں نظام کی کوئی مدد نہیں کر سکتی جس پر اسطو جاہ کو ضروری معلوم ہوا کہ ان ہر دو مسائل

کے متعلق بھی انگریزی کمپنی سے کوئی سمجھوتہ کر لیں۔ اور امر مقدم الذکر یعنی تخت نشینی سکندر جاہ

کے متعلق تائید حاصل کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پائی گئی کہ نظام علی خان کی علالت

(از مرض فالج) کے دوران میں سکندر جاہ نے جلد بازی کر کے امور ریاست میں بیجا مداخلت

کی تھی جو نظام علی خان کو ناگوار گذری اسی بنا پر خود بدولت نے اُن پر نگرانی قائم کر دی تھی

سکندر جاہ کی جلد بازی کا سبب یہی ہو سکتا ہے کہ نظام علی خان نے یہ تصفیہ کر لیا تھا کہ

اپنے ممالک محروسہ کو تین حصوں تقسیم کر کے ہر ایک حصہ اپنے فرزندوں میں سے سکندر جاہ

فریدیوں جاہ اور جہاندار جاہ کے نامزد کردین چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے متعلق سندیں بھی تیار کر دی گئی تھیں لیکن امیر پائیگاہ اور راجہ شامراج نے اس خیال کے تحت کہ فریدیوں جاہ نظام علی خان کے قائم مقام ہوں ان اسناد کو بروئے کار آنے سے روک رکھا۔

فریدیوں جاہ ایک حد تک انگریزوں کے مخالف تھے جب اسطو جاہ پونہ سے واپس آئے خدمت مدار المہارمی کا جائزہ حاصل کر چکے تو انہوں نے دیکھا کہ نظام علی خان کے وہ صاحبزادے (سکندر جاہ) جن کے عقید میں وہ اپنی پوتی کو دنیا چاہتے تھے اس طرح محروم کئے گئے ہیں تو ان کو اپنی آئینہ توقعات کے منقطع ہو جانے کا یقین ہو گیا اس لئے انہوں نے سکندر جاہ سے خفیہ طور پر مصافحت کر کے پہلے نظام علی خان سے یہ منظوری حاصل کر لی کہ سرکاری کاغذات پر سکندر جاہ دستخط کیا کریں کیونکہ فالج کا اثر سیدھی جانب پر ہونے کے باعث نظام علی خان اس قابل نہیں رہے تھے کہ سرکاری کاغذات پر کچھ لکھ سکیں یا دستخط کر سکیں اس حکم کے حصول کے ساتھ ساتھ اسطو جاہ نے ان کی تخت نشینی کے لئے انگریزی کمپنی سے تائید حاصل کر نیکی تجویز کی۔ اور اسی تجویز کے تحت مابہ البحت عہد نامہ کی تکمیل کے وقت اس مسئلہ کو بھی پیش کر دیا۔ کپتان جے لے کرک پیٹریک کی اطلاع دہی پر مارکویس ویلنری نے ان کو مراسلہ نشان (۳۷) میں یہ لکھا کہ :-

”میرا مصمم ارادہ ہے کہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کی جائے لیکن میں نے اس کو اعظم الامر سے فی الحال مخفی رکھنے کی جو تم کو ہدایت کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ظہار

ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے۔“

اس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نظام علی خان سکندر جاہ کو تخت نشین کرنا نہیں چاہتے تھے اور ان کی تخت نشینی کی نسبت جو مفاہمت کہ اسطو جاہ اور انگریزی کمپنی کے مابین ہو رہی تھی وہ نظام علی خان کے بلا علم و اطلاع تھی۔

اسطو جاہ کے ان پیش کردہ امور میں سے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق کسی تحریری وثیقہ یا تصفیہ کے بغیر عہد نامہ تکمیل پا گیا اور میسور کی جنگ کے بعد ویلزی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد دینے کے لئے آٹھ شرطیں پیش کر کے جے اے کرک پیٹرک کو لکھا کہ ”اگر سکندر جاہ ان شرطوں سے ناراض ہوں تو تم اسطو جاہ اور میر عالم مل کر نظام کے کسی اور لڑکے کو انہیں شرطوں کے ساتھ تخت پر بٹھانے کے لئے آمادہ کرو۔“

یہ شرطیں سکندر جاہ نے بلا علم و اطلاع نظام علی خان تسلیم کر لئے۔

فرانسیسی فوج کی برطانیہ معاہدہ مذکور کی تکمیل کے ڈیرہ جہینہ بعد تک بھی فرانسیسی عہدہ داروں کی برطرفی عمل میں نہیں آئی جب انگریزی رزیدنٹ نے اپنی سابقہ فوج میں اضافہ کے لئے مزید انگریزی فوج طلب کر لی تو نظام علی خان کو یہ دھمکی دی کہ اگر فرانسیسی عہدہ داروں کے برطرف کرنے میں اب بھی کوئی پس و پیش ہو تو وہ خود اپنی فوج کو حکم دیدینگے کہ

۱۔ ڈسپاچس آف ویلزی و میجا آرمی مارٹن جلد اول صفحہ ۱۳۵ مرسلہ نشان (۲۱)، مورخہ ۶ نومبر ۱۷۹۹ء

فرانسیسی فوج کی چھاؤنی پر حملہ کر دے اور اس کے ساتھ اپنی انگریزی فوج کو اس چھاؤنی سے قریب ترجائیہ کرنے کا حکم بھی دیدیا جس کے بعد بندگانِ عالی نے فرانسیسی عہدہ داروں کو برطرف کر کے ہالیاں کمپنی کے سپرد کر دیے کا حکم دیا ہے، اے، کرک پیٹرک حکم برطرفی کے حصول کیلئے جس وقت نظام علی خان کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کے مددگار مسٹر مالکم اور ڈاکٹر پو بھی تھے حضور نے احکام برطرفی کے ساتھ رزیدنٹ کو ایک ایک جغیہہ سرپیچ اور کٹھی مرواید سے اور ایک ایک جوڑ دست بند اور بھیند سے سرفراز کیا اور ان کے ہمراہیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک جغیہہ اور سرپیچ عنایت ہوا۔

سرکارِ عالی کی فرانسیسی فوج میں صرف ایک سو چوبیس فرانسیسی عہدہ دار تھے جن کی برطرفی کے بعد ان کے تحت کی فوج نئے عہدہ داروں کے سپرد کر دی گئی اس برطرفی کے لئے جو اہتمام انگریزی کمپنی کے ذریعے ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ برطرف ہونے والے عہدہ دار اگر چاہتے تو اپنی ماتحت فوج کے ذریعے ریاست کی افواج پر حملہ کر دیتے بہر حال احکام برطرفی کی تعمیل کی غرض سے کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو پچاس سپاہیوں کی فوج بجاڑے سے حیدر آباد آئی جو یہاں کی سابقہ فوج (متعلقہ بنگالا) سے ملحق ہو گئی۔ اس فوج کے حیدر آباد آجانے کے بعد ہی رزیدنٹ بہادر نے حملہ کی دھمکی دیکر فرانسیسی عہدہ داروں کی برطرفی کے احکام حاصل کیے جس کے بعد اس فوج نے فرانسیسی فوج کی چھاؤنی کا محاصرہ کر لیا اور اس کے سپاہیوں کی دہکونی کر کے ان سے وعدہ کیا گیا

ان کی پوری پوری تنخواہیں (جو ادا طلب تھیں) ادا کر دی جائیں گی۔ اس توقع میں سپاہیوں نے فرانسیسی عہدہ داروں سے انحراف کر لیا جس کے بعد ان میں کا ہر ایک عہدہ دار ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گیا۔ اس طرح انگریزی فوج نے ان کو اپنی حراست میں لیکر کمپنی کے علاقہ میں روانہ کر دیا۔

عہد نامہ مذکور کی مکمل تعمیل کے دوران میں گورنر جنرل کو یہ اطلاع کہ شاہ فرانس (نپولین اعظم) نے مصر پر حملہ کر دیا ہے جس کے قلعہ ہو چکنے کی صورت میں اس کا ہندوستان پر حملہ آور ہو جانا قرین عقل بھی تھا اور آسان تر بھی اس لئے لارڈ مارننگٹن نے ادھر بدراس کی فوج کو حکم دیا کہ میسور کے حدود کی طرف بڑھے اور ادھر پڑی کی فوج کو احکام بھیجے کہ سربرنگٹن کی طرف بڑھ آئے تاکہ مدراس کی انگریزی فوج کی کمک کر سکے اور ایک طرف سے سرکار عالی کی انگریزی افواج بھی طلب کی گئیں۔ عہد نامہ مذکورہ الصدر میں کوئی ایسی شرط صراحتہ موجود نہیں ہے کہ میسور سلطان کے مقابلے پر اس فوج کے کام لیا جائے گا یا سرکار نظام کی اور فوج سے مدد حاصل کی جائیگی اور اس مدد کے معاوضہ میں مال غنیمت یا حصہ ملک جو کچھ ہندوستان ہوا اس کی تقسیم باہمی کس تناسب سے ہوگی البتہ اس کے فقرہ خیم میں بالا جمال یہ مذکور ہے کہ

”یہ امدادی فوج ہر وقت اہم خدمات کے لئے آمادہ رہیگی مثلاً حفاظت ذات بندگان عالی یا ان کے وژنا، اور قائم مقاموں کے لئے باغیوں کی اور ریاست میں فتنہ و فساد مچانے والوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے لیکن اس کو چھوٹے چھوٹے معمولی امور پر یا حصول محاصل کے لئے مثل فوج سبزی مامور نہ کیا جائے گا۔“

سابقہ جنگ میسور (۱۷۹۲ء) کے قبل ایک معاہدہ ۱۷۹۰ء (م ۱۲۰۲ھ) میں ہوا تھا جس میں فوجی امداد اور اس کے معاوضہ میں باہمی تقسیم کا ذکر ہے لیکن یہ یاد رہے کہ اس عہد نامہ میں تین فریق (نظام علی خان پشیوا اور انگریزی کمپنی) تھے اور اس کی دوسری شرط میں ہر سہ فریق سے نقص معاہدہ کی وجہ سے ٹیپو سلطان پر فوج کشی کرنے کی قرارداد تھی۔ اس عہد نامہ کا اثر اس جنگ (۱۷۹۲ء) کی صلح کے ساتھ ہی باقی نہیں رہا کہ اس نوبت پر اس سے استفادہ کیا جاتا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ٹیپو سلطان کے کچھ اثرات ریاستِ آصفیہ میں قائم ہو گئے تھے کہ نظام علی خان کے بھانجے امتیاز الدولہ ممتاز الامرا کے ذریعے ٹیپو سلطان ریشہ دوانی کر رہے تھے اور ان کے ایک سفیر موسوم بہ مدینہ صاحب ان کی طرف سے حیدر آباد آتے جاتے تھے اور غالباً یہاں کے امرا میں سے بعض ان کی حمایت میں بھی تھے اس لئے انگریز کمپنی کے عہدہ داروں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس عہد نامہ میں اس آنے والی جنگ میسور کا کوئی ذکر صراحتہ کیا جائے یا اس کے متعلق کوئی شرط مرقوم ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ اس عہد نامہ سے سخت مخالفت کی جاتی۔ صرف فوجی اضافہ کی غرض ظاہر کر کے اور فرانسیسی عہدہ داروں کے بطرف مکر دینے کی قرارداد پر عہد نامہ ۱۷۹۶ء (م ۱۲۱۳ھ) طے کیا گیا۔ ممکن ہے کہ اسطو جہاں سے ریڈیٹس نے بالمشافہ میسور پر فوج کشی کی نسبت کوئی اقرار کیا ہو یا خفیہ طور پر کوئی اور معاہدہ ہوا ہو جس کا کوئی شایع شدہ داخلہ ہمارے حیطہ علم میں نہیں ہے۔

اس موقع پر طلبی فوج کے ساتھ اس فوج کی سپہ سالاری کی نسبت مارکوس ویلزلی نے

ریڈینٹ کرک سپاٹرک کو لکھا۔

”کوشش کی جائے کہ اس ہم میں عظم الامراء اسطوجاہ، افواج نظام کے سپہ سالار رہیں اور اگر کسی خاص وجہ سے وہ نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان افواج کے ہمارے ہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جاسکے تو کسی اور شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے (خیال رہے کہ سپہ سالار ایسا شخص ہونا چاہیے جو معتبر اور امیر ہونے کے علاوہ عرض واحد میں کچھ رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدر آباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے۔“

اس سے ظاہر ہے کہ انگریزوں کو اپنی تائید کی نسبت اسطوجاہ پر پورا بھروسہ تھا لیکن اس کے ساتھ ویلنزی کو یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ نظام علی خان ان دنوں صحیح المزاج نہیں تھے اس لئے اسطوجاہ کا ان کی قربت سے دور رہنا نہ خود ان کے مفاد کے منظر قرین عقل تھا اور نہ خود کمپنی کے مقاصد کے لحاظ سے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ اس فوج کے سپہ سالار اسطوجاہ نہ ہوں تو کوئی ایسا شخص ہو جو ان کا ہم خیال ہو اور ریاست کے امرا میں سے نہ ہو۔ اسی لئے انگریزوں کی کمپنی کے طرفدار تھے اور نہ راجہ شامراج و ممتاز الامراء ویلنزی کے جملہ آخر سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چونکہ دربار میں ان صفات کا آدمی ملنا مشکل تھا جن کا انہوں نے

ذکر کیا ہے اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ متوجہ جانب ریاست کوئی انگریزی سربراہی اس خدمت کے لئے نامزد کر دیا جائے لیکن اس کو پسند نہ کیا گیا آخر کار نظام علی خان کی منظوری سے اسطو^{حہ} نے میر عالم کو سپہ سالاری پر مامور کر دیا اور ان کے ہمراہ ہادی الدولہ بہرام جنگ، سعید گواڑ، اور ابوتراب خان کو ہم پر جانے کا حکم ہوا۔ یہ فوج دریائے کرشنا کے کنارے پہنچ کر رگ گئی اس کے متعلق ولزلی نے اپنے ایک مراسلہ کے ذریعے جے اے کرک پیٹرک کو یہ اطلاع دی کہ

”مجھے کپتان ولزلی کا ایک خط ملا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ نظام انفسری نے (چھبڑ کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پراؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہو گئی ہے میر عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔“

اس سے پایا جاتا ہے کہ یا تو فوج کو ٹیپو سلطان پر حملہ کی غرض سے نکلنے کی اطلاع اس مقام پر ملی اس لئے اس نے ان کے مقابلہ سے انحراف کر دیا یا یہ کہ دریائے کرشنا کی طغیانی کی وجہ سے اس نے اس کے پار ہونے سے انکار کر دیا بہر حال اس کو آمادہ کیا گیا اور یہ فوج جب دریائے کرشنا پار ہو چکی تو فروری ۱۷۹۹ء (۱۲ رمضان ۱۲۱۳ھ) میں کرنل آرتھر ولزلی کی فوج سے ملحق ہو گئی۔ اور میر عالم کی نگرانی فوج بے قاعدہ پر قائم رہی حملہ یا پیش قدمی میں ان کے احکام یا مشورے کو کوئی دخل نہ رہا۔

وجہ سے رکھا اور اعلان جنگ | انگریزی افواج کی پیش قدمی کے بعد غالباً وجہ تحریک جنگ پیدا کرنے کے لئے مارکوئس ویلنلی نے ٹیپو سلطان کو مطالبات ذیل میں متواتر چہ خطوط لکھے۔

(۱) نووارد فرانسیزیوں کو انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جائے۔

(۲) انگریزی کمپنی کا کویل (رزٹڈنٹ) دارالریاست سررنگ پٹن میں رکھا جائے

(۳) بنا دمقبوضہ (مثلاً کوڑیاں بندر منگلور وغیرہ) بغرض تجارت انگریزی کمپنی کے تفویض کر دیئے جائیں۔

یہاں ہم کو اس سے کوئی حجت نہیں کہ یہ مطالبات کس حد تک سچا تھے بہر حال ان کا جواب ٹیپو سلطان نے گورنر جنرل کے حسب وخواہ نہ دیا اسی بنا پر میسور پر فوج کشی کا اعلان کر دیا گیا۔

حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان | صاحب نشان حیدری کے بیان کے موافق اس موقع پر ٹیپو سلطان کے ملک میں کچھ ایسی سازشیں ہو گئی تھیں کہ بعض ملازم عہدہ دار و اماراد پرودہ خود ان کے مخالف ہو گئے اور احکام کی عدم تعمیل اور مال مٹول سے غنیمت کو اپنے حسب منشاء حملہ ہونے میں کامیابی کا موقع دیتے تھے چنانچہ ان کا دیوان میر صادق سپہ سالار قمر الدین خان وغیرہ اسی زمرہ میں تھے اور ٹیپو سلطان کو ان کے حقیقی خیر خواہوں سے بظن گرا کر ان سے دور کر رہے تھے تاکہ وہ ان کا ساتھ نہ دے سکیں۔

مدرسہ کی انگریزی فوج جب جنرل ہائیس کے تحت میسور کی طرف بڑھی تو ٹیپو سلطان نے

پورٹیا کو ان کی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ جو اپنی فوج کو انگریزوں کی مدافعت سے باز رکھ کر اس کے آگے پیچھے لگا رہا تاکہ یہ ظاہر ہو کہ قابو کی تلاش میں ہے اور اس کی فوج نے کسی مقام پر کہیں حملہ بھی کر دیا تو حملہ آوروں پر زبرد تو بیچ کر دی جس سے پھر اس کی فوج نے حملہ کا قصد ہی نہ کیا جب ٹیپو سلطان کو انگریزی فوج کے بڑھے آنے کی اطلاع ملی تو وہ بذات خود چین پٹن تک آگئے لیکن عین اسی موقع پر انگریزی جنرل اپنا رخ پھیر کر دوسری سمت چل نکلا ٹیپو سلطان نے یہ خبر پا کر وہی رخ اختیار کیا آخر ٹرولی (عرف گلشن آباد) میں غنیم کو جالیا۔ اس مقابلہ میں قمر الدین خان نمک حرامی کر کے اپنی ہی فوج پر ٹوٹ پڑا جس سے ٹیپو سلطان کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اسی دوران میں یہ خبر ملی کہ کورگ کے راستہ سے بمبئی کی انگریزی فوج سررینگ پٹن کی طرف آرہی ہے اس اطلاع کے ساتھ ہی ٹیپو سلطان کچھ فوج جنرل ہاریس کی مدافعت پر چھوڑ کر آپ کورگ کی طرف متوجہ ہوئے جہاں ٹیپو سلطان کے بعض سرداروں نے میجر اسٹوارٹ کا مقابلہ کر کے اس کو راستہ سے ہٹا دیا جس کے بعد وہ کالی کوٹ کی طرف بھگ گیا اور ٹیپو سلطان سررینگ پٹن کو لے اس اتنا ہیں جنرل ہاریس سررینگ پٹن کے قریب آگئے تھے ایک سمت خود ان کی فوج تھی دوسری طرف سرکار نظام کی امدادی باقاعدہ انگریزی فوج اور بے قاعدہ ریاست کی فوج اور تیسری جانب بمبئی کی فوج ان ہر سہ افواج نے سررینگ پٹن کا محاصرہ کر کے گولہ باری شروع کر دی ٹیپو سلطان کے بعض نمک حرام عہدہ داروں کی وجہ انگریزی افواج ایک شکستہ فضا کی

۱۔ نشان حیدری نمبر ۳۸۳ ۲۔ صاحب نشان حیدری نے ریاست حیدرآباد کی فوج کی تفصیل یہ بتائی

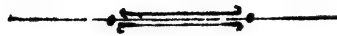
کرنل رابرٹ کے تحت چار ہزار سپاہ دار ہیں دو ہزار سپاہ بنگالہ، میر عالم کے تحت آٹھ ہزار سوار، روشن رائے کے تحت چھ ہزار پناہ

راہ سے قلعہ میں درائیں اور دروازوں پر قبضہ کر لیا جس کے بعد ٹیپو سلطان بذات خود نکل آئے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے ۴ مئی ۱۷۹۹ء (۲۹ مئی ۱۲۱۳ھ) کو شہید ہو گئے۔ سر رینگ پٹن انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

یہاں ہم یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ واقعات سے کوئی امر ایسا نہیں پایا جاتا جس سے یقین کیا جاسکے کہ انگریزی کمپنی یا ان کے حلیف نظام علی خان یا ان کے دیوان ایسٹو جاہ کا یہ خیال یا یہ منصوبہ تھا کہ ٹیپو سلطان کو شہید کر دیں اور اس کے بعد تمام ملک میسور کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ خود ٹیپو سلطان کے تک حرام عہدہ دار یہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے سلطنت منزع ہو جائے اور وہ اس جنگ میں کام آجائیں چنانچہ قلعہ سر رینگ پٹن پر قبضہ ہونے تک بھی ان کو صحیح خبریں نہیں پہنچانی جاتی رہیں اور مقابلے سے پہلو تہی کرتے رہے اور نہ اس عالم پریشانی میں ٹیپو سلطان کے صلاح کاروں نے کوئی صحیح مشورہ ان کو دیا جب محاصرہ کی صورت دیگر گوں ہوتی نظر آئی تو ٹیپو سلطان نے اپنے فرانسسیسی سردار موسیٰ اسیپو کو طلب کر کے مشورہ کیا جس پر اس نے رائے دی کہ شب میں ایک حصہ فوج کے ساتھ معہ خزانہ قلعہ سے نکل کر چیتیل درگ چلے جائیں اور قلعہ سر رینگ پٹن خود (موسیٰ اسیپو) کے سپرد کر دیں۔ یہ ممکن تھا کہ ٹیپو سلطان اس مشورے پر عمل کر کے قلعہ چیتیل درگ میں پناہ گزین ہو جاتے یا ان شرائط کو (گو وہ کتنے ہی شدید کیوں نہ ہوں) قبول کر لیتے جو انگریزوں نے ان کی تحریک صلح پر پیش کئے تھے لیکن انہوں نے نہ ان شرائط کو قبول کیا اور نہ موسیٰ اسیپو کے مشورے پر کاربند ہوئے بلکہ پھر اپنے دیوان میر صادق اور پورنیا سے مشورہ کیا جنہوں نے اس

فرانسیسی سردار کی رائے کا تخیلہ اس طرح کیا کہ
 ”فرانسیسی اور انگریز دونوں ایک ہی سنگ زرد برادر شغال حضرت
 یقین فرمائیں کہ جیسے ہی حضرت نے قلعہ ان کے سپرد کیا یہ انگریزوں
 کے تفویض کر دیں گے۔“

اس کے بعد بد الزماں نے اس پر اور مستزاد کیا کہ
 ”قبلہ عالم! جیسے ہی حضرت کا مع خواتین و خزانہ و شہزادگان
 قلعہ چھوڑ کر باہر تشریف لیجنا معلوم ہوگا سب جانثاروں کی ہمتیں اٹھ
 جائیں گی اور شیرازہ جمعیت قائم نہ رہے گا۔“
 جس پٹیو سلطان فتح غرمت کر کے خزانہ و جواہرات کے صندوق وغیرہ جیسے
 ویسے رکھا دیئے اور راضی برضائے مولیٰ ہو بیٹھے۔



تقسیم ملک میسور

ٹیبو سلطان کی شہادت کے بعد ملک میسور اور ٹیبو سلطان کی مال و دولت پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد اس کی تقسیم کا مسئلہ پیش ہوا۔ اس نوبت پر فریقین معاہدہ صرف دو (نظام علی خان اور انگریزی کمپنی) تھے جن میں اس تمام ملک و مال کی تقسیم ہونی چاہیے تھی لیکن ویلزی یہ چاہتے تھے کہ اس کی تقسیم میں اپنی آئندہ صلاح فلاح کو پیش نظر رکھ کر اس کو اس قسم سے تقسیم کریں کہ نظام علی خان کا رقبہ حکومت بھی بہت زیادہ ہونے نہ پائے اور اس جنگ میں ٹیبو سلطان کے جس عہدہ دار (میر قمر الدین خان) نے انگریزوں کی طرفداری کی ہے اس کو بھی کوئی حصہ دیا جائے۔ اور مرہٹوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے اگرچہ وہ اس جنگ میں کوئی عملی حصہ نہیں لئے تھے جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ اس قوم کو بھی اس طرح اپنا ممنون احسان کر کے ہموار کر لیا جائے اور سابق راجہ میسور کی بیوہ کے لڑکے کو تخت سلطنت پر ٹنکن کر دیا جائے تاکہ ایک تو اس طرح نیا بنایا ہوا راجہ ان کا شریک و حلیف رہے اور دوسرے یہ کہ اس نئے راجہ کو ٹنکن کرنے کی صورت میں بیوہ رانی سے اس معاہدہ کی تعمیل میں مقول جلب منفعت ہو جو انگریزی کمپنی نے ذریعہ ترمل راؤ (نایب رانی میسور) سے ۱۸۴۲ء (۱۹ شوال ۱۱۹۶ھ) کو بتمام نجا ور کیا تھا۔ یہ سب امور ایسے تھے کہ لارڈ صاحب کو

فرد فرید اس کو طے کرتے تو اس کا امکان تھا کہ نظام علی خان یا ان کے دیوان اسطوجاہ کے دل میں سوچنی اور مخالفت پیدا ہو جاتی۔ اسی بنا پر انہوں نے تقسیم ملک و مال کے لئے ایک کمیٹی مرتب کی جس کے ارکان جنرل ہاریس، کرنل آرتھر ویلزلی، ہنری ویلزلی (لارڈ کوئی) لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک، لفٹنٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملک، اور منرو مقرر ہوئے۔ اور ریاست آصفیہ کے حقوق کی حفاظت کی غرض سے اسطوجاہ سے یہ منظوری حاصل کرنی کہ لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک نمایندہ ریاست رہیں۔ اس کمیٹی کے مامور ہونے کے بعد مختلف اجلاس ہوئے جس میں تقسیم ملک و مال کے مسائل پیش ہوتے رہے اور جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً میر عالم اور جے اے کرک پیٹرک (ریڈنٹ) کے ذریعے اسطوجاہ و نظام علی خان کو ہوتی رہی۔

تقسیم میں ملک کے علاوہ مال غنیمت بھی تھا جس میں نقد و جواہر کے علاوہ اجناس و جانور بھی تھے۔ مسائل تقسیم پر اسطوجاہ نے متجانب نظام علی خان جو اختلاف کیا ہے ان کے خط و مضمونہ میر عالم سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے ضمیمہ میں بحسنہ درج کیا ہے۔

تقسیم مال کی نسبت اسطوجاہ کو اطلاع دگئی تھی کہ غنیمت میں صرف ایک لاکھ ہون کا مال سپاہ سرکار کے حصہ میں آتا ہے جس پر وہ تعجب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

یہ مارکو ریس ویلزلی کے دوسرے بھائی تھے جو بعد میں ڈونگٹن سے مخاطب ہوئے۔

لکھنیا کو ریس ویلزلی کے سب سے چھوٹے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ کوئی سے مخاطب ہوئے۔

”گورنر جنرل بہادر نے تو یہ لکھا تھا کہ تو شک خانہ و آلات حرب و ضرب کے علاوہ کروڑ ہا روپیہ کا مال تھا جس میں بنگا نعالی مساوی کے شریک ہیں اگر یہ کہا جائے کہ سرکار عالی کی جمعیت کم ہے اور کمپنی کی زیادہ اسی تناسب سے تقسیم ہوگی تو کہا جائے کہ اس صورت میں شرکت مساویانہ باقی نہیں رہیگی جس کی قرارداد ہوئی ہے اور اس کمپنی کی بنیادی ہوگی ہرگز اس حصہ کو قبول نہ کیا جائے اور اہل کمپنی یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا قاعدہ ہے کہ غنیمت سپاہیوں کا حق ہے تو ان سے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ٹیپو سلطان کے متعلقین و فرزندان نصف ملک اور خزانہ کے طلبکار ہیں تو ان کو کیوں دیا جاتا ہے اس واسطے کہ قلعہ پوریش کے ذریعے فتح ہوا ہے اور فرانسیسیوں کے مثل وہ بھی اسیروں میں داخل ہیں انہیں صرف بقدر پرورش قوت لایموت دینا مناسب اور واجب ہے بقیہ حصہ مساوی ہو اور سرکار عالی اور کمپنی انگریزی اپنے اپنے حصہ میں مختار ہے چاہے اپنے سپاہیوں کو دے یا نہ دے۔“

ملک کی تقسیم میں پہلے یہ قرارداد ہوئی کہ اس کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک ٹیپو سلطان کے پسماندوں اور فرزندوں پر تقسیم ہوگا اور باقی دو شریکاء تقسیم کر لیں گے لیکن چونکہ کمپنی کے مطمح نظر یہ تھا کہ انگریزی کمپنی نظام علی خان، پیشوا، اوڈیو سلطان کے وہ عہدہ دار جو اس جنگ میں انگریزی کمپنی کے طرفدار رہے ہوں انہیں مستفید ہوں اور ان کے علاوہ ریاست میسور پر سابق راجہ کی اولاد سے کسی کو ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے وہ قرارداد کو کالعدم کر دی گئی اور

جب ان مسایل کو پیش کر کے اسطوجاہ کو یہ اطلاع دیکھائی کہ اس طرح ملک تقسیم ہو جائے تو سات لاکھ ہون سالانہ محاصل کا علاقہ سرکار عالی کے حصہ میں آئیگا جس میں سے دو لاکھ ہون سالانہ کا علاقہ شیو سلطان کے سپہ سالار میر قمر الدین خان کی جاگیریں دیا جائے تو ان کے حصہ میں صرف پانچ لاکھ ہون کا علاقہ بچ رہے گا اس علم کے بعد اسطوجاہ میر عالم کو لکھا کہ

”حالیہ جنگ کے دوران میں شیو سلطان نے جب مصالحت کے لئے سلسلہ جنبا کی تھی تو ان کے پاس جنرل ہاریس نے یہ شرط پیش کی تھی کہ دو کروڑ روپیہ نقد اور نصف ملک دیدیا جائے اگر اسی صلح ہو جاتی تو یقیناً بندہ کا نکالی اس میں سے نصف حصہ پاتے جب ان شرائط پر صلح نہیں ہوئی اور ملک حسب مراد بالکل فتح اور شترکا، کے قبضہ میں آ گیا ہے تو اس کی تقسیم میں جو کچھ بکا کو ملے وہ اس حصہ سے زیادہ ہی ملنا چاہئے جو ان شرائط کے تحت مل سکتا تھا نہ کہ اس سے کم۔“

کیٹی نے اسطوجاہ کی اس حجت پر کوئی لحاظ نہ کیا اور انہیں امور کے تحت تقسیم قرار داد کر لی جو ان کے پیش نظر تھے۔ اس کے بعد تفویض تعین مواضع کا مسئلہ تھا جس میں منجملہ دیگر مواضع کے اسطوجاہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ چیتل درگ نظام علی خان کے حصہ میں آئے لیکن مارکوئس ولینزی کو اس سے بھی اختلاف ہوا اور قرار یہ دیا کہ وہ کمپنی کے کسی ساختہ پرواختہ شخص کے تابع رہے چنانچہ انہوں نے مراسلہ مورخہ ۵ جون ۱۷۹۹ء کے ذریعہ فلٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک (کرک کی تقسیم) کو لکھا کہ

”چیتیل درگ اور بید نور وغیرہ راجہ میسور کے قبضہ میں دیئے جائیں گے اور بلجاٹ

اس کے کہ اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر ہمارے
نہج حکم رہیں گے لیکن میں اس امر پر متفق نہیں ہو سکتا کہ چیتیل درگ نظام کے قبضہ میں دیا جائے
یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہوگا اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ ایسا خیال میرے عالم کا ہوتا
ان کے دل سے نکال دو۔“

چیتیل درگ کا قلعہ نہایت مستحکم اور شاندار تھا اور حدود ممالک سرکار عالی سے
قریب ہونے کے باعث اسطو جاہ اس کو ممالک محروسہ میں داخل کرنا چاہتے تھے اگرچہ
سرکار عالی کے تفویض کیا جاتا تو ممالک محروسہ اور نئے راجہ میسور کے حدود باہم مل جاتے
جس کو انگریزی کمپنی مناسب تصور نہیں کرتی تھی اور سوائے اس کے کمپنی کا مقصد غالباً یہ
بھی تھا کہ اس موقع پر اس معاہدہ سے بھی فائدہ اٹھایا جائے جو رانی میسو کے ساتھ ۱۸۱۷ء
۱۸۱۷ء کو نسبت تخت نشینی راجہ اس کے نایب کے ذریعے ہوا تھا اور جس کا آخری فقرہ تھا۔
”نظام اور مرٹوں کو اس حصہ ملک کے سوائے جو وراثتہ ان کے قبضے

میں رہا ہو اور کوئی خطہ نہ دیا جائے۔“

اسی لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مزید قطعہ نظام علی خان کے قبضہ و تصرف
میں جائے اگر ایسا ہو جاتا تو کمپنی کو اس معاہدے کے تحت کسی مطالبہ کا قانونی حق

۱۷ دہاکس آف ویلزلی مرتبہ آدیم مارٹن جلد ۲ صفحہ ۲۵ ۱۷ میر عالم اس معاملہ میں صرف ایک سفیر کی

۱۷ دی ٹریڈنگ کمپنی کی طرف سے ۱۹۱۹ء جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ کام کر رہے تھے۔

باقی نہیں رہتا۔ ان امور متنازعہ چرچہ و منشا، اسطوحاہ میر عالم نے نکستی تقسیم میں اور مستقیم الدولہ نے رزٹینٹ (جے اے کرک پیٹرک) سے استبداد کیا جس کی اطلاع پر مارکویس ویلزی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۹۹۹ء لکھا کہ

”باوجود برٹش گورنمنٹ اور میر حسن سلوک کے میر عالم نے ہم دونوں (یعنی ویلزی اور کرک پیٹرک) کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے (جو انہوں نے اعظم الامرا کو سترنگاٹم سے لکھے ہیں) ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میر عالم کی اس روش کی سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں کہ وہ سترنگاٹم کی تقسیم غنیمت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم رہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی عاقبت اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاریس کے حصہ کے مساوی کا مستحق قرار دیتے ہیں ان کے اس ناوابجی ادعا سے انحراف کئے جانے پر یہ بے چینی واقع ہوئی یہ طرز عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آئندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے۔“

اس سے یہ ظاہر ہے کہ لارڈ صاحب نے میر عالم کو ریاست میں اور خود رئیس کے پاس بدنام کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ مال غنیمت سے اپنے لئے کسی حصہ کے طلبگار جس کے نہ ملنے پر وہ یہ اعتراضات پیدا کر رہے ہیں۔ اسطوحاہ کا محولہ خط دیکھا جائے تو

۱۔ میر عالم جب جم بیور پر روانہ ہوئے تو ان کی جگہ مستقیم الدولہ اسطوحاہ اور رزٹینٹ کے مابین کوئل مقرر ہوئے

معلوم ہوگا کہ ان اعتراضات میں میرے عالم کی ذاتی رائے کو بہت کم دخل تھا جو کچھ انہوں نے عمل کیا صرف امتثال امر میں بموجب ہدایت کیا ہے۔

اس کے بعد اسی خط میں ویلزی نے نظام علیخان اور ارسطو جہا کے اعمال پر بھی تنقیدی نظر ڈالی ہے اور اس میں ان فوائد و برکات کا ذکر کیا ہے جو نظام علی خان اور ان کی ریاست کو انگریزی اتحاد سے حاصل ہوئے تھے تاکہ ان سب کے اظہار کے ساتھ نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جہا تقسیم کے مسئلہ پر زیادہ گہری نظر ڈال کر کسی غلط فہمی میں نہ پڑیں یا مخالف نہ ہو جائیں چنانچہ مارکوس ویلزی لکھتے ہیں۔

”نظام اور اعظم الامر کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں میں اس سے زیادہ سبک اور خارج از عقل کوئی امر نہیں پاتا جو انہوں نے ہماری اور نظام کی فوج سے اس کی بہادری اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے نظام کی فوج کیا بہ اعتبار تعداد اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کمپنی کے مماثل نظام کا حصہ قرار دینے میں بڑی نا انصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطر خواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے موجب استغادہ سے محروم رہیگی۔ نظام کے رسالے کو (جو بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے انتظام کے قابل نہیں) چھوڑ کر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ انعام پائے اس سوائے اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ نظام کے رسالے کی بابت میرے عالم کے ہمساتہ ایک تصنیف ہوا تھا آیا میرے عالم نے نظام کی پیدل فوج کو ان کے رقی انعامی حصے سے محروم رکھا اور نظام کے ذاتی استعمال کے لئے اس کو محفوظ کر دیا یہ ایسا سوال ہے جس کے

دریافت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر برٹش گورنمنٹ کے اعمال کو دھبیہ لگانا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے ہر مائنس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچے گا میں اپنے اس خط کو نظام اور عظم الامرا اور مستقیم الدولہ کے رویہ اور زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ بڑا افسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطلاع میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور ریاست حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ مستقیم الدولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میرے عالم کے قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے ان کے مرئی اور قرابت دار کی (مطابقت انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جرأت کا درپردہ باعث ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل عظم الامراء سے مشورہ ہو چکا تھا یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارت کا اظہار کرو گے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دے دی ہے یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دی گئی برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ القدر کے نظر کرتے بالکل اہل اور منقول ہے۔

سربرنگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو دفعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے ان مکمل اقتدارت میں ذرا بھی مداخلت نہ کریں گے جو انہوں نے فتح میسور میں اپنے فوائد کی نسبت استعمال میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو ان کی شوج کلامی پر جواب انہوں نے برٹش گورنمنٹ کی نسبت کی ہے بے بیعت طریقہ پر تفسیر کریں

لے میرے عالم کی ملاقاتی بہن مستقیم الدولہ سے منسوب تھیں۔

اور اگر مزید سختی کی ضرورت ہو تو ان کو ان کے نیشن (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی تم دیوان کو اسی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انہوں نے اپنے نوکروں کو ایسی ناجائز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر اعظم الامر کو ان فوائد و برکات سے آگاہ کرنا نامناسب نہ ہو گا جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ سال بڑش طاقت سے اتحاد کی بدولت حاصل کئے ہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام کو اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرانسیسی) کی بناوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی ریاست کے مرکز میں اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی تھی۔ ان کے دشمن مرہٹوں کی خلیت انگریزی قوت سے روکی گئی جن سے ان کی قوت کی تباہی ہو جاتی۔ ان کا نہایت نامکشور دشمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی مزید صرفہ عاید کئے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور اس دشمن کے عوض ایک ایسی قوت (یعنی نیاراجہ میسور) قائم کی گئی جو ان کے ساتھ متحد ہو اور جس سے ان کی ریاست کو بالکل یمنان ہے (اس کے علاوہ انہوں (نظام) نے ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محاصل اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے جس نے بڑش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجا لائے فی الجملہ انہوں (نظام) نے ایک اہستہ حالت سے اپنے ملک میں اور بیرون جات میں حقیقی قوت اور عزت اور نام حاصل کیا اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذی وقعت مرتبہ پایا یہ سب بڑش طاقت کے ساتھ اتحاد کے نتیجے میں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے انہوں نے

لے معلوم یہ ہوتا ہے کہ انگریزی سے مستقیم اللہ کو بھی کوئی الاونس باہر مقرر تھا۔

حاصل کئے یہ بھی کوئی عاقبت اندیشی ہے کہ مال غنیمت پر نہ رہائی نس کی عدم دست رسی (جو بڑیش گورنمنٹ سے اس بنا پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جنہوں نے اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے باوجود اتحاد سے اتنے فوائد حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے، یہ خط اس وقت لکھا گیا ہے جب کہ کمپنی نے اپنے حسبِ منشا تقسیم ملک و مال کر کے اسی کے تحت طے نامہ مورخہ ۲۲ جون ۱۷۹۹ء (م ۷ محرم ۱۲۱۴ھ) کی تکمیل کر لی جس کی رو سے (ان تمام منہائیوں کے بعد جن کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے) پانچ لاکھ سینتیس ہزار تین سو تیس پگوڈا پونے دو فوئم کا علاقہ نظام علی خان کے حصہ میں آیا۔ اور اس علاقہ میں بھی دو تہ حصہ نظام کو ملا جو پیشو کے لئے رکھا گیا تھا اس لئے کہ انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تھا۔

تقسیم ملک و مال کی کمیٹی قائم ہوئی تھی اس کی درخواست کے بعد میر علی مدرس میں مدعو کئے گئے جہاں ۸ ربیع الثانی ۱۲۱۴ھ (م ۹ ستمبر ۱۷۹۹ء) کو بڑا بھاری جشن فتح منایا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو کر ۲ جمادی الاول ۱۲۱۴ھ (م ۲ اکتوبر ۱۷۹۹ء) کو معہ افواج امدادی حیدر آباد پہنچے۔ اس فوج کی چھاؤنی کے لئے بلدہ حیدر آباد کی شمالی سمت میں حسین ساگر کے پرے ایک مقام تجویز کیا گیا یہی مقام بعد سکندر جاہ اچھی طرح آباد ہو گیا تو انہیں کے نام پر اس کا نام سکندر آباد رکھا گیا۔ اسی زمانہ میں سکندر جاہ کی شادی اسطو جاہ کی پوتی جہاں پروہ بگیم سے مقام

بیدرہوی۔ اس تقریب سے فراغت پانے کے بعد نظام علی خان انتظام ممالک مفتوحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور میر عالم کو اس کے بندوبست اور حصول عمل دخل کے لئے روانہ فرمایا۔ ان کے تحت ہمارا چند ولال وغیرہ بھی مامور کئے گئے۔

اسی تنظیم کے دوران میں نظام علی خان نے اس حصہ ملک کو اپنے صاحبزادے سلیمان جاہ اور ارسطو جاہ کی جاگیر میں دیکر اس کی اطلاع لارڈ صاحب کو کر دی لیکن اسی زمانے میں انگریزی کمپنی کے مد نظر ایک ایسے طے نامہ کی تکمیل تھی جس کی رو سے سرکار نظام کی انگریزی امدادی فوج میں دوپٹن اور ایک رجمنٹ کا اضافہ کیا جائے اور اس کی تنخواہ میں حالیہ مفتوحہ ملک اور سابقہ حاصل کردہ علاقہ (جو ۱۷۹۲ء تا ۱۸۰۵ء کی جنگ میں بھجھہ نظام آیا تھا) حاصل کر لیا جائے۔ اور جب اس تجویز کی بموجب انگریزی ریڈرنٹ جے۔ اے۔ کرک پیارک نے نظام علی خان سے طے نامہ امدادی بابتہ نمبر ۲۲۸ جمادی الاول ۱۲۱۵ھ (م ۱۲ اکتوبر ۱۷۹۸ء) کو تکمیل کرا لیا تو لارڈ صاحب نے ذریعہ مراسلہ مورخہ ۲ نومبر ۱۷۹۸ء (م ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۱۵ھ) لکھا۔

”چونکہ اس خط میں سرفرازی جاگیر کی اطلاع دی گئی ہے اس سے حدود و مواضع و نام مقامات کا تعین نہیں ہوتا ہے اس لئے ان کی صراحت فرمائی جائے۔ جس سے یہی پایا جاتا ہے کہ اس کے جواب میں جن جن مواضع کا نام لکھا جاتا ان کی نسبت یہی عذر کیا جاتا کہ وہ اس طے نامہ کی رو سے افواج امدادی کی تنخواہ میں دواماً تفویض کر دیئے گئے ہیں۔“

۱۔ اہل خطہ اس کی منسلکہ فوقی نقل یہ ہے :- ”آپچہ ملک و تعلقات دہم شہر سلطان بھجھہ سرکار دواتما“

اسی سند میں اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ محمد وفادار خان کا باغ انگریزی رزیدنٹ کی سکو کے لئے مختص کر کے اس میں ایک محل تعمیر کرایا گیا جس کا صرفہ سرکار عالی پر عاید ہوا صاحبہ حدیقۃ العالم نے اس کا خرچ جملہ دولاکھ روپے بتایا ہے اب تک بھی اس کے ضروری مصارف وغیرہ کی پابجائی تاحد علم حکومت سرکار عالی سے ہوتی ہے۔

میر عالم کی خدمت وکالت سے علیحدگی اور اس کے اس بند و بست اور عمل و خل کے اختتام پر اسباب اور خدمت وکالت کا انضمام دیوانی میں مارکوئس ویلنری کے اس مراسلہ کا اثر ظاہر ہوا جو انہوں نے رزیدنٹ کرک پیٹرک کے نام لکھا تھا اور جس میں انہوں نے میر عالم کی نسبت خیال ظاہر کیا تھا کہ ”وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے“ چنانچہ وہ نظر بند کر دیئے گئے اور ان کی خدمت وکالت ارسطو جاہ نے اپنی خدمت دیوانی میں ضم کر دی۔

خدمت وکالت کے انضمام کے بعد سے رزیدنٹ اور مدارالہام کے مابین کوئی توسل قائم نہ رہا جو کچھ مراسلت یا حکم احکام ہوتے بالراست طے پاتے۔

عہد نامہ امدادی کی تکمیل سے قطع نظر بھی کر لیجائے تو سکندر جاہ کی تخت نشینی میں لارڈ صاحب سے استدعا کی تحریک پہلی اور انضمام وکالت دوسری غلطی تھی جس سے ارسطو جاہ نے ریاست کی خود مختاری کو کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا۔

(بقیہ مضمون گزشتہ)

تفصیل ذیل غایت فرمودہ شد :-

فرزند ارجمند سعادت و اقبال نشان و قبال نشان و قبال نشان

مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ارسطو جاہ بامداد

رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر

دو حصہ

یک حصہ

۱۔ مراسلہ نشان ۲۴ موزم ۳۰ جون ۱۹۹۹ء

۲۔ تفصیل مطلوب ہو تو ملاحظہ ہو ”میر عالم“

انتقال نظام علی خان

نظام علی خان کا انتقال اور ان کا مدفن | میسور کی جنگ کے اختتام کے بعد انگریزی کمپنی کی توجہ مرہٹہ ریاستوں پر منعطف ہوئی اور اس کوشش میں رہی کہ ان کو بھی اپنے زیر اثر کر لے چنانچہ ۱۸۳۸ء (م ۱۲۵۱ھ) کے بعد سے ۱۸۴۳ء (م ۱۲۶۰ھ) تک وہ اسی تک و دو میں لگی رہی اور چونکہ حمالک محروسہ سرکار عالی کے حدود مرہٹہ ریاستوں کے حدود سے متصل تھے اس لئے مرہٹوں کے مقابل کی جنگ میں نظام علی خان کی امداد ضروری تھی اور اس کے علاوہ عہد نامہ جات کی رو سے بھی بصورت جنگ کمپنی کی مدد کرنا لازم تھا لیکن اس وقت تک ان کے ایام حیات ختم ہو گئے اور انہوں نے سابقہ مرض (فالج) کے سلسلہ میں ۱۷ اسی ربیع الثانی ۱۲۶۰ھ (م ۶ اگست ۱۸۴۳ء) کی صبح عالم جاودانی کی سیر فرمائی اور ریاست کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ اور مدار المہام ارسطو جاہ کے ید قدرت میں چھوڑا۔

انزہاق روح کے ساتھ ہی ارسطو جاہ کی تحریک پر رزیڈنٹ نے حضوری ڈیوٹی پر اور ہر ایک صاحبزادے کے محل پر ایک ایک سرکردہ ولایتی معہ دو دو سو جوانان بارکے متعین کر دیا جس سے تخت نشینی میں کوئی فتنہ و فساد ہونے نہ پایا۔

نظام علی خان کی نعش صحن مکہ مسجد میں ان کی والدہ کی بائیں جانب سپرد خاک کی گئی۔ ان کے اور ان کے بعد کے انتقال کئے ہوئے رؤسا کی قبروں پر ایک معمولی سا بُنان تھا چند سال قبل ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان خلدیہ ملکہ نے ان تمام قبور پر ایک سنگ بہت عمارت تعمیر کروائی ہے جس کے دیکھنے سے گزشتہ بادشاہوں کی عظمت و وقار کا تصور ذہن میں آجاتا ہے قبر پر شاہ تجلی کے مشہور شاگرد شیر محمد خان ایمان کا یہ قطعہ کندہ کر کے لگایا گیا ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام خواندہ با وضو ہمہ اشخاص تحت
 زین مصرع عجیب دو تارِ نخ راجوان مستوجب بہشت۔ با خلاص فکاہ
 ازواج و اولاد نظام علی خان صاحب نگارستان آصفی نظام علی خان کے صرف چار محلات
 کا نام بتا کر یہ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بہت سی ازواج محققین صاحب گلزار آصفیہ
 و توزک آصفیہ و شجرہ آصفیہ نے ایک ایک فریاد بتایا ہے ان مومنین کے اعتبار سے
 جملہ سات محلات معلوم ہوتے ہیں لیکن ہماری تلاش میں فی الجملہ محلات دریافت ہوئے
 جن کے نام یہ ہیں۔

- (۱) زین النساء بیگم (۲) بخش بیگم (۳) تہنیت النساء بیگم (۴) عنایت النساء بیگم
- (۵) فضل النساء بیگم (۶) سلطانی بیگم (۷) جانی بیگم (۸) کریم النساء خانم۔
- (۹) ہرور بانو بیگم۔ بقول صاحب شجرہ آصفیہ زین النساء بیگم معروف بہ بان پوری بیگم کے
- بطن سے جہاندار جاہ تھے دوسری بیوی بخش بیگم کے بطن سے میر احمد علی خان عالیجاہ

جو خروج کرنے کے بعد ۱۲۱ھ (۷۹۵ء) میں انتقال کر گئے تیسری بیوی تہنیت النساء بیگم سے
 دو۔ اجترادے تولد ہوئے ایک میر اکبر علی خان سکندر جاہ دوسرے میر تیمور علی خان اکبر جاہ
 چوتھی بیوی عنایت النساء بیگم سے دو فرزند (میر سرجان علی خان فریدول جاہ و میر حمزہ علی
 حمزہ جاہ) اور دو لڑکیاں (بشیرہ النساء بیگم و ریاض النساء بیگم) ہوئے تھے بہرور باوجود بیگم
 میر جہانگیر علی خان سلیمان جاہ اور روشن آرا خانم کے بطن سے میر جہانزاد علی خان کیوان جاہ
 ان کے علاوہ جو صاحبزادیاں تھیں ان کے متعلق یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ کس کس کے بطن سے
 تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں :-

دیگر صاحبزادیاں :- (۱) فخر النساء بیگم (۲) جہاں آرا بیگم (۳) ساجدہ بیگم
 (۴) امیر النساء بیگم (۵) سلیمہ بانو بیگم (۶) نقشبندی بیگم (۷) قرن النساء بیگم
 (۸) کابلی بیگم (۹) جمدۃ النساء بیگم (۱۰) فرحت النساء بیگم (۱۱) نور جہاں بیگم
 (۱۲) امامی بیگم صاحب شجرہ آصفیہ نے دو نام فرید بتائے ہیں ایک بدری بیگم
 دوسرے بھبت بیگم -

عمارات | بلدہ حیدرآباد کو پایہ تخت قرار دینے کے بعد اپنی رہائش کی خاطر نظام علی خان نے
 کئی محل تعمیر کرائے۔ چہارنگلہ جو عرف عام میں چو محلہ کے نام سے مشہور ہے گلشن محل
 مہابت محل - موخر الذکر ہر دو محل اب اس نام سے موسوم و معروف نہیں ہیں زمانہ ماتحت
 یا تو ان کے نام بدل دیئے گئے ہیں یا ان کو منہدم کر کے ان کی جگہ کسی اور نام کے محل تعمیر ہوئے

۱۔ صاحب نگارستان آصفی نے ان کا نام میر نظام علی لکھا ہے اور صاحب گلزار آصفیہ نے میر حمزہ علی -

نوازش محل نام کا بھی ایک محل تعمیر ہوا تھا جو نظام علی خان کے قدیم خانساں
 نوازش علی کے زیر اہتمام تکمیل پایا اور اسی مناسبت سے اس کا نام نوازش محل
 رکھا گیا انہیں نوازش علی کے زیر نگرانی پادشاہی عاشر خانہ کی ترمیم بھی شائع میں ہوئی تھی
 روشن بنگلہ اور پچ محلہ بھی نظام علی خان ہی کی تعمیرات کردہ عمارات ہیں جو کہا جاتا ہے
 کہ یہ اس چوبینہ سے تعمیر ہوئے ہیں جو نزل کے ابراہیم باغ کی عمارتوں کو منہدم کر کے حیدر آباد دلایا گیا
 تھا۔ اس کے متعلق صاحب تذکرہ نزل کا بیان ہے کہ ابراہیم بیگ خان دھونسہ کے فرزند
 احتشام جنگ جب بلچور پر مامور ہوئے تو انہوں نے اپنے لئے ایک مکان کی تیاری شروع
 کی اس شہر میں ایک مکان موسوم بہ نینر بنگلہ تھا جس کو آصف جاہ اول نے تعمیر کرایا تھا احتشام
 نے اس محل کو منہدم کر کے اس کے بلکہ اور چوبینہ سے اپنا محل تیار کیا جب یہ اطلاع
 نظام علی خان کو ہوئی تو وہ بہت غضب آلود ہوئے۔ اسطو جاہ نے ان کے رفع غضب
 کے لئے یہ صورت انتقام پیش کی کہ احتشام جنگ کے والد کی بنا کردہ عمارات جو ابراہیم باغ
 میں واقع ہیں منہدم کر کے ان کا چوبینہ بدلہ طلب کر لیا جائے اور اس سے یہاں مکانات و
 محل تیار کر لئے جائیں چنانچہ حسبہ احکام جاری ہوئے اور تعمیل ہوئی۔ روشن بنگلہ اور غنی
 غنی یار خان داروغہ عمارات کی زیر نگرانی تیار ہوئے تھے۔ اسی پر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ
 پچ محلہ بھی انہیں کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔

منت دوردوم

ضمیمہ (الف)

میرزا تاج خان نظام الملک
آصف خان اول

میرزا شمس الدین
میرزا علی محمد خان
میرزا علی محمد خان

میرزا محمد شاپاہ میر الامراء
غازی الدین خان غازی محمد

میرزا محمد خان نظام الملک
میرزا محمد علی محمد

میرزا محمد خان میر الامراء
آصف الدواد سلاست بیک

نظام علی خان نظام الملک
آصف خان ثانی

میرزا رفیع خان جوان الملک
بشارت بیک

میرزا علی خان نظام الملک
بہا یوں بیک

شجرہ نظام علی

میرزا علی خان
مالیہ

میرزا علی خان کبکند رجاہ
آصف خان ثالث

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
آصف خان راج

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
آصف خان سادس

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

میرزا محمد علی خان
میرزا علی خان

ضمیمه (ب)

عهدنامه ایت گیر ۱۱۹۸ هجری

اول اینکه تجویز طرفین آنچه مصلحت قرار یافت بعد قرار یافتن آن مصلحت نفع و نقصان ندیده آن مصلحت را به انجام باید رسانید و بعد شروع شدن آن مصلحت اگر در دل راؤنپژت پردهان آید که این مصلحت را دار مدار کرده فیصل باید نمود و در خاطر حضرت بندگانعالی آید که این مصلحت را دار مدار نکرده بانصرام باید رسانید لازم که بنیذت پردهان بلا اندیشه متفق مشوره بندگانعالی بوده مصلحت مذکور را بانجام رسانند - علی هذا القیاس مابین مصلحت در دل حضرت بندگانعالی آید که این مصلحت را دار مدار کرده فیصل باید نمود و بدل راؤنپژت پردهان آید که دار مدار نکرده این مصلحت بانصرام باید رسانید لازم که بندگانعالی بلا اندیشه متفق مشوره بنیذت پردهان بوده مصلحت مذکور را بانجام باید رسانید و اگر بصلاح طرفین آید که این مصلحت را دار مدار فیصل باید کرد آن وقت مضایقه نیست بمشوره طرفین هر چه قرار باید موافق آن دار مدار باید کرد -

دویم آنکه در خاطر بندگانعالی آمد که فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت راؤنپژت پردهان آن مصلحت نیامد و بندگانعالی بجهت شدن که این مصلحت قرار می دهم باید کرد لازم که بنیذت پردهان قبول نموده در مصلحت قرار داده بندگانعالی شریک باشند علی هذا القیاس در خاطر راؤنپژت پردهان آمد که فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت بندگانعالی آن مصلحت نیامد و راؤنپژت پردهان

بجشدند کہ مصلحت کہ قرار می دهم باید کرد لازم کہ بنندگانعالی قبول فرمودہ در مصلحت قرار دادہ راؤپنڈت پردھان شریک باشند۔

سیوم آنکہ وقسے کہ باتفاق طرفین ہم کرنا ملک قرار یافت آنچه ملک و قلع و گدھی ہا و کھڈنی مال و امتعہ وغیرہ بدست آید از انجملہ محالات پنجاہ وسہ لک و ہشتاد وسہ ہزار روپیہ جمع کامل بابت عمل مادھوراؤ متوفی کہ پیشکش آن پانزدہ لک روپیہ حیدر علی خان قبول نمود بود آن تعلقہ بطرف راؤپنڈت پردھان باشد در آن حصہ سرکار بنندگانعالی نیست و تعلقہ کڑپہ وغیرہ بابت عہد اکھلم خان وغیرہ اقرباء و از تعلقہ کرنول وغیرہ جاگیر رنست خان بہادر وغیرہ سپہ و اقرباء و آنچه تعلقہ ادونی وغیرہ از ۱۱۸۲ الف کہ در تصرف حیدر علی خان بود و درین لا فتح علی خان قابض و متصرف است در سرکار بنندگانعالی باشد در آن حصہ راؤپنڈت پردھان نیست سیوائے این ہرچہ بدست آید نصف نصف حصہ نمایند و یکے حصہ ملک نوشتہ انداز دو یکے بردار و در حصہ ملکہ کہ در سرکار بنندگانعالی خواہد آمد راؤپنڈت پردھان را در آن از وجہ چوتھ وغیرہ بابت ہائے شرکت نیست مگر آنچه وجہ چوتھ و مقطوعہ تعلقہ ادونی و کرنول در سرکار راؤپنڈت پردھان می رسید جاری باشد۔

یہ چہارم آنکہ در دولت حضرت بنندگانعالی یا بر دولت راؤپنڈت پردھان اگر مخالف نظر بد کردہ غرم کند چہ بنندگانعالی و چہ راؤپنڈت پردھان سود و زیان ندیدہ باجمیعت آمدہ شریک یکدیگر نشوند و بر بنیہ مخالف سرگرم باشند ہر گاہ یا ہم نوشتہ برسد بے درنگ ہمان وقت یکے شریک دیگرے بر دولت ہر کہ مخالف نمودار شد موافق مصلحت آن شخص سردار دیگر

متفق باشند و از صواب دید و مخالفت نوزد -

پنجم آنکه اگر بر دولت بندگانعالی و راؤینڈت پردھان یک دفعہ مخالف ہا عزم نہایت
بمشورت بندگانعالی و راؤینڈت پردھان دفعہ و تنبیہ او بایکدو بیاس دولت خود
متحرک سلسلہ علیحدہ علیحدہ نیاید شد و ہرچہ کردن باشد تجویز طر فین بایکدو -

دفعہ ششم آنکہ قرار داری جزئیات مثل چوتھ و سر دسکیمی وغیرہ فیما بین محل
آمدہ است موافق آن کمایش داران راؤینڈت پردھان و عمال و جاگیر داران سرکار بندگان
باہم قایم باشند احیانا از کسے زیادتی سوائے اقرار محل آید فیما بین ہر دو سرکار موافق قرار
از نوشت خواند تصفیہ نمایند بنا بر جزئیات محل د کلیات نیاید و کلیات موافق قرار قایم باشد
ہفتم آنکہ در دولت حضرت بندگانعالی یا در دولت راؤینڈت پردھان اگر کار
کمک فوج روید ہ از جانبین کمک محل می آمدہ باشد -

ہشتم آنکہ از طرفین تدبیر بر ہی دولت یکے دیگرے نکند و اگر سررشتہ بر ہی دولت
یکے بدست دیگرے بیاید آن سررشتہ را بر ہم سازد و گفتہ کسے درین امر مسموع نباشد و
وا زین مراتب ہدیگی اطلاع می شدہ باشد -

نہم آنکہ ہر مشورت کہ مقرر کردن باشد بنا بر آن بر نوشت و خواند خطوط است تفصیل
آن از طرفین نوشتہ شود و حوالہ آن بخطوط و کلا در میان نباشد و اگر حوالہ خط کسے باشد
مسودہ آن خط ابدا و ہدیگی پیش او باشد و صل آن پیش ہدیگی نماید -
دہم آنکہ تجویز طر فین مصلحتے قرار یافت و از طرفین متوجہ آن مصلحت شد نہ اتفاقا

بر ملک حضرت بندگانعالی باراؤنپٹت پردھان نمودار شود مشورت ہدیہ گیر و رزند و از مصلحتی کہ
بروقایم شد مذکورہ تہنہ مخالفی کہ بر ملک یکے رو آورده باشد از طرفین باید کرد۔

یازدہم اینکہ از سرداران ہر دو دولت راج کاران طرفین نباید داشت فقط دوستے
اگر نماید مضائقہ ندارد۔

دوازدهم آنکہ بخاطر راؤنپٹت پردھان رسید کہ فلان مصلحت باید کرد آن مصلحت بخاطر
بنندگانعالی نرسیده دیگر مصلحت اگر بر خاطر حضرت گوارا شد اگر ازین جهت کشمیاں آواز
طرفین همچنین کش باہم نباشد و بر ہر مصلحتی کہ نفع و نیک باشد آن مصلحت را باید کرد۔
سیزدہم آنکہ ہفت لک روپیہ بابت مقطوعہ راج مندری وغیرہ بابت سرکار بندگانعالی

بطرف انگریز است بندگانعالی بگیرند و پانزدہ لک روپیہ پیش راؤنپٹت پردھان کہ بطرف
فتح علی خان است راؤنپٹت پردھان بگیرند تہ نامہ بندگانعالی راؤنپٹت پردھان بانگریز
است احیانا از طرف انگریز بخلاف تہ نامہ عمل آید و ہم برآنها از طرفین کردن لازم شود مگر
مصطفیٰ انگرو ویلوروسیکا کل و راج مندری چہاں سرکار بلا شترکت در سرکار بندگانعالی و
تعلقہ تنجا و ر بلا شترکت بطرف راؤنپٹت پردھان باشد تہ نامہ آنچہ مال ملک وغیرہ و قلع
و گدھی ہا نصف نصف باید گرفت۔

ف
دفعہ چہارہم آنکہ از طرفین سوائے صلاح و امداد فوج ہر کس کہ مکان یا سنوستان این
ننگ بعد از حضرت بندگانعالی یا راؤنپٹت پردھان ہر کس کہ تسخیر نمایند اگر دتعلق بندگانعالی
باشد خود قابض و متصرف شوند و وجہ چوتھ معہ تہنہ و ساہو ترہ و سر و سکی می موافق معمول

واجبی بالمقطع هر چه جاری باشد بر او نپذرت پردهان می داده باشند و اگر در تعلق را او نپذرت پند
 باشد در قبضه خود دارند و وجه پیشکش سرکار بنندگانعالی آنچه واجبی باشد را او نپذرت پردهان به
 بنندگانعالی می داده باشند و اگر آن طرف در یائے تنگ بحد را به انداد فوج یا از فوج
 یک کس یا هر دو فوج بهر طورے که تسخیر شود یا بدست آید حصه آن با هم نصفانصف
 می گرفته باشند و او نپذرت پردهان بعد گرفتن نصف حصه برائے چوتھ و غیره فرامحت نرسانند -
 پانزدهم اینکه برادران و اقربا و غیره چه از سرکار بنندگانعالی یا را او نپذرت پردهان بطرف
 هر کس که خواهد آمد آنها را اجانباید داد و بلکه دستگیر نموده می فرستاده باشند درین ماده قصور
 از طرفین نشود -

شانزدهم آن که از طرفین هر یک مصلحت که قرار یابد بعد شروع آن اگر از هر دو دولت
 بر دولت یکے مخالف دیگر وارد شود مصلحت اول را بهر طور دارندار نموده تنبیه مخالف و ازو
 باتفاق طرفین بعمل یاید آورد اگر درین مصلحت چیزی نقصان از نقدی یا از ملک بشود هر دو طرف
 بعنوان المناصفه -

هفدهم آنکه در غم از انگریز و فتح علی خان آنچه ملک و غیره تسخیر خواهد آمد قرار تقسیم
 آن در دفعه سیوم و سیزدهم نوشته شده مگر هر چه از راج کاری و ولت و رعیت یا بعنوان دیگر
 ملک مال و غیره بدست طرفین آید موافق قرار دفعه سیوم و سیزدهم نصفانصف بالاتفاق و باهم
 می گرفته باشند -

ضمیمہ (ج)

عہد نامہ چار از بالاجی پنڈت

یادداشت قرار نامہ بالاجی جبار دھن با سرکار حضرت بندگان عالی نظام علی خانی
 یہ استصواب اعظم الامراء بہادر سابع تسعین^{۱۰۶} مائے الف^{۱۰۶} فیصلی مطابق سال ۱۲۱۱ھ در دولت
 سری منت پنڈت پردھان تجلل کمال رونمود من (نانا پٹھرتولیس بالاجی پنڈت)۔
 بلوکن و چهار رقم انجام دولت بہترینیت بہ تجویز حضرت (نظام علی خان) اینکه در آنچه
 دولت محفوظ ماند آن نمایند این چنین در دل آمدہ معرفت اعظم الامراء بہادر دریافت اگر از
 دولت خواہ فہمیدہ غیر فہمیدہ قصورے شدہ باشند آن از دل حضرت فراموش شود
 و از طرفین تا امروز آنچه شدہ آئندہ از دل صاف عمل خواهد نمود و اعظم الامراء بہادر
 مدار المہام سرکار حضرت اند و من دولت خواہ کار پرداز سرکار سری منت ہر دو با ہم
 از یک مصلحت و یک تجویز عمل نمایند و در چیزے کہ ہر دو دولت را رونق و بہتری باشد
 آن موجب تجویز و مصلحت ہر یک از طرفین بعمل آمد و دین تفاوتے ہرگز نیاید در آنچه محافظت
 دولت سری منت و در حق خیر خواہ بہتر باشد از طرف حضرت و اعظم الامراء بعمل آید و آنچه

۱۰۶ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس سنہ (۱۲۱۱ھ) کے عربی الفاظ مرہٹہ سرداروں کے ذہن نشین ہو گئے تھے اور وہ تقریباً
 ہر ایک سنہ کے بیان کرنے سے پہلے انہیں الفاظ کو دہراتے تھے یہ ممکن ہے کہ وہ ان الفاظ کو سنہ کا مرادف سمجھتے

برائے دولت حضرت نیک و بحق اعظم الامر بہتر باشد آن از طرف سری منت و خیر خواہ عمل
خواہد آمد دین تفاوت کنندہ را قسم و سوگند دین و ایمان خود است -

سند مصیہ سردار معتبر سرکار سری منت است و کار و باری مشارالیه بالاجبی انت
و غیرہ غیر رویہ نموده پر سر ام را چنڈر را در مصلحت خود گرفتہ سری منت باجی را و صاحب
مقید داشتہ اند بنا بر آن فوج و بار و غیرہ جنگی سر انجام سرکار حضرت و حضرات و غیرہ
فوج سرکار سری منت و سینا صاحب صوبہ رگھوجی بھونسلہ باہم متفق شدہ باجی را و صاحب
و چا جی ایا صاحب را یکجا نمایند بنا بریں ہر چہ محنت و مشقت خواہد افتاد جمعیت سرکار
حضرت نماید و اعظم الامر بہادر از جمعیت پانزدہ ہزار سوار و پانزدہ ہزار بار و اتواپ غیر
سر انجام جنگی با خیر خواہ شریک باشند - کمپنی انگلیز بہادر شریک مصلحت خیر خواہ نمند
شدہ و اگر شریک نشدند تا ہم ایشان برخلاف مصلحت این جانب نخواہند شد دوست
مضبوطی این مراتب نمودہ است -

ملک و غیرہ معہ قلعہ دولت آباد جملہ عوض از سرکار حضرت کہ بر مقام کھرہ (کھڑل)
قرار دادن آن شدہ بود آن جملہ ملک و قلعہ و دست آویز عوض نقد واپس دادہ خواہ
و سابق در مقام یادگیر (ایت گیر) کہ تہہ نامہ فیما بین سرکارین شدہ بود آن بحال و
برقرار است ملک گذشتہ کردہ آنچه باقی بر آن محالات است تقاضائے آن ہم
نخواہد شد و اتنی بیر و غیرہ چہارم توقفہ صوبہ بیدرو غیرہ جملہ عوض سوراج در قرار کھرہ
آمدہ آن دستاویز ہا واپس دادن قرار یافت آن واپس دادہ خواہد شد تا ۲۰۴

محض سوراخ معده و آتی بیر و غیره بموجب معمول حضرت بدینند -

قبایلین سرکار حضرت و رگهوجی بھونسله سینا صاحب صوبه ته نامه است
بدان بموجب بر طبق تجویز حضرت و اینجانب بعد بند و بست دولت سری منت بند و
وفیصله آل کرده خواهد شد -

در دہلی و اشنا و غیره محال قدیم نواب بودند درین و لا محال مذکور معرفت ہند
سندھیہ گذاشت شد ندو نیز چنین قرار بوده کہ یک محال آئینہ گذاشتہ آید بر طبق آن
را و سندھیہ را گفتہ محالات حضرت بطرف حضرت اجرا خواهد کنایند -

ہر دو سرکار تا امور از سوال و جواب جزئیات سنواتی آنچه خواهد بود از آن ہر دو
سرکار دست بردار شوند از آئینہ عمل سوراخ در تمام می دادہ باشند در محالات و
وتحانات و غیره بموجب معمول باشد -

بقایا بابت عمل کہ اجراست آن و تحانات معمولی باید داد - سوال و جواب سنواتی
را از طرفین درخواست نمایند و آئینہ موافق تہ نامہ براہ راست باشند از ابتدا رضی
حضرت چنین است کہ سوراخ صوبہ بیدروا گذاشت کنند چون بر ہر دولت مد نظر حضرت
مساوی است و باجی را و صاحب خاوندان ذخیرہ خواہ تقسیمہ قرار می کنند کہ این مقدمہ
وطنی است باجی را و صاحب را ہموار نمودہ گذاشت کنند خواہم داد -

قرارداد مخصوص بذات مبارک حضرت و بدین بموجب بھونسلہ جلد بیاید و
و شریک شود و صاحب این جانب آن را نوشتہ طلبند بدین بموجب صاحب می گویند

برائے خرچ مبادلہ بستی لک روپیہ بدہندہ لک روپیہ خواہیم داد۔ بروقت خواهد رسید و اگر نرسید بروگیرند و سنگردان داده خواهد شد۔

فوج پیچونہ نمود نشود بند و بست این از انگریز و از آن طرف باید کرد۔ فوج نمودار نخواهد شد و اگر شود پس صاحب و این جانب و کمپنی انگریز بہادر باہم بموجب قرار پٹن بند و بست خواہیم نمود

عوض مردم قوریان و منفریان سرکار حضرت اگر دتعلقہ سرکار سری منت باشد مدعائے خود را ثابت باید نمود اگر مدعا بہ اثبات رسد بنا بر دادن عوض بہر دمان نسبت سرکار خود تا کید کرده خواهد شد۔

آنچہ صدر مرقوم گشتہ بر آن دستخط سری منت کنائیدہ داده خواهد شد۔
 ۱۲ نواب و این جانب ہر دو دولت باہم بحباب دامن و چولی اند اگر طرفین را کہ ہر چند بفرماید در دل نباید آورد اگر بیاید ہمان وقت تصفیہ آن می کردہ باشند و اگر مخالف
 بر دولتی ازین دولت ہا برپا شود پس ہر دو متفق شدہ دفعہ مخالف نمایند و اظہار تکلیف خود نکنند۔

۱۳ بر طبق قلم بند شدن بصفائے دلی طرفین عمل نمایند و از طرفین عرض خود را داخل نمایند
 بموجب صدر طرفین رویہ اختیار کنند۔

۱۴ جملہ قلم در شمار چہار دہ بدین موجب پنج ماہ ربیع الآخر السوین ماست سبعمہ

ضمیمہ (د)

تہہ نامہ سندھیہ

یادداشت قرارنامہ بانواب اعظم الامر بہادر نسبت سرکارنواب آصف جاہ
نظام علی خان بہادر از طرف ہماراجہ دولت راؤ سندھیہ عالیجاہ بہادر بہ استصواب
رایاجی ٹیل و کشاجی سیٹھی حضورہ سابع تسعین مائے الف ۱۲۰۶ھ ضلی مطابق ۱۲۱۱ھ
شاک یک ہزار و ہفت صد و پچھدہ ز نام سنونت قلم بندی تفصیل وار۔
از کنولاس ہاشی ہماراجہ مادھوراؤ سندھیہ و آن صاحب دوستی و برادری
و قرار مدار آئنا بود ہمان از طرف ما از آن صاحب بحال و برقرار۔ سرکار این جانب
و سرکارنواب صاحب واحد امورات ہر دو سرکار متحد دانستہ در آنچه کہ نیک است
از طریق عمل خواهد آمد و بیچ بارہ جدائی نماندہ است ہر یک امور اصلاح و مصلحت طرفین
می شدہ باشد۔

شرعی منت راجسیری باجی راؤ رگھوناتھ صاحب را بر دولت قایم کنند و بالاجہ
پندت نانائچھ ٹوئیس را بطور سابق برکار و بار قایم سازند بدین نمط فیما بین این جانب
و صاحب تذکرہ بمیان آمدہ قرار شد بر طبق آن صاحب و این جانب یک دل شد

آن را در عمل آرند در آن تفاوت نشود و باجی را و صاحب و ایا صاحب و امرت را و صاحب
 را یک جا کرده باید داد و مردم کوته اندیشیان را بنا بر خلش رخنه نمایند بدین سان صاحب
 و این جانب نمایند -

بالاجی پنڈت نانای پٹھرنویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کرده باشند
 بدین موجب از طرف مشارالہ عمل خواهد آمد احیاناً اگر وقتے در آن بطور رسد این جانب
 شریک صاحب گردیدہ بموجب قرار عمل کنانیدہ خواهد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی
 پنڈت پٹھرنویس قرار کرده باشند بدان موجب از جانب نامبروہ عمل خواهد آمد احیاناً اگر
 وقتے در آن رود ہد صاحب شریک با ما شدہ بموجب قرار از نامبروہ عمل کنانند ذمہ دار
 این مراتب صاحب اندو درین از طرفین تفاوت نشود -

راجہ کشمیری بالاجی جناب دھن پٹھرنویس را از طرف پیرسرام را چنند روغیہ و بالاجی
 اننت پاکہ نویس وغیرہ اندیشہ ہست در نوعی کہ اندیشہ مشارالہ از نامبروہ ہا رفع
 شود ہمین از طرف صاحب و این جانب عمل آید و در چیزے کہ از بالاجی پنڈت ترقی
 دوستی و اتحاد شود از طرف صاحب و این جانب بطور رسد و از طرف مشارالہ نیز
 ہم چنان عمل خواهد آمد -
 غرض

سرشی منت باجی را و رگھناتھ صاحب و بالاجی جناب دھن این ہا را آورہ
 قایم نمایند و خود بخیر آباد روند و این جانب بجا مگاؤن برود پس برائے طلبیدن
 مشارالہ ہا جلدی شود بالاجی پنڈت را خاطر جمع نمودہ بنا بر طلب مشارالہ ازین جانب

و صاحب روانگی معتبران لشتابی مع خطوط دل جمعی شود۔

بموجب مرقمہ القدر قرار پنج قلم این جانب بذات از سر کار تو اب و از آن صاحب
نموده است آن بدام بحال خواهد ماند درین از گفته کسے کار و بار سے یعنی در قرار مذکور
تصور شدنی نیست۔

ترقی و زیادتی دوستی روز بروز شود اگر کسے از قلم بندی صدر تفاوت نماید در میان
آن دین و ایمان خود یعنی قرآن و شان و بیل و بخت دار است۔

تباریخ دویم جادی الاول کاتک سده مقام مانجری نزدیک پونا بدین موجب قرار۔



ضمیمہ (ھ)

عہد نامہ امدادی

۱۹۷۸ء
۱۲۱۳ھ

از آنجا کہ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے یہ اعتبار اس اتحاد کے جو ان کے
اور انگریزی کمپنی کے مابین قائم ہے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کی ملازمت میں ایک نئے
فوج انگریزی کمپنی کا اضافہ کیا جائے ارل آف مارنگٹن گورنر جنرل بہادر نے اس پر
لحاکم کر کے اور حالیہ معاملات اور ٹیوٹو سلطان کے مخالفانہ طرز عمل کے اعتبار سے (جو
انہوں نے جزیرہ فرانس کو اپنے ایلچی روانہ کر کے اور ایک باہمی معاہدہ اس گورنمنٹ سے
بتقابلہ انگریزی قوم طے کرنے کی تجویز کے ساتھ ایک دستہ فرنیسی فوج کا اس سے
حاصل کر کے کیا ہے) یہ ضروری خیال کیا ہے کہ ایسی صورت اختیار کی جائے جو متحدہ
کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور اسی بنا پر بتقابلہ ٹیوٹو سلطان مدافعت
شرکت و اتحاد قرار پایا اور اس غرض کے لئے گورنر جنرل مذکور نے کیا پٹن جیمس اچلیس
کرک پیٹرک منصرم رزیدنٹ دربار نظام کو یہ اختیار دیا ہے کہ منجانب آئرلینڈ
ایسٹ انڈیا کمپنی ہزائیٹس کی خدمات کے لئے انہیں کے اخراجات سے آئرل
کمپنی کی طرف سے ایک دستہ فوج کے مستقل اضافہ کی نسبت نظام الملک آصف جاہ بہادر

بشرایط ذیل معاہدہ طے کریں جو اس وقت صورت عمل میں آئے گا جب کہ یہ معاہدہ گورنر جنرل کی دستخط ہو کر واپس آجائے۔

۱۱۔ ارل کورنوالس کے خط مورخہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۹ء، جس میں موسومہ ہیر ہائی لنس دی نظام کا مضمون شامل عہد نامہ تاجد معاہدہ نسبت قیام فوج بھر کا نظام علیٰ حالہ واجب العمل و برقرار رہے گا۔ یعنی نئی امدادی فوج کے احکام انہیں بشرایط کے تابع رہیں گے جو موجودہ فوج سے متعلق ہیں تا وقتیکہ پیشوا ان میں کسی تبدیلی پر رضامند نہ ہوں اور ہیر ہائی لنس اس کو پسند کریں۔

۱۲۔ حسب قواعد مجریہ کمپنی نئی امدادی فوج بالکل یہ یا جزا کمپنی کی گورنمنٹ کے ضروریات کے تحت درخواست ہو سکے گی بشرطیکہ اس کی اس تعداد میں کمی نہ ہو جس کا ہیر ہائی لنس کے پاس رہنا مشروط ہے۔

۱۳۔ نئی امدادی فوج کی تنخواہ اس روز سے ریاست کے ذمہ ہوگی جس روز کہ وہ ان کے حدود میں داخل ہو جائے یہ جملہ فوج چھ ہزار سپاہی معہ بندوق پر مشتمل ہوگی۔ اور ان کے ساتھ مناسب تعداد توپوں کی ہوگی جو یورپویں کے تحت ہوگی اور جن کی مجموعی تنخواہ دو لاکھ ایک ہزار چار سو پچیس روپے ماہانہ ہوگی اور جس کی ماہانہ باقاعدہ ادائیگی کے لئے اطمینان بخش طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس امدادی فوج کے اخراجات مع ضروریات لازمہ کے سالانہ چوبیس لاکھ سترہ ہزار ایک سو روپے ہوں گے اور یہ رقم سالانہ چار سو فی قسطوں میں ادا ہوگی یعنی انگریزی ہرتین مہینوں کے ختم پر

چھ لاکھ چار ہزار دو سو پچتر روپے نقد خزانہ ہنر ہائی نس سے بلا رد و کد ادا کئے جائیں گے۔ اگر یہ اقساط زیر باقی رہ جائیں تو اس کی رقم اس پیشکش میں محسور ہوگی جو منجانب کمپنی ہنر ہائی نس کو بابت سرکاران شمالی واجب الادا ہوا حیثاً ان اقساط کی ادائیگی میں تھوپی ہو تو اس صورت میں ایسے ضائع کی تفویض عمل میں آئے گی جن کا حقیقی محاصل رقم مذکور کے برابر ہو۔

۱۵۱ فوج امدادی کی جلد اشیاء مایحتاج وغلہ کا حصول ساہیو اسی طرح ادا ہوگا جس طرح کہ سابقہ دستہ فوج کا ہوتا رہا۔ اسی طرح ایک خاص مقام اس فوج کے قیام کے لئے مختص کیا جائے گا جہاں وہ اس وقت تک رہیگی جب تک کہ اس کے عملی خدائے درکار ہوں اور جب ریاست کی کسی جہم پر اس کو مامور کیا جائے تو اس کے ساتھ ایک معتبر ملازم ریاست مقرر ہوا کرے گا اور اس فوج کے کماندار اور دیگر عہدہ داروں کے ساتھ ایسا سلوک مرغی رکھا جائے گا جو ہر دور ریاستوں کے اعزاز و مرتبہ کے لحاظ سے مناسب ہو۔

۱۵۲ مذکورہ فوج امدادی ہر وقت اہم امور میں ادائے خدمات کے لئے تیار رہیگی۔ ایسے اہم امور مثلاً یہ ہوں گے۔ ہنر ہائی نس کی ذات یا نسل اجداد ان کے خدائے یاقایم مقاموں کی حفاظت، اور باغیوں اور برپا کنندگان فتنہ و فساد کی تنبیہ، لیکن اس کو معمولی امور میں مشغول نہ کیا جائے گا اور نہ اس کو وصول محاصل میں لگایا جائے گا۔

۶۱ امدادی فوج کے حیدر آباد پہنچتے ہی فرانسیسی ملازمین و عہدہ دار نہربائی نس کی ملازمت سے برطرف کر دئے جائیں گے اور وہ فوج بھی (جو ان فرانسیسی عہدہ داروں کے تحت ملازم ہے) برطرف کر دی جائیگی تاکہ اس سابقہ فرانسیسی فوج کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور نہربائی نس بذات خود اور اپنے ورثاء اور قائم مقاموں کی جانب سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ پھر کسی فرانسیسی کو اپنی یا اپنے کسی سردار یا تابع کی ملازمت میں نہ رکھیں گے اور نہ رکھنے دیں گے اور نہ کسی فرانسیسی کو اپنے ممالک محروسہ میں رہنے دیں گے اور نہ کسی یورپین کو اپنی ملازمت میں رکھیں گے اور نہ بلا علم و رضامندی کمپنی اپنے ملک میں رہنے دیں گے۔

۶۲ تمام فرانسیسی اور وہ سپاہی جو کمپنی کی ملازمت سے نکل کر اس فرانسیسی فوج میں ریاست کی کسی اور فوج میں شریک ہو گئے ہوں گرفتار کر کے برٹش رزیڈنٹ کے تقویض کر دئے جائیں گے اور مذکورہ قسم کے کسی شخص کو آئندہ نہربائی نس کے ممالک میں پناہ گزین ہونے کی اجازت نہ ہوگی بلکہ ہر ایسا شخص بلا تعویق گرفتار اور حوالہ رزیڈنٹ کر دیا جائے گا اور اسی طرح کمپنی کے علاقہ میں بھی کسی کو پناہ نہیں دی جائیگی اور نہربائی نس کی ملازمت سے نکل بھاگے ہوئے سپاہی بھی بلا تعویق گرفتار اور سپرد کر دئے جائیں گے۔

۶۳ از آنجا کہ حسب فقرہ (۶) نہربائی نس نے خرم و احتیاط اور بعض برائیوں کے ارتفاع کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو اور نیز ان کی مرتب کردہ فوج کو اپنی ملازمت سے

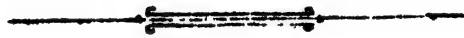
صلحہ کرنے کا اور ان کی جگہ بشرائط و قیود متذکرہ خطارل کو تو اس موسومہ نہریائی نسل دی نظام آنر بل کمپنی کی فوج کے قائم کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اس لئے یہ قرار پایا کہ بنظر باہمی فواید پیشوا و نہریائی نسل اور یہ اعتبار رفاہ رعایائے ہر ایک کمپنی کی گورنمنٹ برضامندی و منظوری ہر دو (نظام پیشوا) اپنی مساعی جمیلہ اس امر کی نسبت عمل میں لائیں گی کہ اس نئے معاہدے میں ایک ایسا فقرہ داخل کیا جائے جو ہر ایک کو دوسرے سے مطمئن کر دے اگر پیشوا ایسے نیک مشورے سے جو دونوں ریاستوں کے حق میں مفید ہو متفق نہ ہوں اور اختلافات ان دونوں ریاستوں (یعنی ریاستہائے آصف جاہ بہادر راؤ پنڈت پردھان میں پیدا ہوں تو انگریزی گورنمنٹ اقرار کرتی ہے کہ خود خلعت کر کے حق و صداقت و انصاف کے ساتھ آپس میں صفائی و اتحاد کر ادیگی نواب آصف جاہ بہادر یہ اقرار کرتے ہیں کہ راؤ پنڈت پردھان کی سرکار کے خلاف کوئی زیادتی نہ کریں گے اور یہ کہ بصورت اختلافات انگریزی گورنمنٹ کی مہلاج اور ان کے حق و صداقت و انصاف کو بلا رد و کد تسلیم کر لیں گے۔

۵۹ سابقہ معاہدات مابین انگریز ریاست نواب آصف جاہ اور پیشوا برقرار رہیں گے اگر اس کے بعد راؤ پنڈت پردھان اسی قسم کے معاہدہ امدادی میں کمپنی کے ساتھ شریک ہونے کی خواہش ظاہر کریں تو آصف جاہ بطیب خاطر انہاں رضامندی کریں گے۔

۶۰ یہ اضافہ امداد کا معاہدہ جو دس شرائط مشتمل ہے آج کے دن کیا پٹن کرک پیٹر اور نواب آصف جاہ بہادر کے مابین طے پا کر کیا پٹن کرک پیٹرک نے اس کی ایک انگریزی

اور فارسی کی کاپی اپنی دستخط و مہر سے نواب صاحب کو دی جنہوں نے اپنی طرف سے بھی ایک ایسی ہی کاپی باقاعدہ تکمیل کر کے کیا پٹن کرک پیائٹرک کو دی کیا پٹن کرک پیائٹرک اقرار کرتے ہیں کہ اس معاہدے کی گورنر جنرل کی مصدقہ کاپی پچاس روز کی مدت میں صال کے ہزار ہائی ٹنس کو دیں گے۔ جس کے بجائے پٹن کرک پیائٹرک کی دی ہوئی کاپی واپس کر دی جائیگی۔ اس اثنا میں مجوزہ فوج کو طلب کرنے کے لئے لکھنے میں تاخیر نہ کی جائے گی۔
حیدرآباد میں تباریح نکیم ستمبر ۱۹۸۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ ہجری دستخط و مہر ہوئی۔

جے۔ اے کرک پیائٹرک
منہم رزیدنٹ



ضمیمہ (۹)

رقعہ اسطو جاہ موسو میر عالم

میر صاحب جلیل المناقب عظیم الاوصاف سلامت

دو قطعہ مکتوب بحجت اسلوب یکے مرقوم شب بستی و نیم ذی الحجہ ۱۲۱۳ھ بمطابق
کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت در محنت و تردد ہا عمل آوردند و تردد است
صبح و شام و آوردن منخرالدولہ و برادر لارڈ بہادر میردوران بہادر را ہمراہ خود از چین پٹن
بسرزنگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معز بہ میردوران بہادر کہ بعد ملاقات
لارڈ بہادر روانہ خواہند شد و نوشتن آن جلیل المناقب بہ راجہ روشن رائے بہادر مہیشا
جنرل ہاریس بہادر و غیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیر دار و پانگاہ و غیرہ خود نگاہداشتہ تہمتہ
سواران راجست حضور پر نور نمایند و با جمعیت پلاٹن و سواران کوچ نمودہ از راہ
گورم کئدہ روانہ قلعہ گئی شود و اینکہ ابن لارڈ نہ مثل لارڈ سابق است و نہ ابن فوج
انگریزی مثل فوج سابق پیشتر کہ ہمیشہ با حیدر علی خان مقابلہ می شد گاہے از پنج یا
ہفت پلٹن زیادہ نبود و الحال شصت پلٹن مع سیزدہ پلٹن سرکار در بن ہم حاضر بود
علاوہ ابن فوج و ساز و سر انجام غرم بلند لارڈ بہادر بتحریر نمی گنجید کیفیت آن مفصلی

ملاقات ظاهر خواهند نمود و محل آمدن این تہ نامہ جدید و عجب وقت و دولت را و
 بے اندیشہ کہ ثانی اشین ٹیپو سلطان توان گفت یقیناً دولت خود را برابر با جمی و ہر دولت
 با جمی را و اگر درین صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی پیڈٹ و سخن شنوی این جانب کہ از حال
 بنیاد آن گذشتن شرط است بالقرہ بر باد نشود البتہ ضعیف و بے رونق کامل معدوم
 خواهد شد و سوالی کہ از راجہ رگھوجی بھوسلہ محل آمدہ البتہ شمت جنگ بہا در ظاہر
 باشند یعنی شرکت و یکدی راجہ مذکور با سکرار دولتدار کمپنی انگریز بہادر اگر راجہ مذکور
 بصاف دلی اقبال این معنی نماید و آیندہ بر جادہ دولت خواہی ثابت قدم بماند محفوظ
 خواهد ماند و اگر مثل سابق بر رویہ خاندان خود قابو طلبی کند نتیجہ خوب نخواہد دید و درین
 باب این جانب ہم آنچہ مناسب باشد بر ارجہ مذکور خواہند نوشت کہ فی الحقیقت این
 سوال مبنی بر سلسلہ جنبانی این جانب است کہ پیشتر مکرر درین باب گفتہ بودند باید
 کہ رگھوجی منون و مہزون این جانب باشد و روبراہ نمودن جواب و سوال تقسیم غنیمت
 نہ ہر روز تکرار ہامی شود و اگر درین مادہ چیرے از شمت جنگ بہا در ہم نویسانیدہ شود
 بہتر است معہ نقل خط مثنیٰ مرقومہ بستم شہر شوال و ثانی محرمہ شب پنجم محرم الحرام ۱۳۱۲ھ
 مشعر بر این کہ بعد پنج شش روز باز نا سخ و منسوخ بعمل آمدہ یعنی دریافت موقوفی آن
 لارڈ بہا در بموجب مانعت ڈاکتران و شروع شدن سوال جواب ہا با منقر الذولہ
 بہا در و بیان آوردن مذکور گورم کثدہ و رسانیدن بہا در معرر روز دوم خریطہ
 مارڈ بہا در معہ نقل غایت نامہ موسومہ بہا در موصوف و گفتن اینکہ الحال این مقدہ

بعض حضور بر سید و در جہ پذیرائی یافت و بر درنگ درین کار مناسب نیست
 و نوشتن روز دوم و مرتبه ششم بانقول آن لہذا بطوری کہ تعلقہ مذکور بجای خان مسطوطہ
 مقرر نموده شدہ از نقل سند موضوع می گردد و اینکہ لارڈ بہادر را نظر بر درستی کلیات
 و آن عظیم الاوصاف را ملاحظہ نظر کفایت سرکار دولتمدار و میر قمر الدین خان بہادر سردار
 نامی و برخلاف اہل تین معاملہ فہم و داشتن حلقہ بندگی حضور در گوش و غاشیہ اطاعت
 بروش و پیام نمودن آن عظیم الاوصاف بمفخر الدولہ بہادر بتاریخ غرہ محرم کہ اگر انفضاء
 معاملات درین جامی تواند شد پس وجہ توقف چہ خواهد بود اگر درین جامی تواند شد
 روانگی مناسب تاکہ بہ انتظاری توان نشست و جواب دادن بہادر معرکہ در دو
 روز جواب این معنی منفتح گفتہ می شود یعنی نقشہ معاملات بہین جا قرار دادہ خواهد شد
 یا ملاقات بالارڈ ضرر خواهد گردید و رسیدن خطوط لارڈ بہادر با قرار داد و نقشہ بنام بہادر
 معز خلاصہ اینکہ جنرل ہاریس بہادر و کرنل کلوس بہادر خود و مفخر الدولہ کوپٹن ماکم بہادر
 را مختار معاملات ساختہ و نقشہ معاملات قرار دادہ فرستادہ اند انشاء اللہ تعالیٰ
 از امروز کہ از تاریخ چہارم شہر محرم است شروع سوال جواب خواہد شد و راجہ
 روشن رائے بہادر بعد رسیدن خط آن حبیل المناقب کہ برائے روانگی پنج شش ہزار سوار
 چہ حضور پر نور نوشتہ بودند در جواب نوشتند کہ مردم سپاہ برائے روانگی حضور یکتا
 پیشگی می خواہند و زرد خزانہ نیست کہ بہ آن ہادادہ روانہ نمودہ شود و در جواب نوشتن
 آن عظیم الاوصاف کہ بار بر وار باید فرستاد تا بہ لشکر رسیدہ بند و بست و انگلی افواج

باز بپن معاودت کرده آید راجه معز بعد رسیدن این خطه دوسه کوچ متواتر نمودند انشاء الله تعالى اعتریب از راه گورم کنده تعلقه گیتی می رسند روانه نمودن چهار صد جوان بارتعلقه میردوران بهادر بایک کیا یثین برائے تخانه قلعہ گورم کنده و مقرر نمودن قلعہ داری قلعہ مذکور بطریق ضابطی بنام سعید حسین خان و برائے تعلقه داری آنجا که بر اجد روشن رائے بهادر نوشته بودند و راجه معز محمد امین خان بهادر عرب را مقرر کردند الحال که تعلقه مذکور بنام میر قمر الدین خان قرار یافته احتیاج تجویز تعلقه دار ندارد مگر تجویز تعلقه دار گیتی ضرور و صورت اجازت بنام ناگن گور که نسبت دیگران مالگذر و کفایت شعار است مقرر خواهند نمود و اطلاع نقشه تقسیم ملک آنچه مسموع شده باید دید که این نقشه هم قایم می ماند یا تغیر و تبدیل می شود و گفتن آن عظیم الاوصاف در مذکورات بد اهل کونسل که اگر سپه بیور ابر یا نمودن متضمن مصلحت دولت هاونیک نامی هر دو سرکار است و خواه مجواه بعمل می آید درین صورت بقرار نوکری در هر دو سرکار که اگر در سرکار دولت مد ازم عمده رود بد با تمام جمعیت همراه رکاب با همراه جمعیت سرکار حاضر باید شد و در تقدیم نوکری و جانفشانی دقیقه نباید گذاشت و اگر کار جزوی از قبیل تنبیه زمینداران مفسد رو بکار گردد و جمعیت بر طبق حکم فرستاده همراه تعلقه داران سرکار به تنبیه اشرار پردازند و در بکار کمپنی نیز بهین دستور چنانچه مقرر الدوله بهادر و شیران دیگر جواب دادند که بند و بست این معنی بعمل خواهد آمد و کیفیت گرفتن قریب شش لک روپیہ بطریق دستگیران از جنرل هارسیس بهادر و از هم ذی حجه و رسانیدن بر اجد روشن رائے بهادر و تهمته چهار لک روپیہ بعد رسیدن خزانه که قریب رائے کو طه رسیده است و ببد رقه دولیٹن متعاقب می رسد بر اجد مخطو

رسانیده می شود و کوچ کردن جنرل باریس بهادر بسمت چتیل درگ مع نقل سند و اقرارنامه
 میر قمر الدین خان بتایخ شانزدہم محرم یکجا وصول آورد و سرور خیریت با و مطلع مضامین مندرجہ
 ساخت و ہم از خطوط موسومہ مستقیم الدولہ بہادر کیفیت مرقومہ مشروحاً بوضوح انجا مید چون
 قابل ملاحظہ و عرض حضور پر نور نیود لہذا ششم از آن معروض داشتہ شد اگرچہ کیفیت تقسیم ملک و غنیمت
 ہنوز ناسخ منوخی و چیزے قرار نگرفتہ و بدون گرفتن قرارچہ قسم این معنی را ایقینی تصور باید نمود برہنہ
 یک لمحہ گو کہ موجب نوشتہ سامی چیزے ازین قرین صدق توان نمود پس ہیچ نیست چرا کہ
 آن عظیم الاوصاف فواید نامہ جدید مطمح نظر دارند و نوشتہ اند بہ این نقشہ درین معاملہ رو بکار عکس
 تصویری نماید و مراد صاحب راچہ قسم سرخروئی از خداوند نعمت خود خواہد گشت و ہم در چشمان کہ
 ناتوان بین اند و در ہر خراطیہ موسومہ گور ز جنرل بہادر ہمین مندرج است کہ بہ استصلاح و استطلاع
 و اتفاق بخواہد بد آن عظیم الاوصاف کہ از نقیر و قطبیر مکنونات و مرکوزات و از سر سرار خفی و جلی
 حضور پر نور واقف و آگاہ اند بعل آید و گور ز جنرل بہادر مکر قلمی نمودہ اند کہ سر سبزی و بہتری سو
 و بہبود و رونق سرکار و دولت مدار را بعینہ بمنزلہ سود و بہبود سرکار کمپنی بہادر متصور دارند و جواش
 مکر ہمین درج گردیدہ کہ بمشاوہہ و استصلاح و استحسان آن جلیل المناقب موافق ارقام خود
 بعل خواهند آورد و چنانچہ بقول خراطیہ و در جواب آن بامتر شدات مکنونات و مرکوزات سرکار
 سابق بر این بہ آن عظیم الاوصاف و ہم حسب الاستعداد بہ شمت جنگ بہادر اطلاع دادہ شد
 کہ در ہن نشین گور ز جنرل بہادر نمایند و حالاً باز مکر قلمی می گردد اگرچہ صاحبان کونسل پیش خود
 بموجب مرکوزات و مکنونات حضور کہ قانون رؤسائے ماسلف و صلاح دولتین باشد

بعمل آید یعنی ضابطه روسائے عمده در رود چنین امور است همین است که سپانده بار را
 طورے بفراغ معیشت لیکن نوعی که آئینہ قابوئے فتنہ پیرائی نامذمی دارند چنانچه در معاملاً
 رو بکار هم منظور والا همین است که خویش و اقربائے مخصوصه ٹیپو سلطان مرحوم را در ذیل
 دو کس که عمدہ آن با باشد داشته یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار کمپنی انگریز
 بہا در جائے بفراغ معیشت نگاہ دارند و بہ تجربہ و دیافت اوضعا و اطوار آئینہ اگر قابل
 ترقی باشند ترقی خواهند یافت و منظور ازین ہمین کہ آئینہ زمانہ حادث مثل وزیر علی خان
 و غلام محمد خان رو بہ بلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نامذہبہر والا اسطیل المناقب دست از استعجال
 و مترشحات حضور پر نور نداشته جواب بہ اہل کونسل و مقرر الدولہ بہادر بدہند کہ صاحبان
 بفضل الہی دانا اند و حکم سرکار بہ استصلاح و استطلاع و استحسان و صوابدید و اتفاق و اشتراک
 و در آنچه سود و بہرہ و دوسرینری و بہتری و رونق و صلاح دولت باشد بعمل آید صادر گردید
 است درین تحریف نمی تواند شد و در احکام ہمین معنی برمی آید اگر اہل کونسل بگویند کہ گورنر
 جنرل بہادر درین معاملہ مختار اند جواب شافی ہمین باید داد کہ نظر بر اتحاد و مخیرگی گورنر جنرل بہادر
 آن ہم بہ اتفاق و اشتراک و صوابدید و استصلاح این جانب کہ در آن مفید حال و آئینہ کمر
 باشند نہ کہ برخلاف آن تجویز شود چہ قسم بعمل می توان آورد و ملاقات من بالارڈ بہادر بہر جا کہ
 باشند ضرور روانہ پیش لارڈ بہادر باید شد و این ہمہ مراتبات را ذہن نشین باید نمود
 صورت اصلاح و استحسان خود نظم و تسق و حصہ مساوات چہ در غنیمت و چہ در ملک مع حصہ
 سپاہ خود کہ موافق قانون خود کار پردازان سرکار دولت مختار اند بعمل باید آورد و اگر در انجام

این معنی اصلاح و صورت پذیر گردد همین باید گفت که تا این مدت نیک نامی کمپنی مشهور آفاق
در تمامی رؤسائے ہند بود تا اینکه خراطین چنین مضمونات حاضر و موجود بر عکس آن تصور می شود
پس صاحب ہرچہ خواستہ باشند بکنند و آن عظیم الاوصاف رخصت شدہ باید آمد و یقین
خاطر است کہ مواخذہ این معنی البتہ اہل ولایت باز پرس خواهند نمود بلکہ در اظہار ہم این معنی
بعل آید اولی است چنانچہ ہمین مراتبات بہ جہت جنگ بہادر ہم از طرف خود گفتہ فرستادہ
شدہ کہ زبان زد خاص و عام چنین است و ہم روز دوم بہ منشی جی زیادہ از آن گفتہ شدہ
ہمین مراتبات بر آن عظیم الاوصاف نوشتہ می رود کہ اگر پیش از اطلاع مراتب پوست
کنندہ احیاناً بخیاں مختاری خود بر عکس نوشتہ بات و اظہارات چشم پوشی نمودہ کہ دور از قیاس
و فہمیدگی کوئسلان است بعل آرنڈ مناط اعتبار نخواہد بود چنانچہ مراتب مذکور را حتمت جنگ
بہادر بہ گورنر جنرل بہادر و مخیر الدولہ بہادر زیادہ ازین مفصل نوشتہ اند و گفتہ فرستادہ کہ
انشاء اللہ تعالی موافق مرکز و مکنون خاطر اقدس گورنر جنرل بہادر تا بمقدور بعل خواهند آورد
و نیز در مقدمہ گورم کنندہ کہ از مکنونات سرکار چیرے کم و زیادہ شدہ است تعجب می نماید
چرا کہ گورنر جنرل بہادر در خریطہ حضور پر نور و این جانب صاف نوشتہ اند کہ موافق مرکز و ات
و مکنونات سرکار بعل می آید چنانچہ گورنر جنرل بہادر در خریطہ حضور پر نور نوشتہ اند کہ بلحاظ مراتب
مجوزہ سرکار بعل خواہد آمد و بمن صاف ترقیم نمودہ اند بلکہ بقید رسم ہائے تعلقات کہ مرکز و ات
سرکار بود نوشتہ اند ازین معنی بسیار تعجب رو نمود چرا کہ خریطہ جنرل بہادر در حضور پر نور ارسال
داشتہ اند در ان مندرج است کہ خود میر صاحب و جنرل ہاریس بہادر ارقام نمودہ اند کہ

انفصال

مقدمه جاگیر خان مشائر الیه را بلحاظ مراتب مجوزه و مرقوم آن والا قدر در اسرع از منته
 سازند و در خریطه آن عظیم الاوصاف که نقل آن برائے ملاحظه ترسیل داشته اند در آن مرقوم
 است که به تجویز بهترین نقشه انفصال آن بذریعہ تصفیہ درخواست میر قمر الدین خان را در اسرع
 از منته پردازند چنانچه البته در مضمون هر دو خریطه بدو طرز تصور می شود چنانچه پیش قسم به
 حشمت جنگ بهادر گفته فرستاده شد بهادر موصوف هم متحیر و متعجب اند که با وجود اطلاع
 دادن من مرکوزات سرکار و رسیدن جواب از پیش گورنر جنرل بهادر به تفصیل تعلقات یعنی
 قلعه معصیه و سر تعلقه یعنی کمار کالوه و راجپوتی حسب الاستدعاء در سرکار مانده تتمه بجایگز
 میر قمر الدین خان قرامی یابد که چنین بظهور رسیده پس تصور صاحبان سریرنگ پٹن نمی نماید
 این معنی هم نوشته می رود و یقین خاطر این جانب است که سپهران و پسماندگان
 شیو سلطان را تا مقدور موافق کمونوات سرکار دولت مدار و اظهار میر صاحب خواهند کرد
 و نصف ملک هرگز برآں هانخواهند داشت اغلب که تین هم سابق بر این در کونسل مذکور می
 شده بود که تمامی ملک را سه حصه نموده یک حصه برآں هامی دارند حال آن هم مانده است
 پس و قبیله نظم و نسق درست نشود و اقرب چنین شهرت که بخیاال هر کس هر آنچه می رسد بگوید
 اعتبار می توان فرمود و یقین تصور داند که گورنر جنرل بهادر بصواب دید و رضامندی میر صاحب
 چنان بعمل خواهند آورد که سرخروئی این جانب و میر صاحب در حضور پر نور زیاده از منتقوش
 خاطر خواهد گرد و یقین تصور داشته هیچ تا ملے درین باب بخاطر راه یاب نفرمایند -

از دریافت ارقام شریف که ملک هفت لک هون بحیثه سرکار اید در آن دو لک

بابت گورم کشته جاگیر میر قمر الدین خان منهارفته باقی ماند پنج لک هون اگر ملکه که در آن وقت اظهار زیاده محاصل زبان زد بوده باشد قریب ده لک هون خواهد بود بنظر غورتا نمایند که بعد اخراجات قلجیات و عمالان و متصدیان و سده بندی محال و غیره چه قدر در سرکار باقی خواهد ماند که در آن توقع نکند داشتن این پلاطین با و این جنبه ترب سواران نموده آید از وقتیکه این خبر دریافت گردید در تا ملات عمیق متحیر چه قسم عهده برائی اخراجات و کدام رو بصاحب و این جانب در حضور خواهد ماند ملخوط این مراتب زیاده از این جانب به آن عظیم الاوصاف مطمح نظر است باز هم برائے اطلاع شمه از آن قلمی گردید چرا که پیش از مفتوح شدن قلعه جنرل هاریس بهادر نسبت فرستادن پیام به شیو سلطان زبانی کیپتن مالکم بهادر برین معنی که در صورت دادن دو کرو رو پیوه و نصف ملک صلح نموده آید از آن عظیم الاوصاف مشا دره نموده بودند و آن جلیل الناقب نظر بر فواید و لیتن تجویز یورش و مورچال جواب دادند بفضل الهی حسب وخواه قلعه مفتوح گردید باید که زیاده از آن فواید حاصل شود نه اینکه برعکس آن اظهار از آن طرف گردد دیگر اینکه آنچه آنها می خواهند که بحدو که تمام لک هون بهر پے از مال غنیمت بجز سپاه سرکار مع آن عظیم الاوصاف و میر دور بهادر و غیره تجویز می کنند در آن اراده آن جمیل الناقب این است که نصف راجوا هر که بکفایت بدست می آید و نصف نقد بگیرند تعجب هزار تعجب رونمو و غنایم مع خزانه و غیره که کمر گور جنرل بهادر کرو رو با سیدوائے تو شکنیانه و آلات حرب و ضرب محفوظ است نوشته اند پس در همه چیز حصه مساوی باشد موافق قرار و مدار و اگر بگویند که جمعیت ما

زیاده است و جمیعت سرکار کم بقدر آن می دهم پس باید گفت که پس شرکت مساوی کجا باشد
و خلاف نوشت و خواند بعمل می آید پس چه قدر بدنامی طرف کمپنی عاید حال تواند شد زینها
زینهار اقبال گرفتن مبلغ مذکور نخواهند نمود قطع نظر ازین دوستی هاشمات دیگران تصور باید
کرد و دیگر اینکه اهل کمپنی می گویند که رویه سپاه ما این است که غنیمت حق سپاه است پس
پسران میو سلطان و وابستگان آنها را که نصف ملک و خزانه و غیره می خواهند که بر آن با تجویر
بحالی دارند چنان می گویند که این حق ماست از یورش قلعه را مفتوح کردیم و آنها داخل اسیران که
حکم فرانیسان دارند مگر بقدر قوت لایموت آنها بقدر مناسب تجویر باید نمود و تتمه در همه چیز
حصه مساوی شود بر آن در حصه سپاه خود اهل کمپنی مختار اند و بدستور در حصه سپاه سرکار کار پردازان
سرکار و اتمار موافق قانون خود مخیر اند چنانچه این مراتب هم به منشی جی و شمت جنگ بها در اطلاع
داده شد آنها ذمه گرفته اند که همین مراتب به گورنر جنرل بها در نوشته شده است ازین معنی
مطمئن خاطر باشند که همین قسم عمل خواهد آمد و این مراتب را ذمه خود گرفته اند که حصه سپاه سرکار
حواله آن عظیم الاوصاف خواهد گردید آئینده کار پردازان سرکار مخیر اند و از تعداد خزانه و جواهر و
اثاثه و آلات حرب و ضرب و غیره نقد و جنس گویر کاسبه باشد خود واقف گشتند و بکمال
اطلاع ندانند این کدام نیک طینتی و نیک نامی و حق پرستی است در عالم شرکت که حصه
مساوی در همه چیز باید آمد شریک نه کردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دور بنیان متصور نمی گردد
و اینکه مفخر الدوله بها در اظهار می کنند که امر جزوی و کلی این هم سپرد و لار و بها در است جواب
باید داد که تا هم بودن آن هم به استصلاح و صواب دید آن عظیم الاوصاف و نظر بر عالم بگامگت و

در یافت مضمون خرائط گورنر جنرل بہادر باز ہم از سرکار بدین مضمون در ہمہ خرائط درج گردید کہ در ہمہ چیز بصوابید و استحسان آن عظیم الاوصاف بعمل آمد چنانچہ شہمت جنگ بہادر قابل این معنی اند مخدود و راہ ہم ہیں مراتب پوست کنندہ جواب باید داد کہ در آن جا زیادہ ازین مراتب بہ شہمت جنگ بہادر ابلغ شدہ البتہ آگاہی دادہ باشند و نیز بہ این جانب حکم رسید ہذا اظہار نمودہ می شود و در صورتی کہ در ہمہ باب استحسان خاطر آل حبیل المناقب باشند اولی والا ہیچ وجہ من الوجہ قبول نباید کرد۔

آنچہ در مقدمہ سخن شنوی این جانب بالاجی پنڈت مرقوم خامہ و داد بود دریافت گردید ترقیم این معنی کہ از قبیل الہام متصور گشت پیش ازین بہ بالاجی پنڈت نویسانیدہ شدہ بود کہ قیام و استقلال خود باعث رونق دولت باجی راؤ ارجشیم داشت بندگان عالی و دوستی الہا جانب متصور دارند پس سرکار بندگان عالی نظر بصلاح و فلاح دوستی بہ اہل کمپنی نوشت و خواند فرمودہ اند بدون اطلاع کمپنی انگریز بہادر در ہیچ باب بکشدہ پیشانی چیزے نمی توان نمود و این قسم تا کہ پس بہتر آنست کہ مفید دولت و ابستہ مواہقت بہ اہل کمپنی نمودہ بند و بست مقدمات خانگی وغیرہ خود بعمل آوردن اولی است کہ باعث آسایش و رفاه خلائق و اتحاد سرکارین گردد چنانچہ درین روز ہا بالاجی پنڈت از شیشادری پنڈت نویسانیدہ نظر بر صلاح سرکار و ولتاہ از چندے چنین مراتب ذہن نشین باجی راؤ می نمودند چنانچہ چیزے رو بہ راہ آوردہ ام و چیزے می آرم درین روز ہا کہ کرنیل پالمر بہادر را اپاجی راؤ بہ تقریب شادی چنی اپا برادر خود باز یافت نمودند وقت برخاست گفتند کہ بعضے مراتب بہ بالاجی پنڈت

گفته شده است خواهند دریافت چنانچه بوی اظهار نیت مذکور ازین برمی آید نسبت
 ازین معنی آگهی داده شده بود مثنی جی ہم اظهار کردند کہ از اخبار ماہم چنین بدریافت می رسد
 کہ روبراه و تہ نامہ جدید مطابق سرکارشاید عمل خواهند آورد و سوالی کہ اہل کمپنی از رگھو
 بمونسدہ نموده اند از اظهار شہت جنگ بہادرجی معلوم گردید آنچه قرار گیرد بہ استرضائے
 حضور پر نور خواهد شد چنانچہ از سابق سلسلہ جنابانی این معنی بہ اہل کمپنی بود و درین مادہ بہ
 رگھو جی نوشتہ شدہ بود حالا با شہت جنگ بہادر درخواست دارند کہ یک احکام بنام
 رگھو جی متضمن استرضائے حضور می خواهند نوشتہ دادہ اطلاع آں عظیم الاوصاف نمودہ خواهد
 شد پیش از دوسہ روز خط پسر اچندر نیت متوفی رسیدہ خلص مضمون اینکہ بعد عشرہ
 محرم الحرام آنچه سوال جواب کمپنی قرار می گیرد دریافتہ حاضر حضور می شوم۔ چون مستقیم الدولہ
 بہادر از قبیل ذکر از طرف خود بہ شہت جنگ بہادر مثنی جی میان آوردہ بودند روز دہم
 کہ برادر مثنی جی میرامان اللہیش بہادر مذکور آمدہ اظهار کردند و روبروئے ایشان قلمبند
 است نقل آں بانقل خریطہ گورنر جنرل بہادر باز با خضیا طائریسل داشتہ شد موضوع
 می گردد غرض آنچه سوال جواب خاطر خواہ باشد زیادہ از اطلاع اینجا در ہمہ باب
 بعمل خواهند آورد۔

در باب تجویز تعلق داری گنتی بنام ناگن گوراکھ مناسب ترقیم نمودہ اند بہ راجہ روشن
 نوشتہ سپرد مشا را لیبہ باید نمود بعد ازین بعضی حضور پر نور رسانیدہ خواهد شد۔
 تجویز جاگیر میر قمر الدین خان مناسب وقت و مضمون سند و چیکہ بسیار متحسن از کمپنی

و مرکوزات حضور که دوسه تعلقه متعلقه گورم کشته بود تفویض خان مذکور گردیده کیفیت تکرار
 آن از نوشته شصت جنگ بهادر از منقر الدوله خواهند دریافت که قصبه کمار و کالوه در آن
 در سرکاری باید -

همواره از ترقیم خیریت مسرور می نموده باشند زیاده چه بقلم آید والسلام بمیر
 دوران بهادر سلام -

اشایہ

نظام علی خان

حصہ اول

آصف جاہ ثانی (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علی)

فرزند آصف جاہ اول ۱۳ کے مولف کا بیٹا

۹۷ کی کوشش ۹۸ کی توجیہ ۹۹ بدلتی -
آصف جاہ سابع (نواب عثمان علی بی بی خانم کے بیٹے)

اگر کوئے ۶۶ ۷

آنا گندی ۹۳ ۷

آئینہ جو گانی ۸۸ ۷

ابراہیم خان گارودی (برجنگ ۱۰، ۳۷ کی طلسمی ۳۸)

مقدمہ بحیثیت ۴۴ کو حکم ۵۴، پوسی کا جڑوا

۴۷، فرنیسی فیج میں ۴۸، گوما مور کرنا ۴۳،

کو طر فدار بنالیا ۷۰، کی حرص ۸۲، تاکا کام جنگ

میں ۸۵، خراج ۸۶ -

ابراہیم علی خان (برادر زادہ و داماد شوکت جنگ ۳۱)

ابوالخیر خان (موت امر پائیگاہ) دھار و مالودہ ۲۱

۶۵ فٹ نوٹ -

اجلہ کا گھاٹ ۶۲ -

احمد خان (جمہدار) ۸۲ -

الف

آزاد (غلام علی آزاد بگرامی) جنگا میں ۴۲، ۴۳

ذی اثر مہتی ۱۰۲ -

آسیر کا قلعہ ۹۰ -

آشتی ۸ فٹ نوٹ -

آصف الدولہ (غازی الدین خان فیروز جنگ)

میر محمد بیہ (فرزند آصف جاہ اول ۳)

کو اطلاع ۱۶، کی ہلاکی ۳۲، ۳۳، ۷۲

آصف الدولہ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) نرہوی ۹۸

آصف جاہ اول (میر الدین خان نظام الملک)

کے جد اعلیٰ ۱، کا خطاب ۱، کی شخصیت ۲

کی اولاد ۳، کی لڑکیاں ۲ فٹ نوٹ، کی

زوجہ ۵، کی مصروفیت ۶، کا انتقال ۷،

کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کی دکن میں آمد ۹

کی قائم مقامی ۱۲، کے فرزند ۱۶، کے عہد ۱۷

۲۵ فٹ نوٹ، دکن آنا ۲۵، فٹ نوٹ

کے صاحبزادے ۱۰۱، ۱۰۲، ۷۱

اورنگ آباد (خجستہ بنیاد ۱۰۱۰) مرکز حکومت ۱۶
سے نکلنا ۱۹ میں غازی الدین خان ۲۰ میں
عمدہ بگیم ۲۱ سے نکلنا ۲۳، ۳۷، فٹ نوٹ
من صلابت جنگ ۲۰، کی طرف پیش قدمی ۲۰
میں بوسی کانہ رہنا ۴۱، کو بار سے ۴۲ کے
مغرب میں ۴۷، سے قریب ۵۲، کی حکومت
۵۴، کی قربت ۵۵، میں قیام ۶۲، سے فال
۶۳، سے نکلنا ۶۴، سے طلبی ۶۶، میں نظام علیا
۶۸، میں سکونت ۶۹، آنا ۷۰، سے کوچ ۷۱
کامحاصرہ ۹۴، مرکز حکومت ۱۰۳، میں فوجی
خدمات ۱۰۴ -

اوسہ ۸۵، کے قلعہ میں ۸۷ -
المجبور کا صوبہ ۳۷، ۹ -
اینگنڈل میں ۹۲ -

بادشاہ بگیم، دختر آصف جاہ اول ۴، کے شوہر
۴ فٹ نوٹ -
باسم ۶۶ -

بالاجی راؤ پیشوا ۲۲، کو نقصان ۲۴، کے پاس
صلابت جنگ ۲۵، کے مفاد ۲۶، کا کلام
کا وکیل ۲۸، کے ساتھ اتحاد ۳۰، کا ملازم
۳۷ فٹ نوٹ، کی پیش قدمی ۴۰، کی فوج ۴۱
۴۵، درخواستیں ۴۶، کے پاس بوسی
۴۸، قریب اورنگ آباد ۵۴، باب ۵۵
سے طلب مدد ۵۶، کو مرسلت ۶۶، کے پاس

احمد خان (میر نظام الدولہ نامر جنگ شہید) فرزند
آصف جاہ اول ۳ -

احمد شاہ ابدالی ۸۵، کا خطرہ ۹۱، کی فتح ۹۲
احمد نگر کے قلعہ دار ۹۴، پر پیش قدمی ۸۵، کی سمت ۹۴
اخلاص خان سعد اللہ خانی ۴ -

ادھونی ۲۷، کو چلانا جانا ۸۰، سے طلبی ۹۲،
کوروانگی ۹۳ -

اسد الدولہ (عبدالرحمن ذوالفقار خان حیدرنگ
۲۵ فٹ نوٹ -

اسد جنگ (میر نظام علیا) نظام الدولہ، فرزند
آصف جاہ اول ۳ -

اسلم خان، صوبہ دار ۶۵
اقتیار الدولہ کی شادی ۴ فٹ نوٹ
امیر الممالک (آصف الدولہ سید محمد خان صلابت
ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳،
قلعہ بیدریں ۹۸، کا تغیر ۱۰۰
امین الدین احمد ۶۶ -
انگول ۷۲ -

انندراؤ (زمیندار و یگاناچم) کا مخالف ۷۵،
کو خط ۷۶، سے عدم محاسبہ ۸۰، بڑا زمیندار
انور خان (محمد قطب الدولہ) ۶۴، کو قید ۶۵ -
انور نامہ ۱۲، کا بیان ۱۵ -
اودگیر کا قلعہ ۸۴، پہنچنا ۸۵ -

اورمی (مورخ) کا بیان ۳۱، ۳۲، کا قیاس ۴۳، ۴۴
۴۸، ۴۹، کا خیال ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۸، ۶۸ -

کان فلان کی استدعا پر ۵۵، صلابت
کے ہزار ۵۸۰ کی طلبی ۹۲، کی روانگی ۹۳

کی ماموری ۱۰۲۔

بستر ۵، فٹ نوٹ۔

نسبت رائے پیکار ۱۸۔

بکٹ (جانب) گورنر دہس ۳۱، ۳۲،

کام معروضہ۔

بکھلانہ، کی فوجداری ۶۵ فٹ نوٹ۔

بلخ ۲۵ فٹ نوٹ۔

بلونت راؤ ۴۵۔

بنگالہ کے ناظم ۳۳۔

بوسی (موسیٰ) عمدۃ الملک کی خواہش ۱۳۱۱

کا پروپاگنڈا ۱۵۱، کے شرائط صلح ۲۴ کا

ملازم ۲۵ فٹ نوٹ کی علیحدگی پر ۲۶۔

کوشنحال سے باز رکھنا ۲۷، کی درخواست

۲۷، کوسرکاران شمالی کی تفویض ۲۸، کو

صلابت جنگ کا خط ۲۹، ریاست کے مفاد

میں ۳۰، کا پہلا حملہ ۳۱، کی طلبی ۳۲، ۳۳

سے صلح ۳۴، کی دیوانی ۳۵، کو اطلاع ۳۶

کو نیچا دکھانے ۳۶، کی قوت توڑنے ۳۸،

کی عدول حکمی ۳۹، کی غلطی ۴۰، کا اورنگ آباد

میں نہ رہنا ۴۱، مچھلی پٹن ۴۲، کا قبول کرنا

۴۸، کی ملاقات نظام علیخان سے ۴۹، کا

پلاٹ ۵۲، کا قبضہ قلعہ پر ۵۲، ۵۳، کے

ہاتھ گرفتار ۵۴، کا جواب ۵۵، سے رشید علی

والیسی ۱۶۷ کے پاس ۸۲ کے بجائی ۱۹۲
کا انتقال ۹۴۔

بالکنڈہ ۴۸، برجنگ (ابراہیم خان گڑھی)

۳۰ فٹ نوٹ۔

بجوار ۵، میں فوج ۷۶، سے آگے ۷۷، سے ملک

پہنچنا ۷۹۔

بختاور سنگھ دختر بابت جنگ ۴ فٹ نوٹ۔

برار ۸، فٹ نوٹ، کوروانگی ۲۰، کی صوبہ دہی

۲۷، کوروانگی ۳۱، کی تاراجی ۳۸، سے

اوزنگ آباد ۴۲، کی حکومت ۵۱، سے بادلہ

۵۲ کی نظامت ۶۵ فٹ نوٹ، میں روک

۱۶۶ کے صوبہ دار ۱۰۴۔

برہان پور کوروانگی ۱۶۲، ۲۲، کی نظامت

سے نکل کر ۶۸، کی طرف تعاقب میں ۱۰۰

کی سمت تین دن تک ۱۰۱، صلح میں ۱۱۹۔

برہان پوری سکیم ازبکستان، محل نظام علیخان

بڑھ گاؤں ۸۲۔

بسالت جنگ (میر محمد شریف خان شجاع الملک

شجاع الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳،

کی دختر ۴ فٹ نوٹ، کے ساتھ ۲۲، کا ملازم

۲۵ فٹ نوٹ، صوبہ دار بیجا پور ۲۷، ذیلی

۳۷، صلابت جنگ کے ہزار ۴۰، کو لیکر

۴۲، کی جاگیر ۴۲، کے تحت سرکاری فوج ۴۷

حصول جہ میں ۴۹، پر فیر ۵۰، کو جہ کی واپسی

۵۱، کی علیحدگی ۵۲، امور ریاست میں ۵۳،

پاتھیری ۸، فٹ نوٹ -
پاکوچھ ۳۷ -

پانڈیچری (چوچری) ۱۰، میں خواجہ قلیندر ۲۵
فٹ نوٹ، میں طبی ۲۲، کا عہد نامہ ۳۲ فٹ
کارخ ۸۰ -

پانی پت کی جنگ ۲۰ فٹ نوٹ
پداپور پر شکست ۷۵ -

پرتاب ورت (راجہ وٹھل داس) کا پورا
کے ذریعے ۹۰، کو حکم ۹۲ -

پراسرام پیت وکیل ۷۲، کی خواہش ۲۸،
پیچ محال ۹۶ -
پورنا ۶۰ -

پونا ۲۳، ۸۵ کی سمت میں ۸۷، کا ارادہ ۸۸

کوروانگی ۹۲، پیچ گئے ۹۵، تباہ ۹۶ -
چوچری (پانڈیچری) ۱۹، ۳۲، ۳۳، کے گوتہ

کا حکم ۷۷
چھوٹری ۷۲

پلیری ۷۵

پیشوا (بالاجی راؤ) طرفدار غازی الدین خان

سے بغاوت ۲۲، کا ہتھیار ۷۵، کا بجائی ۷۵

کا انتقال ۹۲، سے بن جانا ۹۵، کو متفق
کرینا ۱۰۲

ت

تاپتی ۶۶

تاریخ خورشید جاہی، ۲ فٹ نوٹ

کے منصوبے ۵۷، کے دیوان کا قتل ۵۸،
کے جوان بار ۶۰، کو قتل کی اطلاع ۹۱، ۹۲

کا: ابھیم خان کو مامور کرنا ۶۳، کی تحریک

۶۶، کا تصور ۷۰، کی خدمات ۷۱، کی عید

۷۲، کا قطع تعلق ۷۳، کا حیدر آباد سے بھگنا

کی طلبی ۸۰، کی فوج کا عہدہ دار ۸۳، پر غارت

۱۰۲، کی عدم متابعت ۱۰۳، کی خواہش ۱۰۴

کی خاطر ۱۰۵ -

بہادر خان (محمد) کی ماموری ۶۵ -

بہادر دل خان، ناظم ۹۳ -

بہادر گڑھ ۸۲ -

بھانگی ۱۰، فٹ نوٹ -

بہاؤراو (سداشیور اوبھاؤ) ۹۱ -

بہروز خان ۸، فٹ نوٹ -

بھوپال میں مرے ۸۷ -

بھونسلہ (جانوبی بھونسلہ) ۶۷ -

بھونگیر ۷۹ -

بیجاپور ۸، فٹ نوٹ ۷۷ -

بیدر (محمد آباد) کی صوبہ داری ۱۷، پر قبضہ کرنے

۷۷، کے قلعہ دار ۹۳، سے نڈرا ۹۹، کے

قلعہ میں منروی ۹۷، کو داپسی ۹۸، پہنچکر

۹۹، میں آصف جاہ ۱۰۰ -

بیگم بیگی خان قلعہ دار ۶۵ فٹ نوٹ

بیگم بازار ۲۰ -

پ

خزانہ عامرہ ۹۸، ۹۹
 خلد آباد ۵۸
 خواجہ قلی خان موزوں (ذوالفقار الدولہ عظیم)
 کی لڑکی ۶۵ -

خواجہ بابا جان، ۲، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ۔
 خواجہ قلندر نجاری ۲۵، فٹ نوٹ۔
 خوشحال بیگ اوتاد نظام علی خان ۶ -
 خیر النساء بیگم دختر آصف جاہ اول ۳، ۴ فٹ نوٹ۔

د

داستان نظام علیخان ۶۴ -
 دتویا، ۴۵ -
 دربار آصف، ۴ فٹ نوٹ۔
 درگاہ قلی خان (موتی الملک سلاطین) ۹۴ -
 دکن، ۷ میں آصف جاہ ۹، کی نظامت ۳۳ -
 میں فریسیسوں کی آبادی ۸۰، میں انتظام
 ۸۰، کی صوبہ داری ۹۸، ۱۰۰، پر قبضہ کرنے
 ۱۰۱، پر قابض و متصرف ۱۰۵ -

دلیر جنگ ۸۴ -

دولت آباد ۲۲، کے قلعہ میں پناہ ۴۳، کے
 قلعہ کا تفسیفہ ۵۱، کے قلعہ پر قبضہ ۵۲، کی
 قلعہ داری پر ۵۳، کے قلعہ داری کو ۵۴، کے
 قلعہ کا حصول ۵۵، کا قلعہ ۵۶، ۹۱، ۹۰،
 میں پناہ ۹۲ -

دھار کا قلعہ دار ۶۵ فٹ نوٹ۔ ۸۸
 دھارور ۸۵، کی طرف کوچ ۸۷، پہنچے گا ۸۸

کی صوبہ داری ۵۱ جانے کی تیاری ۵۱
 میں خواجہ قلی خان ۶۵ فٹ نوٹ، میں صوبہ
 ۶۸، ۶۷، پہنچنے سے قبل ۶۹، کے اندرونی
 معاملات ۷۳، پہنچنا ۷۴، سے قریب ۸۰،
 کو جانا ۸۱، پہنچکر انتظامات ۸۲، کو واپسی ۹۲ -
 حیدر جنگ (عبدالرحمن ذوالفقار خان اسد اللہ)
 کا ہوا خواہ ۲۵، کے ذریعے ۳۱، کی چال ۳۲
 بوسی کے ساتھ ۳۷، کو خوش ۳۹، کی ملاقات
 ۴۰، کا سو وطن ۴۸، کے ذریعے ۴۹، کی سال
 ۵۰، نے قید کر لیا ۵۲، کی ماموری ۵۴، کا
 دخل ۵۵، نظام علیخان کے دربار میں ۵۸،
 کا غصہ ۵۹، کے قتل کے بعد ۶۰، کے قتل
 کی اطلاع بوسی کو ۶۱، کے قتل کا انتقام ۶۲،
 کے قتل کے ساتھ ہی ۶۳، ۷۰، کے قتل سے
 ۷۱، کی خواہش ۷۲، کو قتل کرنا ۷۵ -

حیدر یار خان (نیر الملک شیر جنگ) دیوانہ
 ۷۴، سفیر صلح ۸۹، ۹۱، ۹۲ -

خ

خان بہادر صاحبہ، دختر آصف جاہ اول
 خاندیس ۶۴، کی ایک برکار ۶۵ فٹ نوٹ،
 صلح میں ۹۰ -
 خجستہ بانو بیگم دختر آصف جاہ اول ۴،
 ۴ فٹ نوٹ -

خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے نذرانہ ۹۶ -
 خدا تر دی بیگ ۶ -

رگھناتھ راؤ کی نوٹ ۹۲، ولی ۹۲۔

ن

زبردست خان کا وار ۵۹۔

زیب النسا بیگم محل نظام علی خان ۶۶۔

س

ساموثر ۴۵۔

سانڈرس ۳۲ فٹ نوٹ کو خطوط ۳۶۔

ساد نور ۱۰ کی جنگ ۲۲، ۲۳ کا محاصرہ ۲۲

۳۰ کی صلح ۳۱ کی جنگ میں کوشش ۳۹۔

سبحانی طوایف ۶۵۔

سداسیوراؤ بھاؤ ۸۲، پیشوا کا مختار ۸۷۔

سدی غنیمت خان ۶۷۔

سراج الدولہ، نانم بنگالہ ۳۳۔

سرکاران شمالی میں شکست ۲۵ فٹ نوٹ۔

میں انگریز ۲، ۱۸۰۲، فوج کی تخواہ میں ۲۲

کا موقع ۵۴، کی حفاظت ۷۴، کے زمیندار

۵۷ فٹ نوٹ، میں یورپی تفریق ۶، فٹ نوٹ

سے اثر زایل ہونا ۷۶، میں عدم اعانت

۷۹، کی طرف توجہ ۸۰، کا انتظام ۹۱۔

سعد اللہ خان ۱۔

سلطانجی متیا لکر ۹۵، کی غرض ۹۵، کے

ذریعہ شرائط ۹۶۔

سمیر قند ۱۔

سندھ کھیر ۳۷ فٹ نوٹ ۴۵، ۴۷، کی جنگ

کی وجہ سے افواج ۶۳، کی جنگ کا زمزمہ ۱۰۵۔

پنچکر ۸۹، میں ۹۴۔

دیو گدھ (چاندہ) ۳۸۔

ڈ

ڈوبیل ۹، کو حکم ۲۱، ۲۵ فٹ نوٹ کی واپسی ۲۱

کاتبادلہ ۲۹، کی اطلاع ۳۶۔

ڈمی وولٹن فرانسیسی ڈاکٹر ۲۱۔

ذ

ذوالفقار الدولہ (تایم جنگ خواجہ علی خان)

۶۵ فٹ نوٹ۔

ذوالفقار جنگ برادر حیدر جنگ ۸۱۔

ذوالفقار خان (حیدر جنگ اسد الدولہ)

۶۵ فٹ نوٹ۔

ر

راجندر ۴۷۔

راجندر ۱۰، ہمالی سے اونگ باد ۲۵، کا

پڑاؤ ۵۹، کے لشکر میں ۶۲، کے پاس فاؤنڈر

۶۳، کا اغوا کرنا ۹۵، کی سرکشی ۹۶۔

رائے پور ۷۲، میں حملہ ۷۵، پر قبضہ ۷۶، میں

نظام علیاں ۹۱۔

۹۲۔ رتن چند (راجہ کالا داس) ۹۱، کی نظر بند

رکن الدولہ (لشکر خان) کی علیحدگی ۲۰،

ذی اثر ہستی ۱۰۲۔

رگنات داس (ملاحظہ ہو رگھناتھ داس)

رگھناتھ داس ۱۶۱، کو موقع ۱۵، کی دیوانی

۲۲، کا تسلیم کر لینا ۱۰۳۔

۲۹، کا احوال ۳۰، کے دوست ۳۱، کا

اتفاق ۳۲، ۳۵، کا منصوبہ ۳۶، دراز

۳۷، کی سعی ۳۹، کی چال ۴۱، پر ہنگامہ ۴۲

کا اندیشہ ۴۳، کے بعد سے ۴۴، کے ذریعے

۴۷، کی غرض ۴۸، پر نگرانی ۴۹، کی سازش

۵۰، کا تصفیہ ۵۱، کی نظر بندی ۵۲، کا فرد

۵۳، کی جنبہ داری ۵۴، کا فعل ۵۵، کا

قتل ۶۱، ۶۲ و ۶۴ کی جوہلی ۸۱، کے عہد

دیوانی میں ۸۲، کے بیٹے ۹۳، ذی اثر و متی

۱۰۲، کا عندیہ ۱۰۳، کا طرفدار ۱۰۴، قید ۱۰۵

شجاع الدولہ (شجاع الملک بسالت جنگ

میر محمد شریف خاں) فرزند آصف جاہ اول

شجاع الملک (شجاع الدولہ بسالت جنگ

میر محمد شریف خاں) فرزند آصف جاہ اول

شمس الدین ۶۲ -

شوکت جنگ (معین خان) دیوان خانگی

۷۴، کی شہادت ۸۸ -

شہاب الدین فرزند عابد خاں ۱ -

شہسوار جنگ کا وار ۵۹ -

شیخ محمد جعفر، استاد نظام علی خان ۶ -

شیخ محمد جمیل، استاد نظام علی خان ۶ -

شیخ محمد جنید، ۸ فٹ نوٹ -

شیخ جنید بغدادی، ۸ فٹ نوٹ -

شیخ علی خان، اتالیق نظام علی خان ۸ -

سوریا پٹھ ۸۰ -

سوریا راؤ کی سرکشی ۸۲ -

سہراب جنگ (اعظم الامراء وسطو جاو شیر

معین الدولہ غلام سید خاں) ۴۴، کی جنگ

سے گفتگو ۵۸، کا وار ۵۹، سفیر ۶۶، کی

واپسی ۶۷، کی رائے ۶۸، کی رائے ۶۸،

کی روانگی ۸۲، جنگ او دیگر میں ۸۵ صلح

میں ۹۰ -

سیادت خاں، تعداد ۹۳ -

سید حسین، پیر زادے ۵ -

سید سلیمان ۵ -

سید محمد خان (امیر الممالک آصف الدولہ صلابت

و ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳، کی

تحت نشینی ۱۲ -

سیف الدولہ کو حکم ۹۲ -

سیکا کول، کا حساب ۴۷، کے زمیندار ۷۵ -

ش

شاہ تہلی، صاحب توزک آصفیہ ۹۹ -

شاہ بچیاں ۱ -

شاہ عالم ۱۰۰ -

شاہ محمود ۴۲ -

شاہنواز خاں (مصمم الملک مصمم الدولہ

میر عبد الرزاق) ۲۲، کی خواہش ۲۳، کی

کوشش ۲۴، باعث برطرفی فرانسیسیاں ۲۵،

مخالف فرانسیسیاں ۲۸، کے خیال کی توجہ

شیر جنگ (نیرالملک حیدر یا رخاں) کی رائے

۱۴، دیوان دکن ۷۲، سفیر صلیح ۸۹، ۹۰،

۹۱، کا استغفار ۹۳،

ص

صدر الدین خاں، کو سرفرازی ۶۵۔

صفت شکن خاں (مجاہد جنگ ۶۸)۔

صلابت جنگ (امیر الممالک آصف الدین)

سید محمد خاں ظفر جنگ (فرزند آصف جاہ اول)

۳، کا عہد ۸، فٹ نوٹ، معرکہ میں ۱۱، ۱۳،

کی تخت نشینی ۱۲، کے بڑے بھائی ۱۵، کی

طرفداری ۱۶، ۱۸، کو غازی الدین خاں

کی آمد کی اطلاع ۱۹، کی والدہ ۲۰، کی لخت

۲۱، کے مخالف ۲۲، کے زیر حکومت ۲۳

کی فرانسیسی فوج ۲۴، کو صلح پر رضامند کرنا

۲۴، کا عہد نامہ ۲۵، فٹ نوٹ، کو اطلاع ۵۸

پرستولی ۲۶، سپیشو کا اظہار ۲۷، کی

ملازمت میں فرانسیسی فوج ۲۸، سے مرسلت

۲۹، ۳۰، کے ساتھ ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴،

کا یقین ۳۶، کے بھائی ۳۷، کے عہد میں

فرانسیسی ۳۹، سے مطالبہ ۴۰، کے خلاف

منصوبہ ۴۱، کے سپاہی ۴۳، سے ملاقات

۴۴، کی اجازت ۴۵، کی فوج ۴۷، کی ذاتی

تحریک ۴۹، کے محل کے قریب واقعہ ۵۰،

کا فرمان ۵۱، رابعہ دورانی کے مقبرہ میں ۵۲،

کی فوج سے قریب تر ۵۴، کے قبضہ میں ۵۵،

کے فتنا پر ۵۷، کی خلد آباد روانگی ۵۸، کی

فوج کے سپہ سالار ۶۱، کی طرفداری ۶۵،

کے عہد میں خواجہ قلی خاں کو خطاب ۶۵، فٹ نوٹ

کی مرسلت ۶۶، کے پاس نظام علی خاں

کی طرف دستہ فوج ۷۰، کے خلاف بے جہت ۷۱،

۷۲، کو خط ۷۳، عبور گو داوری ۷۴، کان

فلان کی استدعا پر ۷۵، اصلی رئیس ۷۶،

کے دربار کی معلومات ۷۷، کی منظوری دینا

صلح پر ۷۸، کی تاجہ ملک میں ۷۹، کے پہل

سے واپس طلبی ۸۰، کا حیدر آباد جانا ۸۱،

کا معاہدہ ۸۳، کے ساتھ نظام علی خاں ۸۴،

پر کامیاب ۸۷، جنگ سے بیدل ۸۹، کے

فتنا پر ۹۰، قتل کرتے ۹۱، کاتلون ۹۲، کی

جنوب میں روانگی ۹۳، کی حفاظت ۹۵،

کاتلون ۹۶، کی کن کنکشی ۹۷، کے تون کاتر

۹۹، کا غلط تصور ۱۰۱، کے طرفدار ۱۰۲، کی

صلح یوسی سے ۱۰۳، کا خزانہ خالی ۱۰۴،

کا دکن کی طرف چلا جانا ۱۰۵، کو زہر دیا جانا ۱۰۶،

صمصام الدولہ (صمصام الملک شاہنشاہ)

میر عبد الرزاق (۱۰۰ فٹ نوٹ، ۲۳، پر تنقید)

۴۰، کا کاسنا ۴۱، کی سوچ ۴۲، کا قلعہ سے

نکلنا ۴۴، مصنف مائر الامراء ۹۸، ذی اثر

ہستی ۱۰۲،

صمصام الملک (صمصام الدولہ شاہنشاہ)

میر عبد الرزاق، ۲۲،

صمصام الملک (صاحبزادہ) کے بنیرے فرزند
صمصام الملک (عبدالحی خاں) فرزند
شاهنواز خاں صمصام الملک ۹۴ -

ظ

ظفر جنگ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) فرزند
آصف جاہ اول ۳ -

ع

عابد خاں، آصف جاہ کے دادا ۱۱ -

عاقل خاں، کی حویلی ۸۱ -

عالم آرا بیگم، کا بغ ۶۴ -

عالم شکیخ، ۱۱ -

عالمگیر، ۱۱، کی فتح ۸، فٹ نوٹ، کے پاس سفیر
۶۵ فٹ نوٹ -

عبدالحکیم خاں، ۱۲۲ سے اتحاد ۲۳ -

عبدالحی خاں (صمصام الملک) دیوان ۹۴ -

عبد الرحمن (ذوالفقار خاں حیدر جنگ سلاطین)

۲۵ فٹ نوٹ -

عبد الشہید خاں فرزند عضد الدولہ ۶۸،

کو سولی ۸۴ -

عبد القادر، فرزند شیخ علی خان ۸ فٹ نوٹ -

عبد اللہ، شیخ ۶۴ -

عبد الغنی، فرزند شاہنواز خاں ۶۲ -

عثمان علی خان بہادر (آصف جاہ سیاح)

کا فرمان ۲ -

عضد الدولہ ۶۸ -

علی، نام نظام علی خاں ۵ -

علی اکبر، کی سرفرازی ۶۵ -

عمدۃ الملک (ملاحظہ ہو موسیٰ یوسی) ۲۶ -

عمدہ بیگم زوجہ آصف جاہ اول ۵، کی آرزو

۲۱، والدہ نظام علی خاں ۶۶ -

غ

غازی الدین خاں فیروز جنگ، فرزند

عابد خاں ۱۰ -

غازی الدین خاں (فیروز جنگ میر محمد پناہ)

فرزند آصف جاہ اول ۳، ۱۵، کو اطلاق

۱۴، ناظم دکن، ۱۱، کا حصول فرمان ۱۸، کی

آمد ۲۰، کا زہر سے مرنا ۲۱، کی رغبت غذا

۲۲، کو ہلاک ۳۲، ۳۳، ۲۷، کی بافج آمد

۱۰۱، سے باز رہنا ۱۰۲ -

غلام سید خاں (سہراب جنگ معین الدولہ شہر الملک

ارسطو جاہ اعظم الامراء) ۴۴ -

غلام علی (آزاد بگلرامی) ۳۰، ۳۵، ہنگامہ

۴۲، شاہنواز خاں کی استمالت میں ۴۴،

ذی اثر ہستی ۱۰۲ -

ف

فتح میدان (واقع اورنگ آباد) ۴۳ -

فورڈ (کرل) ۲۵ فٹ نوٹ، کے قاصد ۹۹، کا

سکھ، کی صلابت جنگ سے ملاقات ۹۹

کو ذات جاگیر کی درخواست پر ۸۳ -

فیروز جنگ (غازی الدین خاں) فرزند ملکہ خاں

فیروز جنگ (بیرجھ پناہ غازی الدین خاں آصف الدولہ)
فرزند آصف جاہ اول ۳، سے طنا ۱۰۲۔

ق

قادری خان ۶۷۔

قائم جنگ (ذوالفقار الدولہ خواجہ قلی خاں
کونون) ۶۵ فٹ نوٹ۔

قطب الدولہ (محمد نور خاں) ۶۴۔

قیلچ خاں، آصف جاہ کے دادا ۱۔

قمر الدین خاں (آصف جاہ اول) کے جدِ امی ۱۔

مقام جنگ، کا سہ ۵۹۔

قوی جنگ، ۸۴۔

ک

کاکا داس (راجہ رتن چند) ۹۱۔

کالی بیگم دختر آصف جاہ اول ۴۔

کان فلانی، کے ذریعے خط ۳، کو قبضہ ۴،

کی استدعا ۵، مطیع انگریز ۷۔

کرشنا (دریا) ۷۸۔

کرناٹک، میں مظفر جنگ ۹، کے نواب ۱۶، کے

نواب کا خط ۱۷، ۱۸، کے نواب نایب ۱۸،

کی فوجداری کا دھویا ر ۱۸، کی ابتری ۱۹،

میں فرانسیسی ۲۸، کی حکومت ۲۹، کے نواب کے

ذریعے ۳۱، کے نواب کی طرف سے ۳۲، کو

جواب ۳۳، میں بوسی ۵۵ کی جنگ میں ۷۲،

کا رخ ۸۰۔

کرنول ۱۰، کا سردار ۱۱۔

کڑپہ ۱۰۔

کلائیو (لارڈ) کی مراسلت ۷۲۔

کلیانی، ۴ فٹ نوٹ۔

کمال النساء بیگم ۴ فٹ نوٹ۔

کنڈاویر، ۷۸۔

گ

گرائڈا، کوایا ۶۶، ۶۷، فوج کی روانگی ۶۸۔

گردھاری لال احقر ۴۳۔

گلبرگہ ۹۳۔

گلزار آصفیہ، کا بیان تخت نشینی کی نسبت ۱۴،

جید جنگ کے قتل پر ۶۰، کے مصنف کے

والد ۶۱۔

گنجنام، ۵، فٹ نوٹ۔

گوتی، ۲۳۔

گوداوری (دریا) ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، کو بلوچ کے

۷۳، کے پار ۷۶۔

گوڈے ہو (فرانسیسی گورنر) ۳۲، ۳۸، فٹ نوٹ

گوشہ محل، میں قیام ۹۳، ۹۴۔

گو لکنڈہ کا محاصرہ ۱۵، کا خزانہ ۱۶، کے قریب

فرانسیسی فوج ۲۵ فٹ نوٹ، کا خزانہ ۳۴،

پہنچا دے ۷۱۔

گھوڑندی ۹۵۔

ل

لالی - موسیٰ (گورنر پانڈیچری) ۳۲، کا خط ۷۰،

کو مراسلت ۷۲، کی تحریر سے ۷۳، کا حکم ۷۴،

انعام میں ۷۸، سے واپسی ۸۰، مابین
معادہ ۸۳۔

محمد آباد (ملاحظہ ہو بیدر)

محمد بہادر (ہمت بہادر خاں) ۱۲۔

محمد نیاہ - میر (غازی الدین خان فیروز جنگ)

آصف الدولہ (فرزند آصف جاہ اول ۳،

محمد حسین (بین الدولہ) صوبہ دار حیدر آباد ۱۳،

کوٹھ ۲۸، کی کوشش ۳۱، کی گرفتاری ۵۲،

۵۲، کا قتل ۶۱، ۶۲۔

محمد شریف خاں - میر (شجاع الملک شجاع الدولہ)

بسالت جنگ (فرزند آصف جاہ اول ۳۔

محمد علی - نام نظام علی خاں ۵۔

محمد علی خاں، کا موسومہ خط ۱، فوجدار کرنا

۱۸، طرفدار غازی الدین خاں ۱۹، کی فوجدار

پیشکش پر ۲۸، سے مصاحبت ۲۹۔

محمد نگر (گولکنڈہ) کے قلعہ میں ۸۲۔

محسنہ بیگم دختر آصف جاہ اول ۲، ۲، فٹ نوٹ۔

مدراس، اکیس انگریز ۲۷۔

مراد خاں ۹۵۔

مراری راؤ گھوڑ پڑے، حاکم کوئی ۲۲،

کی تاویب ۲۳، کی خدمات ۲۴، کی علی ۱۹

منظفر جنگ (برائیت محی الدین خاں) تیسرے

آصف جاہ اول ۳، کی والدہ بہت ۲۷،

کا اخراج ۹، ناصر جنگ کی شہادت کے عین

۱۰، عدم ایفائے عہد ۱۱، پر حملہ ۱۲، کا دیو

کاغداد ۸۰۔

لشکر خاں (رکن الدولہ) کی ملحدگی ۲۰، کی

دیوانی ۳۲، فرانسیسیوں کے خلاف ۳۶،

ذی اثر رستی ۱۰۲۔

پچھمنا (ترجمان موسیٰ موسیٰ) ۶۱، ۶۲، ۶۳۔

پچھمی ناراین شفیق کا بیان ۲۲، ۲۱۔

لیری - موسیٰ (ملاحظہ ہو لالی - موسیٰ) ۳۲،

مانتر آصفی ۱۱، حیدر جنگ کے قتل پر ۵۹، ۹۰۔

مانتر الامرا، ۹۸، ۹۹۔

ملاہو راولپنڈی، ۹۲۔

ملاوہ کا فوجدار ۶۵ فٹ نوٹ۔

مانڈو ۶۵ فٹ نوٹ۔

ماہور، ۶۸، ۶۹۔

مبارز الملک (حامد اللہ خاں) وکیل مطلق ۹۱،

کے سپرد ۹۲۔

مبارز خاں، کی جنگ ۶۵ فٹ نوٹ، کے

بیٹے ۹۱۔

متوسل خاں، داماد آصف جاہ اول ۳۔

مجاہد جنگ (صف شکن خاں) ۶۸۔

مچھلی بندر (مچھلی پٹن) کوروانگی ۳۰۔

مچھلی پٹن (مچھلی بندر) کی فوجداری ۲۵ فٹ

کوروانگی اور طلب مدد ۳۰، ۳۱، میں ۳۱

۴، کی حفاظت ۴، آئین ۵، سے قریب

۶، کے قلعہ پر گولہ باری ۷، انگریزوں کے

بھائی ۳۲، ۳۳ کے عہد میں خواجہ قلی خان
۶۵ فٹ نوٹ کا قاتل ۷۳ء سے انحراف ۱۰۱

کی سرپرستی میں ۱۰۳-
ناگپور ۶۶-

ناندڑ کی صوبہ داری ۸ فٹ نوٹ ۹۲-

نتیم نگر ۱۷۰-

نجیب الدولہ (شیخ علی خاں) اتالیق نظام علیا
نرمل ۶۹، ۷۸، ۷۹ کا زمیندار ۸۲-

نڈرے ۶۵ فٹ نوٹ-

نظام الدولہ (ناصر جنگ شہید میر احمد خاں)
فرزند آصف جاہ اول ۳-

نظام الملک (آصف جاہ اول میر قمر الدین خاں)
کی زفات ۸ فٹ نوٹ کے فرزند ۵۱-

نظام الملک (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علیا)
آصف جاہ ثانی (فرزند آصف جاہ اول ۳-

نظام ٹپن ۷۸-

نظام علی خاں میر (نظام الملک نظام الدولہ)
اسد جنگ آصف جاہ ثانی کے والد ۱۰ فرزند

آصف جاہ اول ۳ کی صاحبزادی ۴ فٹ نوٹ
کی نام رکھائی ۵ کی تعلیم ۶ کی تحریر ۷ کے

نام پر فتح ۸، ہم سفر ناصر جنگ ۹، ناصر جنگ کی
شہادت کے بعد ۱۰، معرکہ میں ۱۱، قتل ۱۲،

خاں میں ۱۳، کی رائے تخت نشینی پر ۱۴، کی
طرہ داری ۱۵، کے خلاف ۱۶، کی والدہ ۲۰،

۲۱ کا ذکر ۲۲، کا خطاب و خدمت ۲۷،

کی روانگی براہ کو ۳۱، سے معاہدہ ۳۳، ۳۴

سازش کے بانی ۳۵، ذی اقتدار ۳۸، ۳۹

کا حصول اقتدار ۳۹، کا قلعہ ۴۱، کی روانگی

اورنگ آباد کو ۴۲، الہی پور سے اورنگ آباد

میں ۴۳، کا گانا نام ۴۴، کا سندھ کی سرپرستی ۴۵

تغاب میں ۴۶، کی فوج ۴۷، کی رضامندی

۴۸، کو مدد ۴۹، کو اطلاع ۵۰، کی ماموری ۵۱

پر سختی ۵۲، پر اثر ۵۳، کی سعی ۵۵، کا تصور

۵۶، کی تدبیر ۵۷، کا دربار ۵۸، کا نعل جانا

۵۹، کی فریبی ۶۱، کی فراغت ۶۳، کا راستہ

۶۴ کا قیام ۶۵، کی فراغت ۶۶، صلوات جنگ

کے پاس ۶۷، سے ناخوش ۶۸، کی دست رس

۷۰، کا سہل النقل ہونا ۷۱، سے سمجھوتہ ۷۲،

کا حیدر آباد آنا ۷۳، سے استمداد ۷۴، حیدر آباد

میں ۸۰، سے ملنے ۸۱، کا انتظام ۸۲، کے عہد

حکومت میں ۸۳، حیدر آباد پر چکر ۸۴، کی فریبی

۸۵، کی فوج ۸۷، اعتراض ۸۸، ۸۹، کے خلاف

غشاء ۹۰، کا انتظام سرکاران شاہی میں ۹۱،

کو اجازت ۹۲، کی روانگی ۹۳، سے یخود

ہونے پر آمادہ ۹۵، کی خبر داری ۹۶، پر منتقلی

ریاست ۹۷، فرمان شاہی سے ۹۸، تصفیہ

اول کے صاحبزادے ۱۰۱، کی ماموری ۱۰۲، ۱۰۳

کے موافق صورت ۱۰۳، کی ہر دل غریبی ۱۰۴

کی جولانی ۱۰۵، کی خوشنودی خاطر ۱۰۶-

نقشبندی خان ۹۷-

ننگارستان آصفی، ۴۴ فٹ نوٹ۔

نلدرگ، کا قلعہ ۲۶۔

تمباکرو ۲۵۔

و

واحد علی خاں، اتالیق نظام علی خاں ۳۱،

کے ذریعے ۲۴۔

واقعات جدانشدن فرنگ ۲۳، صلح

از خدمت سید محمد خاں ظفر جنگ ۲۲، متعلق ۲۲

باہمی مفاہمت کے متعلق ۲۶، میں صلح ۳۔

واکل نمبر ۷۸۔

والا جاہ (نواب کرناٹک) ۱۲، کی معرفت ۲،

کی مراسلت ۳۔

وٹھل داس (پر تاب و نت راجہ) ۶۵، موٹ

۶۷ سے سرتابی ۸۲۔

وجے رام راؤ، راجہ وزیا نگر ۵، فٹ نوٹ،

کی مخالفت ۷۶ فٹ نوٹ۔

وزیا نگر (جے نگر) ۵، کاراجہ ۵،

فٹ نوٹ۔

وزیگا ٹیم، ۷۵۔

وسواس راؤ، فرزند بالاجی راؤ پیشوا ۴۱،

۴۵، کی جنوری ۴۶، کے تحت فوج ۴۷، ۴۸، ۴۹۔

وفادار خاں (اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ)

راجندر کے پاس ۶۳۔

وینک داس ۹۵۔

وینکٹ راؤ ۴۵۔

ھ

ہدایت محی الدین خاں (منظر جنگ) نمبر

آصف جاہ اول ۳۔

ہمایوں جنگ (ناصر الملک میرغل علی خاں)

معتمد الدولہ ہمایوں جاہ (فرزند آصف جاہ)

اول ۳۔

ہمت بہادر خاں (محمد بہادر) ۱۱، قتل منظر جنگ ۱۲۔

ہند (ہندوستان) ۸۰۔

ہندوستان (ہند) ۲۵، ۲۶، فٹ نوٹ، کافساد ۲، ۳،

میں اثر ۸۰، میں حکم کی تیاریاں ۸۵۔

ہنمنٹ راؤ ۲۶۔

ی

یحییٰ الدولہ (محمد حسین خان) صوبہ دار ۱۳، کو خط ۲۸۔

اشاریہ

نظام علی خاں

حصہ دوم

الف

آرتھر و ملیرلی کرنل (لارڈ ونگٹن) کی فوج سے بھاگ
۲۱۳، کرنل کبھی تقسیم مسور ۲۱۹۔

آرکاٹ سے غریت ۱۹، کامالک ۲۱، پہنچے پر ۲۳،
چھوڑ کر ۲۹، کے صوبہ دار کی تنبیہ ۴۹، سے ضرورت
۵۰، کی نو ابی ۵۲، کانواب ۵۶، میں داخل ۵۷۔

ارجمی۔ رابرٹ، مورخ ۲۱/۲۰۔

آزاد بلگرامی (میر غلام علی) کا بیان ۲، عہد کے بڑے
مورخ ۳۔

آصف جاہ اول کی اولاد میں ۱۱، کی تعمیر کردہ
عمارت ۲۳۳۔

آصف جاہ ثانی (نظام علی خان نظام الملک نظام الدولہ
اسد جنگ ۲، فٹ نوٹ کے عہد میں ۱۷، رضائے
۷۷، کے اسناد ۸۱، صوبہ دار و کمن ۱۹۳،

کے تفویض ۱۹۹، ۱۹۵۔

آصفیہ ریاست میں اثرات ۲۱۱۔

آئینہ محل (واقعہ نزل) میں گرفتاری ۱۳۰۔

ابراہیم باغ (واقعہ نزل) ۱۳۹، کی عمارتوں کا انہدام
ابراہیم بیگ خاں (مبارز الملک ظفر اللہ)

ضابطہ جنگ (تشریط صلح میں ۸۲، جہم میں ۸۸،

کو خطاب ۸۹، کے بجائی ۹۷، جہم پر ۱۰۵، کاؤیل

۱۲۱، کے خیالات ۱۲۲، کامرض ۱۲۸، کے انتقام

۱۳۰، کا تیار کردہ باغ ۱۲۹، کے فرزند ۲۳۳۔

ابراہیم خاں حمیدار ۱۰۶۔

ابراہیم عادل شاہ ۲۸، فٹ نوٹ۔

ابوالفتح خاں (سیخ جنگ شمس الدولہ کے ہم زلف ۱۳۲۔

ابوالقاسم میر (میر عالم) سفیر ۱۵۳، سے گفتگو

۱۵۵، کی صداقت و تیغ خواہی ۱۵۵۔

ابو تراب خان بہرکاب میر عالم ۲۱۳۔

ابو میاں محمد وی مقابلے پر ۱۳۲، کا جنگ میں

کام آنا ۱۳۲

ایا بلونت راؤ ۱۲۶۔

۱۹۵ء کا حکم ۱۹ء کا بگڑنا ۱۹۸ء کے تحت فوج
۱۹۸ء کا ایک اور عہد نامہ طے کرنا ۱۹۹ء کو غیب
۲۰۵ء کے مسائل ۲۰۶ء کی واپسی کے بعد خدمت
۲۰۷ء کی مفاہمت کمپنی سے ۲۰۸ء سے بالمشا
اقرار ۲۱۱ء سپہ سالار ۲۱۲ء کامیر عالم کو ہوا کرنا
۲۱۳ء کا خیال ٹیپو سلطان کی شہادت کی نسبت
۲۱۶ء کو سونپٹی کا امکان ۲۱۹ء سے حصول منظوری
۲۱۹ء کو توجہ تیسیم کی اطلاع ۱۲۱ء کا ارادہ ۲۲۲ء کے
نشا کے مطابق ۲۲۳ء کے اعمال پر تنقیدی نظر ۲۲۴ء
کی تجویز ۲۳۳ء -

ارسلان جنگ، رکن الدولہ کے بھائی ۸۹ء -
ارل کورنوالس کا خط ۱۵، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۳ء
کے پاس ۱۶۵ء قریب تر ۱۶۹ء کی فوج ۱۷۰ء
کو خط ۱۷۰ء کے شرائط صلح ۱۷۱ء کی واپسی ۱۷۳ء
کا نظام میٹروپولیس سے معاہدہ ۱۷۴ء -
اسٹوارٹ میجر سے مقابلہ ۲۱۵ء -
اسد علی خاں، دیوان بہاوت جنگ ۱۲۹ء کا کار
۱۷۹ء کا رسالہ منہزم ۱۸۰ء ۱۹۴ء -
سمعیل خاں المچپوری ۱۶۸ء المچپوری میں ۱۱۵ء
مشوش ۱۱۶ء کا فرزند ۱۸۰ء -
اسمیتھ جنرل ۱۵۰ء کو خطوط ۱۵۱ء کے منسوب
اسمیتھ کرنل جوہن سیف سیف ۴۳ء کو منیت ۴۸ء
کی رسد ۵۵ء کی روانگی ۵۸ء ۶۲ء کی فوج کا
۶۴ء قلب پر ۶۹ء -
اسیر گرھ ۴۰ء -

اچھا پور - ۷۷ء -
احمد الدولہ (دلاور جنگ کپٹن جان کتاو) کی فتح ۱۹۲۰ء
احد شام جنگ (موسیٰ خان رکن الدولہ کی حالت
احد شام جنگ (ظفر الدولہ فرخ میز خان) فرزند
مبارز الملک ۱۲۸ء کی قائم مقامی ۱۳۰ء خطاب
۱۳۱ء کو نمک حرامی کی اطلاع ۱۳۱ء بذات خود
میں ۱۳۲ء کی فوج کو ہزیمت ۱۳۳ء کی فوج کا سردار
۱۳۴ء عجو کے موقع پر ۱۳۵ء کا انکار ۱۳۶ء کو
اطلاع ۱۳۸ء کی والدہ کا عریضہ ۱۳۹ء کی باریابی

۱۳۹ء صوبہ دار ۱۴۰ء کی ماموری ۲۳۳ء -
احمد نگر، اورپونہ کے مابین ۳ سے قریب مقام ۴،
سندھ کو ۱۹ء -
ادھونی (امیاز گڑھ) کی جانب ۱۷ء کو روانگی ۱۸ء
کو واپسی ۲۰، ۲۲ء کو روانگی ۲۷ء کی جہم ۲۸ء سے
روانگی ۴۰ء اقل نوٹ، پر حملہ کا گمان ۱۲۶ء کی
سمت ۱۴۸ء کا محاصرہ ۱۴۹ء سے تعلق ۱۵۰ء
ارسطو جاہ (اعظم الامراء شیر الملک سعید الدولہ شہزادہ
غلام سید خان) کو حکم ۱۳۹ء ٹیپو سلطان کے مقابلہ
پر ۱۴۹ء کی پسائی ۱۵۰ء کے احکام ۱۵۱ء کی
تحرک پر ۱۵۲ء کے ذریعہ ۱۵۶ء کا زخمی ہونا
۱۵۷ء کی تدر ۱۵۷ء کی تندرکامی ۱۵۶ء کو تردد
۱۷۷ء کی مخالفت ۱۸۱ء مہربوں کے حوالے ۱۸۲ء
کے غیاب میں ۱۸۵ء کی پونہ سے واپسی ۱۸۸ء
کو اطلاع ۱۹۰ء کی قیام گاہ پر سندھ ۱۹۲ء کو لا
کے لئے ۱۹۳ء سے مطالبہ ۱۹۳ء سے سلسلہ جینی

اعتماد الملک کا بیان ۱۰۸۔

اتحاد الدولہ (شمیرنگ محمد فادان خاں) کی

حمایت ۸۶ کو حکم منادی ۱۲۴۔

اعظم الامراء (اسطو جاہ شیر الملک معین الدولہ سہروردی)

علامہ سید خاں کو حکم ۱۳۹، رکاب میں ۱۶۹، کا

طے منازل ۱۰۳، سے اتحا کی ہدایت ۲۰، سپلا

۲۱۲، کو شکایات ۲۲۳، کے اعمال ۲۲۴۔

اعظم جاہ (والاشان نواب میر حمایت علی خان ولی عہد)

افضل گنج کاپل ۹۱، کی مسجد ۹۲۔

افغانستان ۲۰۱۔

اکبر جاہ - بازار ۹۱۔

الف خاں - نواب کرتول ۱۸۰۔

امام علی خاں (برہان الدولہ) قلعہ دار ۱۳۹۔

امان اللہ خاں، مقابلہ پر ۱۳۲، جنگ میں کام

آجانا ۱۳۳۔

انتیاز الدولہ (ممتاز الامراء) کی صلاح ۱۸۶،

کے ذریعہ رشید دوانی ۲۱۱۔

امجد الدولہ، ملک پر ۱۳۳۔

امرت راؤ متین ۸۴، ۹۹، فرزند رگھوناتھ راؤ

امیر بیگ خاں ۹۰۔

انبور گڈھ، قلعہ ۸۶، میں لکھتری فوج ۶۹۔

اندازہ واقعات و کن کا بیان صلابت جنگ

کی ہلاکت پر ۲۵۔

اندول میں قیام ۱۲۹۔

انتہی بابی، زوہ رگھوناتھ راؤ ۹۵۔

اندھی ۱۰۶۔

انڈور ریڈ کیشن (ملاحظہ پور ریڈر کیشن)

انگلستان، کی حکومت ۱۲۲، کے بادشاہ کے تحفے

۱۴۰، کے بادشاہ کے احکام ۲۰۱، ۱۵۵۔

انور الدین خاں، نواب کرنلک ۲۰، فٹ نوٹ۔

اودگیر کی جنگ ۲۳، کی صلح ۲۴، کی جنگ کے بعد

کوروانگی ۱۴۰، پر سے ۱۴۸۔

اودھ کے نواب ۸۵۔

اودھ لفسٹ کرنل سے ملنا ۵۸، ۶۲، کی فوج

سے اتحا ۶۲، ۶۳، طلب پر ۶۹۔

اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) سے کلنا ۲، سے روٹنگ

۳، کا محاصرہ ۶، میں اقامت ۸، کوروانگی ۹،

۱۳، صلح کے بعد ۱۰، سے کلنا ۲۵، پہنچ جانا ۲۶،

کی صوبہ داری ۳۲، کی طرح ۹۰، ۱۰۳، کوروانگی

۱۰۴، کو کوچ ۱۸۸۔

اولد محمد خان و کا کا مادہ تاریخ ۰۔

اولی - مسٹر ۸۲، ۸۳۔

ایاکوٹہ ۱۶، فٹ نوٹ۔

ایت گیر (یا گیر) کوروانگی ۱۴۵، کے قلعہ کی

سیر ۱۴۶، کے عہد نامہ کی تکمیل ۱۴۶، کے عہد نامہ

کے بعد ۱۴۰۔

ایچی سن - سی یو، مرتب عہد نامہ جات ۲۹، کا

مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴، کا اقرار ۱۶۱، فٹ نوٹ

کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا ہونا ۱۶۲، کو عدم

دستیابی ۱۶۵، کا تسلیم ۱۰۲۔

ایشونت راؤ فرار ۱۰۵ گھاٹکے ۱۹۵ فٹ نوٹ۔

ایلیٹیوٹ کی صوبہ داری ۱۱۲۔

ایلیگنڈل - سرکار (کریم نگر) سے آنے کے بعد ۱۲
کا قلعہ ۱۳، تعہد پر ۱۵۲، کے تحت کا ایک زمیندار ۱۵۲۔

ایلیوٹ ۴۱، کے زمیندار ۱۸۳، ۱۸۳۔

ایلیٹ، سفیر ناگپور ۱۲۶۔

ایلیوٹ (دیوڑہ) ۱۳۲۔

ب

بابا راؤ فرزند ہری پنت ۱۸۰، ۱۸۰، پٹرکیہ کے خطے
تائید ۱۹۵، ۱۹۵۔

بابین علی ۶۹۔

بانوراؤ گورونڈیا۔

بابجی راؤ فرزند رگناتہ راؤ، ۱۹، کونا نا پٹروئیں کے
منصوبے کی اطلاع ۱۹۱، سے قرار نامہ ۱۹۲، ۱۹۲۔

کے پاس ۱۹۳، کی طرف داری میں ۱۹۴، کے دستخط ۱۹۵۔

کے طرفداروں کی گرفتاری ۱۹۶، کی گدی نشینی ۱۹۶، ۱۹۶۔

کی رضامندی ۱۹۸، کے کتبہ کی دستخط ۱۹۹۔

بادامی، کا محاصرہ ۱۳۸۔

بادشاہی عاشور خانہ ۹۱، کی ترمیم ۲۳۳۔

بارا محال ۶۶۔

باری کلوز، لٹنٹ کرنل، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔

بانم، کی شہرک ۸۵۔

باقرخاں حکیم محمد مسیح الدولہ ۱۲۸۔

بالاجی نپڈت (نانا پٹروئیں - نانا پٹروئیں) کا

عذبیہ ۱۹۹، ۱۹۹۔

بالاجی راؤ پیشوا ۱۸۔

بالاجی کنجر، مرہٹہ سلطان ۱۹۲۔

بالاجی کیشو، ۹۷، کی ہم پر ماموری ۱۰۲۔

بالاکھاٹ، کی تسخیر ۲۹، ۸۱، پرتھوی ۵۲، پر

چرخائی ۱۶۲۔

بالکنڈہ، پیچکر ۱۳۲، کو کوچ ۱۳۵، میں قیام۔

بجواڑ، پنچیا ۳۲، سے فوج ۲۰۹۔

بخشی بگم، زوجہ نظام علی خاں ۱۱۳، کی ہر سے نصیحت ۱۸۹۔

بدر الزمان، کا مشورہ ۲۱۷۔

بدیع الزمان خاں (نظم جنگ) ۱۸۶۔

برار، کی قربت ۸، کی صوبہ داری ۳۲، میں افواج

۳۲، میں داخل ہونا ۸۵، کا محال ۱۸۲، جاگیر ۱۸۹۔

برسی - مشر ۸۳، ۸۳۔

برگس، جے، مصنف دی نظام ۳۰۔

برہان الدولہ (امام علی خاں) قلعہ دار ۱۳۹۔

برہان پور، میں ۱۰۲۔

بسالت جنگ (امیر الامرا شجاع الملک شجاع اللہ

میر محمد شریف خاں) کے خیالات خام ۱۱، کی

علی گئی ۱۸، کے نام قیادت ۱۹، کی فراحت ۴،

کامیلا ۲۱، ۲۲، کے آرکٹا پنچپر ۲۳،

ریاست کے کاروبار میں ۲۲، کو ہلاکت کی اطلاع

۲۶، کا تحصن ہو جانا ۲۷، سے مدد اختلاف ۳۹،

کی مدد ۳۹، کی تجاویز ۵، کے ذریعے تہذیب ۵۵،

سے ملاقات ۵۶، مشورے میں ۵۷، کی جاگیر ۵۷،

کی ملاقات ۱۰۳، کے فرزند ۱۰۴، کے پاس فوج ۱۱۳،

- کی فرانسیسی فوج کی علیحدگی ۱۲۷ کا انتقال ۱۲۷۔
 کے فرزند ۱۲۸ سے معاہدہ ۱۵۳۔
 بسا نگر، بیانگر۔ ۵۔
 بشیر پورہ ۹۱۔
 بلاری، تنگ ۱۷۳/۲۴۔
 بلو باتا، مختار سندھ ۱۹۱ کا فراہم کر لینا ۱۹۳/۱۹۴۔
 بلونت راؤ، نائب جوہنسلہ ۱۲۶۔
 بھٹی، کی فوج کو احکام ۲۱۰، کی فوج ۲۱۵۔
 بنگالا سے فوج کی طلبی ۱۶۵ کی فوج ۲۰۹ کی سپاہ
 ۲۱۵، فٹ نوٹ۔
 بنگر یا حیم ۲۰۔
 بنگلور، پرچہ ۴۳ کے رستہ میں ۵۲۱/۲۸ کو کوچ ۵۷
 کا صلح نامہ ۱۲۲ کو واپسی ۱۶۹ سے لگے ۱۷۰۔
 بنیرا کا محاصرہ ۱۰۵، پر قبضہ ۱۰۶ میں موقع ۱۱۵
 میں نظام علی خاں ۱۱۶۔
 بو دھن، پر قبضہ ۱۳۲، پہنچنا ۱۳۳۔
 بور، ڈاکٹر ۲۰۹۔
 بورڈ آف کنٹرول ۲۰۴۔
 بورم، پر قبضہ ۱۶۲۔
 بھاتمرہ ۸۸۔
 بہادر بندہ کا محاصرہ ۱۵۰ میں متحدہ افواج ۱۵۱
 پٹیو سلطان کا قبضہ ۱۵۱۔
 بہادر پورہ ۹۱، کے باہر ۹۵۔
 بہادر دل خاں (شجاع الدولہ) ناظم حیدر آباد
 کے پوتے ۱۰۸۔
- بھالکی، ۸۸۔
 بہرام جنگ ۱۱۴ کا فیض کو قتل کر دینا ۱۱۶، ہنگام
 میر عالم ۲۱۳۔
 بہلول خاں ۱۳۵۔
 بھون راؤ، پریتی ندھی ۶۔
 بھیمرا، دریا کے کنارے تک ۸۱۳ کے کنارے
 قیام ۱۰۳ کے کنارے ۱۲۳ سے مکمل کر ۱۴۶۔
 بیجا پور، ۲۲/۸۱۔
 بیجا نگر۔ ۵۔
 بیدر (معد آباد) سے روانگی ۴، برسات میں ۸ پہنچتے
 ہوئے ۱۱ میں انتقال ۲۵ کی جانب ۲۶ کے
 قلعہ میں ۹۸ میں پناہ ۹۹، پہنچنا ۱۷۷ کی طرف
 ۱۸۶ کے قریب فوج ۱۸۸ کے چوتھ کا ایک حصہ
 ۱۹۸ کے چوتھ کی معافی ۲۰۰۔
 بید نور کاراجہ میور کے اثر میں ۲۲۲۔
 میر بہادر، راجہ ۷۵۔
 بیگم بازار ۹۱۔
 بیلی، کپتان ۶۱۔
- پ**
 پالم میں قیام ۱۳۵۔
 پانگور (محبوب نگر) ۱۴۷۔
 پالی پٹھ ۵۸۔
 پانچگل کے قلعہ میں قیام ۱۶۷ میں نظام علی خان کی طاقت
 ۱۷۳ کا معاہدہ ۱۸۳۔
 پامین گھاٹ (پایاں گھاٹ) ۱۷۸۔

- پایاں گھاٹ (پائیں گھاٹ) کا انتظام ۱۹۷۸ء -
 پانگاہ خاص کی ابتدا ۱۲ء کی خدمت ۱۲۲ء کی فوج
 کا ملاحظہ ۱۲۹ء سے ۱۸۷ء کے امیر کی کوشش ۱۲۰۷ء
 کے امیر خیر ظفر کپٹنی ۲۱۲ء
 پائیدہ خاں رسالدار ۷۲ء -
 پانڈی بھری (پھو بھری) کو روانگی ۱۸ -
 پٹیل پٹی گھاٹ ۷۸ -
 پیلیوں کی باؤلی ۹۱ -
 پیٹھر ٹھہری ۹۱ -
 پیچھلہ ۸۸۸ء ضبط ۸۹ء کی عمارت ۲۳۳ -
 پدم سنگھ راجہ کی شرکت ۱۳۵ -
 پیرانیل ۹۱ -
 پیرتاب گڈھ ۱۹۴ -
 پیرتاب و نت (راجہ بہادر) ٹھیل داس کی
 دارالہماچی ۲ فٹ نوٹ، کورنگ ۵، تباہی
 پونہ کے باعث ۷، کادورویہ بن ۸، جنگ
 وکس بھون میں ۸، کوکامیا بی ۹، کی سوو علی
 ۱۳، کا کام آنا ۱۴، کی جگہ ۱۵ -
 پیرسرام بھاؤ زخمی ۱۷۸، مقابل ۱۷۹، زخمی ۱۸۰
 کوتا شیک کے لئے ۱۹۱، کو فراہم کرنا ۱۹۳، مختار
 ۱۹۳، کانانا کو طلب کرنا ۱۹۴، کی گرفتاری ۱۹۵
 ۱۹۷ء کی جاگیر سندھیہ کو ۱۹۷ -
 پیروٹس علی خاں لکھ پور ۱۳۶ -
 پیریزینٹ بورڈ آف کنٹرول، کاموسوٹ
 ۲۰۲، ۲۰۲ -
- مکنا براج ۱۲۸ -
 ملی گڈھ ۷۸ -
 پیار ۹۱، کا عبور ۲۱ -
 پیچیکال، میں ورود ۱۲۸ -
 پیڈاری کے حملے ۱۷۴، قزاق ۱۷۸ -
 پیڈت پردھان، کے عرائض پر ۱۴۵، ۱۴۳،
 ۱۶۴، ۱۶۵، کا وکیل صلح ۱۸۲ -
 پورندھر، کو روانگی ۸، کو چلا جانا ۱۹۲ -
 پورندہ، کی سمت ۱۷۹، تک ۱۸۲ -
 پورنیا، ماضیت پر ۲۱۵، سے مشورہ ۲۱۶ -
 پونہ، کو روانگی ۱۷۱، سے روانگی ۷۳، میں خبر ۷،
 کی تباہی ۸، پہنچنا ۱۰، میں بسر برد ۱۲، پہنچنا
 پہنچانا ۱۲، میں قیام کی وجہ ۱۴، سے طلہی ۱۶،
 کا دفتر ۲۵، کا عمل ۸۲، کو خفیہ روانگی ۹۴،
 سے مخفی عہد ۱۱۳، کے برعین ۱۴۴، سے پیشوا ۱۴۷،
 ۱۷۹، ۱۷۷، سے استداد ۱۸۸، سے واپسی ۱۸۸،
 کی سکونت ۱۹۳، میں طلہی ۱۹۴، سے عمل جاننا ۱۹۷،
 فٹ نوٹ سے قریب ۱۹۸، کے ساہوکاروں
 سے قرض ۲۰۰، ۲۰۶، سے واپسی پر خدمت
 پھول باغ ۹۱ -
 پٹیلابرج ۹۱ -
 پیچ (جو سرف کرل) ۷۵ -
 پیرگاؤں، میں قیام ۴، کا صلح نامہ ۱۳۵ -
 پیروں (ملاحظہ ہو موسیٰ پیروں)
 پیشوا - سے مصاحبت ۱۴۱، ۱۴۲، کے علاقہ پر ۱۴۳

سکاجی (سکاراؤ ہو لکر) کی باریابی ۱۲۶، باجی راؤ
کے خلاف ۱۶۰، ۱۹۵۔

سککاراؤ ہو لکر (ملاحظہ ہو سکاجی ہو لکر)
سککارام ہیری، کی جوائنر دی ۹۔
تینجاور کے راجہ کے پاس ۱۶۱ فٹ نوٹ، کاٹھا

۲۱۸۔

تنگیھدرا کے قریب ۲۷۔

توزک آصفیہ کا بیان ۲۸، ۳۱، کی توجیہ ۳۱،

۳۶، ۳۵، کا اعتبار ۲۲، ۲۵، ۵۶، کا بیان

۶۷، رکن الدولہ کے طرز عمل پر ۸۷ فٹ نوٹ

۹۲، جنگ پر ۹۷، میں قابل ذکر ۹۸، کی قید

صرافان ہنود کے ساتھ ۱۲۵، کا گمان ۱۲۷، ۱۲۸

کا طرز بیان ۱۲۳، ۱۵۴، کے مصنف کا قصیدہ

۱۵۷، میں تعیل ۱۷۲۔

تہور جنگ رکن الدولہ کے بھائی ۶۰، کا فوارہ

بیج سنگھ۔ راجہ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

مہجوبت بہادر۔ راجہ، دیکھ کی لک پر ۱۵۲۔

ط

ٹراور نکور، کا راجہ ۱۶۷۔

ٹرناملی (ترناملی) ۷۲۔

ٹریٹی آف گارتی، ۱۷۵۔

ٹھکال، ۸۹۔

ٹپپو (ملاحظہ ہو ٹپو سلطان)

ٹپپو سلطان (نصیب الدولہ فتح علی خان) فرزند

حیدر علی خان ۴۹، کی ملاقات نظام علی خان سے

کے احکام ۱۲۷، پونہ سے ۱۲۷، سے معاہدہ

۱۶۲، ۱۶۳، کو چوتھا ۱۷۷، سے معاہدہ ۱۷۵،

۱۷۶، کا کچ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۹، کی حکومت میں

خالفیتیں ۱۸۹، کا انتقال ۱۹۰، کو ملا جوا علی

۱۹۸، کو تنہا مقابلہ ۱۹۸، فرقی عہد نامہ ۱۲۱،

سے استفادہ ۲۲۰۔

ت

تاپتی، سے ۱۸۲۔

تارابائی، ولیہ ۵۔

تارمری ۱۷۲۔

تیارخ نطفہ، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶،

۴۹، کی نسبت ۵۲، کی طرف سے ۵۴ کی خضوعی
 ۵۵، نظام علی خان کے کمپ میں ۵۶، سرکردہ
 افواج ۶۴، کی طرف سائڈ فی سوار ۶۵، کا باپ
 سے آٹھنا ۶۶، مہینہ پر ۶۹، کی قائم مقامی ۱۴۱
 سے صلح ۱۴۲، کا سکہ جاری کرنا ۱۴۴، کے خلاف
 اتحاد ۱۴۵، کے حدود کی طرف ۱۴۸، کو اطلاع
 ۱۴۸، کی فرمائش ۱۴۹، سے اتحاد ۱۴۹، کے
 تعاقب میں ۱۵۰، انجون کی تیاری میں ۱۵۱،
 کے پاس سفیر ۱۵۱، کے خط ۱۵۸، کے
 متصرفہ علاقے ۱۵۹، کے سفیروں کی واپسی کے
 بعد ۱۶۰، کے سفیر ۱۶۱، کی بربادی میں ۱۶۲،
 کا نقص عہد ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۵، چھلکے کے لئے ۱۶۵
 کا قبضہ ۱۶۷، کا مکر قبضہ ۱۶۸، کے خلاف جنگ
 ۱۶۸، فٹ نوٹ کا قبضہ ۱۶۹، پر جون ۱۷۰،
 کا پر زور چلے ۱۷۱، تعمیل شرائط میں ۱۷۲، کے موضع
 کی قرارداد ۱۷۳، سے ریشہ دوانی ۱۷۵، ۱۷۶،
 ۱۷۷، کے ٹرکے ۲۰۱، آرام میں ۲۰۲، کا انتظام
 لینا ۲۰۳، کے اعمال ۲۰۴، کا مقابلہ ۲۱۰، پر
 فوج کشی کی قرارداد ۲۱۱، پر چلکے کی غرض سے
 ۲۱۳، کو خطوط مطالبات ۲۱۴، کو انگریزوں
 کی پیش قدمی کی اطلاع ۲۱۵، کا موازنہ اور تہید
 ہو جانا ۲۱۶، کا فسخ غریمت کرنا ۲۱۷، کی تہنات
 کے بعد ۲۱۸، کے متعلقین کی خواہش ۲۲۰،
 کی مصاحبت کے لئے سلسلہ جنبانی کا ذکر ۲۲۱،
 سبیلہ مصنف فارشس سلک شنس ۱۔

ث

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خاں دھونڈ ۹۷
 ج
 جابج رابرٹس کرنل کے تحت فوج ۲۰۹۔
 جانی ملی۔ پر قبضہ ۱۴۸۔
 جان اللہ شاہ، کانگہیہ ۹۱۔
 جانسن، مسٹر، سفیر ۱۴۷۔
 جان شور، مسر، (ملاحظہ ہو مسر جان شور)
 جان کناوے، کپتان، سفیر انگریزی ۱۵۳،
 کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت
 جانوجی بھوسلے، راجہ ناگپور، کا عہدہ دار، کا
 معروضہ ۸، کو حصہ ملک ۱۳، پر چلکے ۳۲، ۱۷۱، ۱۷۲،
 وعدہ ۸۴، کے مقابلے میں ۸۵، کی اودھم ۸۵،
 کی خواہش صلح ۸۵، کا انتقال ۹۵۔
 جگتیاں، میں قیام ۱۳۵، کا قلعہ ۱۳۸۔
 جگدیو۔ راجہ کے ہاتھی ۹۴۔
 جمناراجہ، پرتاب دنت کا پوتا ۱۴۰، ۱۵۰۔
 جنرل کلیو (ملاحظہ ہو کلیو جنرل)
 جنیر کے قلعے میں ۱۹۱، کا قلعہ ۱۹۷۔
 جوہا، بخشی ۱۸۰۔
 جوسف آہتہ۔ کرنل، سفیر ۴۳، (ملاحظہ ہو آہتہ)
 جوسف بیج۔ کرنل ۷۵۔
 جہاندارجہ، کا حصہ ۲۰۷۔
 جے۔ اے کرک پیٹرک (ملاحظہ ہو کرک پیٹرک)
 جیس، انگریز۔

جیمیں پکلیں کرک پیا کرک ۲۰، (ملاحظہ ہو)

کرک پیا کرک جیمیں پکلیں)

جیمیں فشر جیمیں اللہ پکلیں ۲۰۔

جیمیں مل، مورخ ۱۳۹، ۲۱۔

بیچ

چادر گھاٹ ۹۱، کاپل ۹۱۔

چار کمان ۹۰۔

چار محل ۹۱، ۹۰۔

چارمس لغٹ کی رہائی ۱۰۔

چٹنیں بھر کا بیان ۹۹۔

چٹیاں میں پناہ ۱۳۵، کے قطع میں ۱۳۹۔

چمناجی ایا، فرزند گھنا تھراؤ، ۱۹، کی گدی

۱۹۳، کو لیکر بھاگتا ۱۹۔

چنپا دروازہ ۹۱۔

چندر بدن معشوقہ ہیار ۲۸۔

چندر بدن و ہیار، اردو سنوئی ۲۸ فٹ نوٹ۔

چندر سین کا بیٹا ۸۸۔

چنگاما، کے قریب ۵۸، ۵۹۔

چنور کا زمیندار ۱۵۲۔

چوڑی بازار ۹۱۔

چھتہ ۹۱۔

چٹیل درگ جانے کا مشورہ ۲۱۹، نظام علی خان

کے حصہ میں ۲۲۱، راجہ سیور، کے قبضہ میں ۲۲۲۔

چلین پٹن کے میدان میں ۲۹، کے رستہ پر فوج

۵۰، کے پاس ۵۹، تک آمد ۲۱۵۔

ح

حدیقہ العالم کا بیان ۱۹، ۲۵، ۲۶، ۳۶،

۱۴۸، ۳۴۔

حسام الدین خان (سوار الملک سردار جنگ

گمانی میاں) تنج چنگ کے عزیز ۱۳۲، خطاب

۱۳۵، ۱۳۲۔

حسن علی خان (طلب الدولہ) صوبہ دار راجہ

حسین ساگر کے تالاب پر نزول ۱۲۹۔

حسین علی کرمانی - میر مصنف نشان حیدری

۴۹، کا بیان ۴۳، کے قول کی تائید ۹۲۔

حسینی بیگ، حارس قلعہ ۱۰۵۔

حشمت جنگ، برادر زادہ رکن الدولہ ۹۴،

۱۱۳، تک پر ۱۳۳، چنگ بادامی میں ۱۳۸۔

حکیم الملک (حکیم عبد الجلیل خان) ۱۸۸۔

حکیم خان، شیخ سلطان کا بہنوئی ۱۵۰۔

حمایت اللہ خان، حکیم ۱۸۸۔

حمایت ساگر ۹۳۔

حمایت علی خان - نواب میر (والا نشان

اعظم جاہ ولی عہد بہادر طال عمر) ۹۳۔

حمید اللہ خان، دیوان سرکار ۱۲۔

حیدر (حیدر علی خان - حیدر نایک) ۴۹، کی وفات

۵۰، کے مقابل میں ۵۲، کا خط ۵۳، کا رسالہ

۴۰، کا جملہ رسد پر ۹۱، کی ضیافت ۹۶، ۹۷،

کا ساتھ ۳۷، کا صاحب ۸۸، کے تعریف میں ۸۱،

کو تدارک ۸۲۔

حیدر آباد (فرخندہ بنیاد) کا رخ ۶ پہنچیں ۱۷،
 کوروانگی ۱۸، کے ارادے سے ۲۵، ۲۷، کوٹوہی
 ۳۱، کوروانگی ۳۲، ۳۶، واپسی ۳۸، میں فرنگی
 فوج ۴۱، کوروانگی ۴۳، پرتابض ۵۷، کوٹوہی
 ۸۳، کوٹوہی ۸۸، پانچ تخت ۸۹، سے کلکتا ۹۶، میں شیہ
 صرانی ۱۲۵، میں انگریزی سفیر ۱۲۶، سے نکل گیا
 ۱۲۷، کے شمال مشرقی سمت میں خٹکار گاہ ۱۲۸،
 سے روانگی ۱۲۸، کوٹوہی ۱۲۹، میں داخل ہوا
 ۱۳۰، سے نکل کر ۱۳۳، میں بیوپار کا سکھ ۱۳۴، کوٹوہی
 ۱۴۶، میں داخل ۱۴۷، میں انگریزی سفیر ۱۴۸،
 سے کوچ ۱۴۸، کوٹوہی ۱۴۹، ۱۵۰، میں سفیر
 انگریزی ۱۵۳، میں آمد ۱۵۶، کی سفارت
 ۱۵۸، سے روانگی ۱۶۰، میں سفیر ۱۶۱، آگے
 بعد ۱۶۲، کوٹوہی ۱۶۳، سے کوچ ۱۶۵، پہنچا
 ۱۸۲، میں ۱۸۴، فوج کا پہنچا ۱۸۷، لوٹنا ۱۹۸،
 کو اسطو جاہ کی واپسی ۲۰۰، میں رزٹرنٹ ۲۰۲،
 ۲۰۶، فوج کا آنا ۲۰۹، میں سفیر کی آمد و رفت
 ۲۱۱، کے دربار میں ۲۱۲، کی فوج کی تفصیل ۲۱۵،
 فٹ نوٹ -

حیدر جنگ (اسد اللہ عبدالرحمن) کے قتل کا سبب

حیدر علی بیگ جب مدار ۱۵۶ -

حیدر علی خان سے صلح ۳۵، ۳۴، کی طرف توجہ

۳۹، کو خطاب و خدمت ۳۹، کی ہمسایہ ۴۰،

کی روز افزوں طاقت ۴۰، ۴۳، کا استیصال

۴۴، سے شرکت ۴۵، ۴۷، سے اتحاد ۴۸،

۱۶۴، کے زمانہ سے ۱۷۱ -
 حیدر محل واقع گوشہ محل ۹۳ -
 حیدر نایک (حیدر علی خان) ۲۴ -
 حیدر نواز جنگ، ہمبرکاب میر عالم ۲۱۳ -
 حیدر یار خان (غیر الملک غیر الدولہ شیر جنگ)
 کے پاس موسیٰ خان ۱۱، کا انتخاب ۲۹ -

خ

جان نلس، میں مرتبہ سردار ۱۰۲ -

حجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ۹۰ -

خزانہ عاھرہ کی تعریف ۲، فٹ نوٹ، کا حوالہ

خواجہ بندہ نواز رحمہ کی زیارت ۳۶،

۵

دہلی کے شہنشاہ کا فرمان ۱۲۰، دروازہ ۹۱۔
 دھارواڑ پر قبضہ ۱۲۸۔
 دھواڑہ، میں تکمیل عہد نامہ ۱۲۶۔
 دھونی گڈھ ۶۸۔
 دھول پیٹھ ۹۱۔
 دھوداپ، کامیدان ۸۲۔
 دی نظام ۳۰۔
 ط

ڈیج ایسٹ انڈیا کمپنی، ۶۷ فٹ نوٹ۔
 ڈف (ملاحظہ ہو گرانٹ ڈف)
 ڈھونڈورام، سے درخواست صلح ۱۹۸، ملاقات
 کے لئے ۹۹۔

ذ

ڈکا۔ اولاد محمد خان ۷۔
 ذوالفقار الدولہ (مہابت جنگ داراجاہ)
 کی گرفتاری ۱۰۲۔
 ذوالفقار جنگ (برادر حیدر جنگ) ۱۸۔

ر

رابرٹ ویلیئم فیرزیر الڈ کپتان ۷۲۔
 رابرٹس جارج۔ کرنل کے تحت فوج ۲۰۹،
 ۲۱۵، فٹ نوٹ۔
 رابرٹس میجر کے تحت فوج ۱۸۷۔
 راجندر سی، ۱۲۳ کی طرف کوچ ۳۱، پھینکا ۳۱
 کا صوبہ دار ۳۲، پر قبضہ ۴۱، ۶۴، ۷۷، ۷۸،
 ۱۸۳۔

یو اے محل ۹۰۔

دارالشفا، ۹۱۔

داؤد خان، جنگ بادامی میں ۱۲۸۔

داور جنگ ۱۱۳۔

درگاہ قلی خان (خاندوران موتمن الملک سالار جنگ)
 کا انتظام ۱۳، کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲،
 کا باغ ۱۰۴۔

دکن صوبہ ۲۹، سے باہر ۴۴، کی قوتیں ۴۲، کے
 تحت ۵۴، کے رؤساء ۱۷۶، میں آمد ۱۷۷،

۱۸۲۔

دلاور جنگ (فرنگی) مقابلہ پر ۱۳۲ کی آتشباری
 ۱۳۳، کامورچہ میں قیام ۱۳۳، فرانسیسی فوج

کا سردار ۱۳۲، کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸۔

دلاور جنگ (احترام الدولہ کیپٹن جان کناؤ)
 کی معرفت ۱۱۹۳، ۱۶۵۔

دماجی کیواڑ، ۶، کے خدمات ۸۲۔

دولت آباد کا قلعہ، کے قلعہ کی حوالگی ۱۸۲۔

دولت رام، متصدی ۱۲۳۔

دولت راؤ سندھیہ فرزند جہاد یو جی سندھیہ

۱۷۷، کی فوج ۱۷۸، سے مرسلت ۱۹۰،

سیر و شکار میں ۱۹۲، کی فوج کا اتار ۱۹۳،

۱۹۵، عاشق ۱۹۵ فٹ نوٹ ۱۹۶، کے حوالے

۱۹۷، سے ایک علیحدہ عہد نامہ ۱۹۹۔

دولت رائے محاصرہ پر ۱۳۲۔

رفعت الملک، جنگ بادامی میں ۱۱۴۸ء، ۱۵۰۱۔
 رکن الدولہ (موسلی خان احتشام جنگ) بھگدر
 میں، ۱۱ کی حالت ۱۱، بابک جامر و دستار
 ۱۱، کا ذکر ۱۲، کو خدمت و خطاب ۱۴، کی ملازمت
 ۱۴، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ہو کر ۳۳،
 کے توسل سے ۳۵، کے پشکار کا قتل ۳۶، کے
 ایما سے قتل ۳۷، توسل ۳۳، کا زور ۴۴،
 کی خجالت ۴۵، ۴۴، ۴۸، ۴۸، ۵۰،
 کی اتحاد پر عدم آمادگی ۵۱، ۵۲، حیدر کے کمپ
 میں ۵۳، تھے تحایف کے ساتھ ۵۴، فیہو سلطان
 کے ہمراہ ۵۶، مشورے میں ۵۷، جنگ میں ۶۰،
 کا فر ہونا ۶۱، کے مشورے پر ۶۳، تقسیم فوج
 کے باعث ۶۴، کی بے تدبیری ۶۵، کے توسط سے
 ۶۷، حیدر کے پاس ۶۸، میرہ پر ۶۹، کی طلبی
 ۷۰، حیدر سے دور ۷۱، کانگریزوں سے اتفاق
 ۷۲، کی طرف فیروز ۷۳، کے سالے ۷۴، کی قبائلی
 ۷۵، کی تکمیل صلح ۷۶، کی حاضری ۸۲، مادھو
 کے پاس ۸۵، مادھو راؤ کے نمائندہ ۸۶،
 کی واپسی ۸۷، کا طرز عمل ۸۷، قسٹ نوٹ کے بجائے
 ۸۹، کی عرض ۸۹، تماشے ۹۳، کے ہاتھی ۹۴،
 کی خفیہ روانگی ۹۴، برنار پر ۹۷، سے ملنے کی
 خواہش ۹۸، ۹۹، ایلچی صلح ۱۰۱، کو قتل ۱۰۶،
 دیوان خانہ ۱۰۷، ڈیرے میں ۱۰۸، کے پاس
 ۱۰۹، کا مجبور کر دینا ۱۱۰، سے فرمائش ۱۱۱، کے
 قتل کا حکم ۱۱۲، کا طرز عمل ۱۱۳، کا عندیہ ۱۱۴،

راجا دسکیم، تہہ دار سرکارات ۱۵۲۔
 راجہ باگسوار، کا چٹہ ۱۳۴۔
 راجہ پدم سنگھ، طلائیہ داری پر ۱۳۵۔
 راجہ جگدیو، پشکار دیوان ۳۸۔
 راجہ سندھیا، کی ریشہ دوانی ۱۷۵، کا آٹھ ۱۹۲،
 کو طلوع ۱۹۳، ہم خیال ۱۹۶۔
 راجہ جھندر، طلائیہ داری پر ۱۳۵۔
 راجہ ہو لکر، کا شریک ہونا ۱۵۰۔
 راگھو (رگھناتھ راؤ) کا نقار خانہ ۹۸۔
 راجندر، راجہ ۷۵، کے زیر تصرف ۸۸۔
 راؤ رنجیا، نمبالکر ۷۸، ۷۹، ۹۸، کا بندوبست
 ۱۱۷، ۱۹۴۔
 رایا جی پٹیل (ملاحظہ ہو سکرام گھانگے) کے ذریعے
 ۱۹۵، کی تعیناتی ۱۹۶۔
 رائے بھارال، ۱۵۰، جاگیر دار، رورور کی تادیب
 پر ۱۵۲۔
 رایچور، کو روانگی ۱۹۴۔
 رائے رایاں (راجہ شامراج) ۱۱۔
 رتن چندر (راجہ کاکا داس) پشکار دیوان ۸۶،
 کے مطالبات ۸۷، کا بیٹا۔
 رحیم قلی بیگ، ابراہیم بیگ دھونسہ کی بھانجی
 کا شوہر ۱۳۰۔
 رستم راؤ باندھڑہ، کی ماموری ہم پر ۱۰۷، جنگ باجی
 میں ۱۲۸۔
 رفعت الدولہ، ۱۳۵، طلائیہ داری پر ۱۳۵۔

سال بابئی، کا صلح نامہ ۱۱۱، کے صلح نامہ کی تعمیل
۱۲۲، کا معاہدہ ۱۲۳۔

سالیگی گھاٹ، میں فوج ۱۹۶۔

سبحان خان، ۱۹۲، کی ماموری ۱۹۔

سبترنگہ، ۲۳۳۔

ستارہ، کا راجہ ۵۔

سداشیو جینا جی بھاؤ، کا ماموں ۲۔

سداشیو راجندر، فرزند راجندر شیونی ۶۔

سداشیو راجو بھاؤ، کا قبضہ ۱۸۲۔

سداشیو پٹری، ۱۸۶۔

سیدی ظفر الماس، قلعہ دار ۱۳۵، کو خطابہ ۱۲۔

سیدی عبداللہ خان، ۱۳۵، کی ماموری ۱۸۶۔

سیدی یاقوت، کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸۔

سہرا، کی صوبہ داری ۳۹، کی سرحد تک ۱۵۹۔

سراج الدولہ (محمد علی خان والا جاہ) کے پاس

رکن الدولہ ۲، کے فرستادہ ۴، کے تحائف

۸۲، کو طاعت ۸۳۔

سر بلند جنگ، ۱۳۵۔

سر جان شہزاد، کا انکار ۱۷۶۔

سر دار الدولہ (سر دار الملک سر دار جنگ حسان خان

گھانسی میاں) ۱۵۰۔

سر دار الملک (سر دار الدولہ سر دار جنگ

حسام الدین خان گھانسی میاں) کو حکم ۱۸۷،

۱۹۴۔

سر دار جنگ (سر دار الملک سر دار الدولہ حسان خان

کا منصوبہ ۱۱۵، کا استرازا ۱۱۶، کو پالکی میں لیجا نا^{۱۱۷}
کی وفات کا اعلان ۱۱۸، کے قتل کے بعد ۱۲۱،

۱۲۲، کی طرف دار جماعت ۱۲۳۔

رگھو جی بھو نسلہ، متین کی قائم مقامی ۱۸۰، ۱۹۵،

کوریو پیہ ۱۸۲، کے اقرار نامہ کی تعمیل ۱۹۷۔

رہست خان، فوجدار ۲۲، کے ہمراہ ۲۷۔

رودرور، پر قبضہ ۱۵۲۔

روشن تنگلہ، ۲۳۳۔

روشن رائے کے تحت سپاہ ۲۱۵۔

ریڈ۔ انڈرو کیپٹن، امدادی فوج کی کمان پر ۱۹۶۔

ریموں (ملاحظہ ہو موسیٰ ریوں) کی فوج کا حملہ ۱۷۹۔

ز

زیر دست خان، ۱۰۳۔

زور اور جنگ، ملک پر ۱۳۳۔

لس

سبا جی بھو نسلہ، خارجی کا بجائی ۹۵ سے مقابلہ

۹۶، تباہی پر ۱۰۱، کی درخواست ۱۰۳، کی ملاقات

۱۰۲، کے خلاف ۱۰۴۔

سنا نگام ۱۹۔

سناگل، پر بند کی تجویز ۹۲۔

سالار جنگ (موتی الملک خان دوراں درگاہ قلی

کا انتظام ۱۳، کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲،

کابلغ ۱۰۴۔

سالار جنگ (نختر الملک میر تراب علی خان) کی

بارہ دری ۹۱۔

گھانسی میاں) تنج جنگ کے عزیز ۱۳۲، خطاب ۱۳۳-
سرکاران شمالی، میں جنگ ۱۸، کی نسبت فرمان ۲،
پرگنہ کا قبضہ ۲۲، کا پیش ۲۲، پر قبضہ ۷۵،
میں مرسلت ۸۰، کے پیش کا بقایا ۱۲۶، کا
پیش ۱۵۲، کی کفالت ۱۵۵، کا قبضہ ۱۸۳-
سرننگا پٹنم (سرننگ پٹن) ۲۲۳-
سرننگ پٹن (سرننگ پٹن) میں ملنے کا ارادہ ۵۲،
پر حملہ کا ارادہ ۱۵۰، ۱۵۱، سے واپسی ۱۵۸،
کی فتح ۱۶۲، تک ۱۶۹، کے مقابل ۱۱۷، سے
واپسی ۱۷۳، کی طرف پیش قدمی ۲۱۰، میں کپڑی کا
وکیل ۲۱۲، کی طرف فتح پٹی ۲۱۵، پر انگریزوں
کا قبضہ ۲۱۶-
سزاوار الدولہ، قلعہ دار ۱۵۲-
سکارام گھانسی ۱۹۵، فٹ نوٹ کی ماموری ۱۹۹-
سکندر جاہ، انگریزوں ملک پر ۱۶۹، کی واپسی
۱۷۳، کی تخت نشینی کی تائید ۲۰۶، کی جلد بازی
۲۰۶، کے عقد میں اسطو جاہ کی پوتی ۲۰۷، کو
تخت نشین نہ کرنے کا خیال ۲۰۸-
سمپت رافو، دیوان ۲۰، کا مشورہ ۲۱۵، مرتبہ
سودہ ۲۳-
سنہو لعل ۱۱۰-
سندھ صیہ خاندیس میں ۱۰۲، کو علاقہ ۱۹۱، کی حمایت
میں ۱۹۳، کی پیادہ پٹن ۱۹۴، کو جاگیر ۱۹۴،
کی فوج میں ملازم ۱۹۵، فٹ نوٹ سے شادی
۱۹۶، کو احمد نگر کا علاقہ ۱۹۷، کو پر سرام کی جاگیر

۱۹۷، سے ۱۹۹،
سنگار پٹن ۵۸، کو روانگی ۶۵، سے محل کر ۳۳-
سنگڑھ ۷۷-
سنگراج، کے تالاب کی خشکار گاہ ۱۲۸-
سوانج دکن، کا بیان ۲۳-
سوانی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸-
سوانی مادھوراؤ نرائین، ۱۹۳، کا انتقال ۱۹-
سورسنگہ، سردار ۹۵-
سونے دوپ، کی سند ۸۰-
سہراب جنگ (اعظم الامرا اسطو جاہ مشیر ملک
میدان لدولہ غلام سید خان) کی کچی امور دیوانی
سے ۱۲۴، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹-
سید الورم میں قیام ۲۰، ۱۹، تک ۲۱،-
سید اٹیکہ ۱۹۸-
سید عمر خان، ملک پر ۱۳۵، ۱۳۶، کی غرض ۱۳۶-
سید مرتضیٰ، ولی محمد خانی کا بھانجا ۱۳۰-
سید ومیاں، ولی محمد خانی کا بھانجا ۱۳۰-
سید الدولہ (محمد غوث خان) دیوان خانی ۱۳۰-
سید جنگ، ملک پر ۱۳۳، ۱۸۶-
سیکا کول، ۷۷، ۷۸، کے زمیندار ۷۷-
سیلان ۵۲-
سیواجی، ۵، فٹ نوٹ-
سیونی ۲۰-
سیونی، میں نظریہ ۱۹۰، سے ۱۹۱، کو بگاڑنا
۱۹۷، ۱۹۷، فٹ نوٹ-
۱۹۷، ۱۹۷، فٹ نوٹ-

سی۔ یو۔ ایچی سن، مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴
کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا نام ہونا ۱۶۶۔

لش

شاہراج، راجہ، ۱۸۵، کی کوشش، ۲۰، غیر فائدہ
کینی ۲۱۲۔

شاہ بڈھن، کاتالاب ۱۳۲۔

شاہ تھلی، مصنف توڑکا صفیہ ۲۸ فٹ نوٹ،

کابیان ۶۷، ۶۸، اتحاد کے متعلق ۷۳، ۷۴،

۸۵، کا خواب ۹۸، صلح کی سعی میں ۱۰۲، کابیان

سرفرازیوں کی نسبت ۱۲۶۔

شاہ جہاں آباد، میں مقیم ۱۰۰۔

شاہ ڈونگر، کی پہاڑی ۱۲۹۔

شاہ عالم ۹۰، کا فرمان ۸۱۔

شاہ قرآن، کا حملہ مہر پر ۲۱۔

شاہ میرزا (پہر تابت جنگ) شریک جنگ ۱۳۶۔

شاہ نور، پر حملہ کا ارادہ ۱۵۰۔

شیخ الدولہ (بہادر دل خان) کے پوتے ۱۰۳۔

شیخاغت جنگ کا رسالہ ۱۳۲، ۱۳۵۔

شرف الدولہ (شرف الملک) برادر رکن الدولہ

۱۱۳، ۹۷، کابیان ۱۱۵، فراموشی رسید میں ۱۱۳

کا آجانا ۱۱۸، ملک پر ۱۳۳۔

شرف الملک (شرف الدولہ) خطاب ۱۱۸،

جنگ بادامی میں ۱۵۰، ۱۴۸۔

شفیق (بھٹی ناراین صاحب) مصنف مائتھی

شمس الدولہ (شمس الملک تیج جنگ) خطاب ۱۱۲

کے اہتمام سے شکار گاہ ۱۲۸۔

شمس الملک (شمس الدولہ تیج جنگ) کے اہتمام
شکار گاہ ۱۲۸، خواصی میں ۱۳۶، امیر اول

پانچا و خاص ۱۲۷۔

شنکر اجی گھوڑ پڑھ ۱۰۳۔

شنوار محل، ۸۲، پتھن ۹۶۔

شوراپور، کا زمیندار ۲۷، کوروانگی ۳۶۔

شوکت جنگ (ولیم لک پیاٹرک) رزیڈنٹ ۱۸۲۔

شہسوار جنگ (غلام نبی خان) کا بلغ ۹۱،

دیوان خانہ میں ۱۰۷۔

شیر جنگ (غیر الملک غیر الدولہ حیدر یار خان)

کے پاس موسیٰ خان ۱۲، ۱۱، کے پوتہ میں

قیام کی وجہ ۱۴، کی کوشش موسیٰ خان کیلئے

۱۵، ۱۴، کے پاس ۱۶، کی نسبت موسیٰ خان

۱۶، دیوان دکن ۱۶، کی صواب دید پر ۱۷،

کا انتخاب ۲۹، کے ذریعہ پیشکش ۲۹، ۳۱،

کا اثر ۳۲، کے مشورے پر ۳۳، کا ملازم

۳۷، کا حصہ قتل میں ۳۸۔

ص

صلابت جنگ (آصف الدولہ طغر جنگ)

سید محمد خان) کے نزد کے بعد ۱۱، کی جہر ۱۱،

کے عہد میں دیوان دکن ۱۶، کی واپسی ۱۷،

کی حیدر آباد روانگی ۱۸، کے دربار کا ایک

امیر ۲۰، کو لیکر ۲۱، کا انتقال ۲۵،

کی نظر بندی ۲۶، کا انحراف ۳۱، کے

عثمان علی خان - نواب میر علی محمد علی خان
۱۹۲ کا فرمان ۹۳ -

عزیز خان، لازم شیر جنگ ۳۷ -
عسکر جنگ، قلعہ ۱۲۶ -
عظیم خان، محمد، ملک ۱۳۶ -
علی ابن ابی طالب، خواب میں ۹۸ -
علی رضا خان، میر کے ساتھ شیو سلطان ۹۳
ایلی ۱۵۸ -

عمر الامراء (معین الملک) فرزند والاحاد ۷۹ -
عمرہ سکیم (دلہ نظام علی خان) ۱۰۶ فٹ نوٹ -
عیسی میاں (میراں یاد جنگ) ۱۹۲ -

غازی خان کے ساتھ شیو سلطان ۹۳ -
غالب جنگ ۱۸۶۲ -
غلام رسول خان ۱۳۵ -
غلام سرور - سید خلیف ۹۰۷ -

غلام سید خان (اعظم الامراء سطوحا شیر الملک
معین الدولہ شہر آب جنگ) صوبہ دار ۳۲،
کی طرف سے بدلتی ۱۲۲، کی ماموری کا امکان
۱۲۳، وکیل مبارز الملک ۱۲۳، کی دھچپی امو
دیوانی سے ۱۲۲، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹ -

غلام علی (آزاد بگڑامی) عہد کے بڑے مورخ ۳ -
غلام علی، کی تعیناتی ۱۳۲ -
غلام نلی خان (شہسوار جنگ) دیوانخانہ میں
غنی محل، ۲۳۳ -

ہلاک کا الزام ۵۵ کے عہد کی اخیر جنگ ۸۸، کا پتہ
کفرور ۸۸ کا عہد نامہ ۱۶۳ -
صلابت خان، فرزند انجیل خان بی ۱۸۰ -
صمصام الدولہ (صمصام الملک میر عبدالحی خان)
کا رقبہ ۱۱۵ -
صمصام الملک (صمصام الدولہ میر عبدالحی خان)
الیتش پر ۹۷ -

ضابطہ جنگ (مبارز الملک نغیر الدولہ ابراہیم بیگ
دھونسہ) ۸۸، کو خطاب ۸۹، کی مدد سے ۱۱۳
۱۱۴، تعاقب میں ۱۱۵، مشوش ۱۱۶ -

ظفر الدولہ (احتشام جنگ فرخ میرزا) ۱۲۰ -
ظفر الدولہ (مبارز الملک ضابطہ جنگ ابراہیم بیگ
دھونسہ) ۲۷، خطاب ۸۹، کی ماموری جم یہ
۱۰۲، ۱۱۵، تعاقب میں ۱۱۵ -

ظفر الماس سیدی، قلعہ دار ۱۳۵، کو خطاب
۱۳۵، کی اطاعت ۱۳۸ -

عالیجاہ (میر احمد خان) فرزند نظام علی خان ۹۳
کا خروج ۱۸۵، کو جاگیر ۱۸۷ -
عبد الجلیل خان حکیم (حکیم الملک) ۱۸۸ -
عبد الخالق، فرزند شیو سلطان ۱۷۱ -
عبد القوی خان مفتی، کی امامت ۹۰ -
عثمان ساگر ۹۳ -

قطب الدین خان، اپریل ۱۵۸۱ء کا انحراف ۱۶۰۔
 قمر الدین خان، کا طرز عمل ۲۱۲، کی تک حرامی
 ۲۱۵، کا حصہ انگریزوں کی طرفدار میں ۲۱۸،
 کو جاگیر ۲۲۱۔

ک

کابل، ۲۰۳۔
 کاٹھی پورنا، ۳۶۱، ۳۵۰۔
 کارنجہ کی سرک ۸۵۔
 کاسبی، کپتان ۶۲، ۶۰۔
 کاغذی کوڑہ ۹۱۔
 کاکن گیری ۹۷۔
 کالستری ۲۰۷۔
 کالی سکیم، نظام علی خان کی بہن ۱۱۰۔
 کالی کورٹ کووانگی ۲۱۵۔
 کانچند، فرزند راجہ رتن چند ۸۷۔
 کانڈلی، میں قیام ۱۳۲۔
 کانکن، کی بیڑیاں، جانے کی ہدایت ۱۹۲،
 چلا جانا ۱۹۲۔
 کاویری کے پار ۱۷۰۔
 کاویری پٹن ۵۸، میں اقامت ۶۶، کاشالی
 کپتان ریڈ (ملاحظہ ہو ریڈ کپٹن انڈرو)
 کپتان کاسبی ۶۲، ۶۰۔
 کپتان ملکم، رکھ کپتی تقسیم ۲۱۹۔
 کپتان مور، کے تحت فوج ۲۰۔
 کپتان میا کین، کی اطاعت پذیری ۵۸۔

غنی یار خان، داروغہ عمارات ۲۳۳۔
 غوث خان، محمد (سیف الدولہ) دیوان خانیں

ف

فتح خان، ۹۸، ۹۷، ۱۱۴۔
 فتح دروازہ، کے باہر ۸۶، سے ۹۰۔

فتح میدان (واقع حیدرآباد) میں قیام ۱۳۲،
 کچھ ۱۳۲۔

فٹنہ جیرالڈ (کپتان جی) ۷۲،
 فٹنہ جیرالڈ (کپتان رابرٹ ویلیئر) ۷۷۔
 فٹنہ جیرالڈ (میجر تاس) ۷۲، نظام کے پاس ۷۷۔
 فرانس کے شاہ ۲۰۱، میں لپی کا بیچنا ۲۰۲، ۲۰۳۔
 فرخ میرزا خان (ظفر الدولہ احتشام جنگ)
 فرزند مبارز الملک ۱۲۸۔

فرخندہ بنیاد (حیدرآباد) کا سکھ ۱۲۲۔
 فرشتہ (محمّد قاسم) مورخ ۲۸ فٹ نوٹ۔
 فرید الدین خان (مویہ جنگ) سفیر ۱۵۸، ۱۵۹۔
 فرید مرزا، ابراہیم بیگ خان دھوتہ کا بھانجا ۱۳۳۔
 فریدوں جاہ کے دریے ۱۰۶، کا حصہ ۲۰۷۔
 فورڈ، کرنل، کی معرفت ۱۶۳۔
 فیضو گاڑوی، قاتل رکن الدولہ ۱۱۳، ۱۱۶۔
 فیوضات سبحانی تصنیف فریدوں جاہ ۱۰۶،
 فٹ نوٹ۔

ق

قطب الدولہ (حسن علی خان) صوبہ دار ۳۱۔

کوچین، ۱۶۷۷ فٹ نوٹ۔

کوڑنلہ، سے کوچ ۱۳۵۔

کورگ، کی طرف انصاف توجہ ۲۱۵۔

کورنوالس۔ اریل، کا خط ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹،

کا توپ بھینچا ۱۶۸، کلکتہ سے ۱۶۸ فٹ نوٹ،

کا خط ۱۸۳، کو شبہ ۱۸۵۔

کورومندل، ۸۱، کے سوا حل ۲۰۴۔

کوڑیاں بندر، کا مطالبہ ۲۱۲۔

کوک۔ کپتان ولیم، ۶۰۔

کوکا کی ٹٹی، ۹۱۔

کولاپور، سے مراسلت ۶، سے نکل کر ۱۹۵ فٹ نوٹ

کولار، کی قلعہ داری ۸۰۔

کولاس، کا سفر ۱۲۸، کے گھاٹ کا عبور ۱۲۸

سے نکل کر ۱۲۹، میں طلبی ۱۳۲۔

کول کنڈہ، پرقبضہ ۱۳۸۔

گولی۔ کپتان ولیم، ۶۰، ۶۲۔

کوئدویر، ۷۶۔

کول کنڈہ، کے قلعہ کا محاصرہ ۳۹۔

کوئیبور، سے درخواست ۱۶۱۔

کھارے، کا بیان ۱۹۸۔

کھڑک سنگھ، سردار۔

کھڑلہ، کی جنگ ۱۷۴، کے قلعہ میں ۱۷۸، سے

پیش قدمی ۱۷۹، کو واپسی ۱۸۰، میں متحصن

۱۸۱، کی جنگ میں عدم اعانت ۱۸۳، کی

جنگ میں شکست ۱۸۴، ۱۸۶، کی جنگ میں

گیا ہوا علاقہ ۱۸۹ کے صلح کی بموجب ادائی

رقم کا مطالبہ ۱۹۳، کی جنگ میں دیا ہوٹل

۱۹۵، کے صلح نامہ کی روسے ۱۹۸۔

کھم، ۷۵، کو واپسی ۷۷، نایب کے سپرد ۷۸،

میں اضافہ قوج ۱۸۵۔

کیپ آف گڈھوپ، ۲۰۴۔

کیلاڈ، برگیڈیر جنرل، ۲۰، کو حکم ۴۱۔

کیلا اس گڈھ، ۶۸۔

کیمبل۔ کرنل چارلس، ۳۰۔

گ

گنتی، کی تفویض کا اقرار ۱۵۹، پہنچ کر انحراف ۱۶۰۔

گجنڈر گڈھ، پرقبضہ ۱۴۸۔

گرانٹ ڈف، کا بیان ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۵،

۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵

گویند راؤ کالے، وکیل ۱۷۴۔
 گویند کش، پیکشن راؤ ۱۴۴۔
 گھانگے (سکارام گھانگے) رضا مند کر لینا ۱۹۱۔
 گھانسی بازار، ۹۱۔
 گھانسی رام کو تو وال، کامیدان ۹۳۔
 گھانسی میاں (سردار الملک سردار الدولہ سرکار
 حسام الدین خان) تیج جنگ کے عزیز ۱۳۶،
 کا حلقہ ۱۳۲ کی فتح ۱۳۲، کو خطاب ۱۳۳، کی
 ملک ۱۳۴، استقبال میں ۱۳۵، کو حکم ۱۹۴۔
 گھٹ کیسز کی سند ۸۰۔

ل

لارڈ مارنگٹن، گورنر جنرل ۲۰۲، ۲۰۳ فٹ نوٹ
 کا حکم فوج کو ۲۱۰۔

لارڈ ونگٹن (کرنل آر تھروپلین) ۲۱۹ فٹ نوٹ۔
 لال خان بلوچی، حلقہ آور ۱۷۹، ۱۸۰۔
 لالی۔ موسیٰ، اسی طرف سے ماموری ۱۲۷۔
 لیچمن راؤ گھنڈا کھلہ، ۱۲۔
 لیچمنی بیڈرٹ وکیل، کے استصواب سے ۳۳۔
 لیچمنی نارائن شتیق، مصنف مائثر آصفی ۱۲۱۰۔
 کی بیان کردہ وجہ ۱۱۳، کا خیال ۱۱۸۔

لشکر خان (رکن الدولہ) کا بار گیر ۲ فٹ نوٹ۔
 لفٹنٹ کرنل ولسن (ملاحظہ ہو ولسن لفٹنٹ)
 لودھی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

م

مائثر آصفی، کا بیان ۱۵۹، ۱۶۵، ۱۶۷ میں

گلشن آباد (مرطی) میں حلقہ ۲۱۵۔
 گنٹور (مرضی نگر) ۷۶، پر حلقہ کا اندیشہ ۱۲۶، کی
 عدم سپردگی ۱۴۷، کا مطالبہ ۱۵۳، کی عدم
 تفویض ۱۵۲۔

گنگا دھری شونت، کی خدمات ۸۲۔
 گنگاراؤ، زمیندار نزل ۸۹۔

گنگرتی، کا علاقہ ۱۸۲۔

گوپال راؤ پیٹ وردھن کی تہیہ ۵، کو گلسنا
 ۲۶، قلعہ برج ۱۳۔

گوپال سنگھ، قندھار والا ۹۷، ۹۸۔

گوپیکا بانی، والدہ مادھو راؤ ۱۔

گوداوری، کے کنارے ۲۶۱، ۲۶۲، کا عبور ۱۳۳،
 ۱۳۴، ۱۳۵، کے کنارے ۱۳۶۔

گورم کندھ، کا محاصرہ ۱۶۸۔

گورونا، کا بشیا تراج ۱۲۸۔

گوڈر دھنداس، کا باغ ۱۲۸، کے باغ میں قیام
 گوشہ محل، میں بنی باغ ۹۳۔

گوڈکنڈہ، کے قلعہ میں ۱۲۷، کے قریب ۱۰۶، ۱۰۷۔

فٹ نوٹ، کی قلعہ داری ۱۱۴، میں توپ

۱۳۹ میں نیامکان ۱۵۶۔

گولی گورڈ ۹۱۔

گوبانجی نایک ۹۰۔

گویند راؤ، زخمی ۱۰۵۔

گویند راؤ مہگونت ۱۲۶۔

گویند راؤ پنگلے، وکیل ۱۷۴۔

صوف جنگ ۱۹۸۱ء-۱۰۰۰ء کے بیان کے مطابق، ۱۱ء کا مصنف ۱۱۸ء
 مادھوراؤ پیشوا سے صلح کے طرز ارادے کی دوراندیشی، کی شکست ۴ء کے خلاف
 ۶ء کا حملہ ۹ء کی ملامت ۱۳ء کی ناراضی ۳۴ء
 کے عہد و بیابان کا معاملہ ۳۵ء کو خلعت ۳۶ء
 کا اثر ۴۴ء کی جرم ۸۴ء کے پاس ۸۵ء
 کے مفید شرائط ۸۶ء کی علالت ۹۴ء مرض
 الموت میں ۹۵ء

مارکولس ویلیری (لارڈ مارنگٹن) گورنر جنرل
 ۲۰۲ء کے خط میں مشکلات کا اظہار ۲۰۹ء کی
 تحریر ۲۰۷ء-۲۱۱ء
 ماگیری، یہ ملاقات ۱۷۰ء
 مارٹ - مسٹر کی معرفت ۱۶۴ء، ۱۶۵ء سفیر
 پونہ ۱۷۹ء

ماما بیرن ۱۳۹۷ء
 مانجرا، دریا کے کنارے ۱۷۸ء-۱۷۷۷ء
 مبارز الملک (ظفر الدولہ ضابطہ جنگ) برہم
 دھونسہ مشوش ۱۱۶ء کے وکیل ۱۲۱ء کے
 خیالات ۱۲۲ء کی تحریک ۱۲۳ء کے وکیل
 ۱۲۳ء کا مرض ۱۲۸ء کا انتقال ۱۲۸ء
 کے انتقال پر ۱۳۰ء کے خیر خواہوں کی عجا
 ۱۳۱ء

مٹ پالی ۱۳۵ء
 مچھلی بندر (مچھلی ٹین) سے واپسی ۱۷ء کو

روانگی ۱۸ء کا تاج ۱۰۹ء
 محبوب گنج (واقع حیدر آباد) ۹۱ء
 محبوب علی خان (آصف جاہ سادس) ۹۲ء
 محفوظ خان، فرزند نور الدین خان ۲۰ء کی
 تجاوز ۵۰ء کا بھیجا جانا ۵۲ء کی لڑکی سے
 نسبت ۵۳ء کی طرف سے ۵۴ء
 محکم سنگھ، پشکار دیوان ۳۳ء کا قتل ۳۴ء-۳۶ء
 محمد حسین خان ۱۳۵ء
 محمد سلیمان ۱۳۵ء

محمد عادل شاہ ۲۸ء فٹ نوٹ
 محمد علی خان (والا جاہ سراج الدولہ) نواب
 کرناٹک ۲۰ء فٹ نوٹ، ۲۹ء کا پیشکش ۳۱ء
 کی تہنہ کے لئے ۴۹ء کے متعلق مقامات ۵۰ء
 کو خطوط ۵۱ء کی تحریک پر ۵۲ء کی تسخیر کے لئے
 ۵۴ء سازشوں سے ۵۶ء کی فوج ۶۳ء
 کے پاس رکن الدولہ ۷۳ء رکن الدولہ کے
 سال ۷۷ء کے خلاف ۷۷ء کے تحایف ۸۲ء
 کو خلعت ۸۳ء کے علاقے ۱۴۱ء
 محمد علی گمدان کے ساتھ شیو سلطان ۶۳ء
 سردار قلب میں ۶۹ء

محمد غیاث شیو سلطان کا پٹی ۱۵۸ء
 محمد مقیم قیسی ۲۸ء فٹ نوٹ
 محمد نگر گوہنڈہ کا قلعہ ۸۷ء میں محبوس ۸۸ء
 کے قلعہ میں محبوس ۱۲۷ء کے قلعہ کے پاس ۱۲۸ء
 کے قلعہ میں قید ۱۵۲ء

- محمد یوسف، سردار ۹۵۔
 محی الدین صاحب، کے ہاتھی کی جنگ ۹۲۔
 محی الدین صاحب ابن کریم صاحب
 ۲۵، ۲۲۔
 مخدوم صاحب، حیدر علی خان کا سال ۵۴
 کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳۔
 مدراس، گورنمنٹ ۲۰، کوروانگی ۲۹، کوئمبر
 ۲۹، کے رسالے ۳۰، کی مالی حالت ۴۱،
 سے آمد و رفت کا رستہ ۵۰، گورنمنٹ ۵۱،
 کونسل ۵۲، کے گورنر کے نام مرسلت ۵۶،
 سے جواب، کوئمبر سلطان کی روانگی ۶۴،
 پیرجلہ ۶۶، آتما ۷۴، کورکن الدولہ کا جانا،
 ۷۵، کے گورنر کے تحایف ۸۲، ۸۳، گورنمنٹ
 ۱۲۵، اور کلکتہ میں اختلاف ۱۲۸، سے مدد
 ۱۶۷، کی افواج ۱۷۸، فٹ نوٹ، کی فوج ۲۰۴،
 کی فوج کو حکم ۲۱۰، کی فوج ۲۰۴، کی فوج کو حکم
 ۲۱۰، کی فوج کی پیش قدمی ۲۱۲۔
 مدھوجی مھوئسلہ (مودھاجی مھوئسلہ) جاتوجی
 کا بمبائی ۹۵، کا طرہ دار ۹۶۔
 مدینہ صاحب، سیفیو سلطان ۲۱۱۔
 مراد خان، محمد، اورنگ آبادی ۲، مادھو راؤ
 کے ڈیرے میں ۳، پریشک ۵، کا ایماء
 ۱۱، ۹، سے اتفاق کر کے ۱۲، کو متفق ۱۴،
 ۱۵، کو قید ۲۷۔
 مرارواس (راجہ جگدیو) پیشکار دیوان ۳۸۔
 مرتضیٰ نگر (گنٹور) ۶۲، ۶۱۔
 مرج، کی طرف پیش قدمی ۵، کا قلعہ دار ۱۳۔
 مڑکی بازار ۹۱۔
 مڑولی (گنٹن آباد) میں حملہ ۲۱۵۔
 مستعد پورہ ۹۱۔
 مستقیم الدولہ کا استبداد ۲۲۳، وکیل ۲۲۳۔
 فٹ نوٹ۔
 مسلم جنگ، کا پل ۹۱۔
 مسیح الدولہ (عظیم محمد باقر خان) ۱۲۸۔
 مشیر الملک (اعظم الامرا اسطو جاہ معین الدولہ
 سہراب جنگ غلام سید خان) ۱۳۸، کو حکم
 ۱۳۹۔
 مصری خان، حارس قلعہ ۱۰۵۔
 مصطفیٰ بیگ ۱۳۵۔
 مصطفیٰ انگریز (کنڈہ پل) ۶۱، ۶۲، انگریزی
 قبضہ میں ۷۷، ۱۸۳، ۱۸۷۔
 معز الدین، فرزند ٹیپو سلطان ۱۷۱۔
 معین الدولہ (اعظم الامرا اسطو جاہ مشیر الملک
 سہراب جنگ غلام سید خان) صوبہ دار ۳۲،
 کو حکم ۱۳۹۔
 معین الملک (عمدہ الامرا) فرزند والا حامی ۷۹۔
 منغل علی خان (پہاویں جاہ ناصر الملک مقصد
 کوورلانا ۸۸، ٹیپو سلطان کے مقابلے پر ۱۴۹۔
 منغل میرزا، ابراہیم بیگ و سونہ کا بھائی
 ۱۳۰۔

مود صاحبی بھونسلہ (موصی بھونسلہ) کا کار

۱۰۳، ولایت کے لئے ۱۰۴، جنگ میں ۱۰۵،

کی جہم کے بعد ۱۱۳، کے تعاقب میں ۱۱۵۔

مور کپتان کے تحت فوج ۲۰۔

مورایہ، پھر نویں ۶۔

موسوی، ہندی میں طغیانی ۹۰، پر بند کی تجویز ۹۲

کے کنارے ۱۲۸۔

موسوی یوسی، کی پانڈیجری کوروا لگی ۱۸، کا

۱۹، کا نہ آنا ۲۱، سے قرض کی خواہش

۲۲، کا باہر ہو جانا ۲۳، کی توقع ۱۸۴۔

موسوی پیروں کی توپ اندازی ۱۸۰، کے تحت

فوج ۱۹۴، ۱۹۷۔

موسوی خان (رکن الدولہ احتشام جنگ) بھگت

میں ۱۰، کی حالت ۱۱، بایک جامہ و دستا

۱۱، باد و کوش و ہنسی ۱۲، میدان جنگ سے

نکل کر ۱۴، کی ماموری کی کوشش ۱۵،

بے سرو سامانی میں ۱۶، کا اقرار ۱۶، کو خطا

۱۶، انتظام کے باقی ۳۲، دیوان ۳۳،

دیوان خانہ میں ۱۰۷۔

موسوی ریموں، سپہ سالار ۱۷۷، کے تحت فوج

۱۸۰، ۱۸۴، کی فوج ۱۸۵، کو حکم ۱۸۷، کے

تحت فوج ۱۹۴۔

موسوی اسیدیو، کا مشورہ ۲۱۶۔

موسوی صاحب قادری، کی درگاہ ۹۱۔

موکلہ (موکیر) ۹۶، فٹ نوٹ۔

مقیبی، محمد مقیم، ۲۸، فٹ نوٹ۔

مکارم خان، ملک پر ۱۳۶۔

مل جمیں، مورخ ۳۹، ۴۱۔

ملکم، مسٹر، رزٹنٹ کا مددگار ۲۰۹، رکن کمیٹی

آف قسیم ۲۱۹۔

ملھار راؤ، لکھنؤ، کے دیوان ۸۴۔

ملیار، ۸۱، کے سواحل ۲۰۴۔

ممتاز الامرا (امیاز الدولہ) کی صلاح ۱۸۶،

کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱، غیر فدا کرنی

۲۱۲۔

منابھی پھڑکے، برطرف شدہ فوج کے ساتھ ۱۹۶۔

منانگی، نیڈرٹ، وکیل حیدر علی خان ۵۶۔

منرو، مسٹر، رکن کمیٹی قسیم ۲۱۹۔

منسارام قانی، شفیق کے والد ۱۰۷۔

منگامری، میجر، ہو، ۱۶، کمان سے ملحد ۱۹۸۔

منگلور، کا محاصرہ ۱۴۲، کی بندرگاہ ۲۰۲،

کا مطالبہ ۲۱۲۔

منور خان ۶۸۷۔

نیر الدولہ (نیر الملک شیر جنگ حیدر یار خان)

کا انتخاب ۲۹۔

نیر الملک (نیر الدولہ شیر جنگ حیدر یار خان)

کا انتخاب ۲۹۔

موتی تالاب (واقع سرریگ پٹن) ۱۷۰۔

موتی محل (واقع قلعہ گوکندہ) ۱۵۶، فٹ نوٹ۔

موٹاپلی بندرگاہ، سے درآمد ۱۲۶۔

گفتگو ۱۵۵، کی واپسی ۱۵۶، کا مہسورہ خط ۱۵۹
مزید فوج کے ساتھ ۱۶۹، سفیر کو ۱۷۶، کو
تحریر ۱۸۲ کے پاس فرمان برطانی فوج ۱۸۵، کا
معروضہ ۱۸۷ سے مل کر ۲۰، سپہ سالاری ۲۱
۲۱۳، کے تحت سپاہ ۲۱۵ فٹ نوٹ، کے ذریعے
اطلاع ۲۱۹، کے نام تحریر ۲۲۱، کا خیال ۲۲۲،
کا استیاد ۲۲۳ کی ذاتی رائے ۲۲۴۔

میر عالم (سوانح میر عالم) تصنیف ۱۵۴۔
میسور ۲۲، ۴۹، فٹ نوٹ سے متعلق ۱۴۱، پر
پیش قدمی ۱۶۰، کے مغرول راجہ ۱۶۱، فوج ۱۶۲
پر پیش قدمی ۱۶۷، کی جنگ کے بعد ۱۷۴، ۲۰۸،
کے حدود پر پیش قدمی ۲۱۰، کی سابقہ جنگ
۲۱۱، پر فوج کشی کا اعلان ۲۱۴، کو تقسیم کر لینے
کا خیال ۲۱۶، پر انگریزوں کا قبضہ ۲۱۷، کے
راجہ کی بیوہ کا متبائی ۲۱۸، پر راجہ ۲۲۰، کے حدود
۲۲۲، کی رانی کا معاہدہ ۲۲۲۔

(ن)

ناراین دیو، زمیندار ۷۷۔
ناراین راؤ پیشوا، کی قائم مقامی ۹۵، پر حملہ ۹۹
کے قتل کا بدلہ ۱۰۳۔
ناروہنت جگر دیو، کی رہبری ۱۹۷۔
ناسک، کوروانگی ۲۔
ناش لفٹنٹ، کی رہائی ۱۷۰۔
ناصر جنگ (نظام الدولہ میر احمد خان) کی شہادت
کے بعد سے ۲۲، کا شوق ۹۳، کا خیال ۹۳۔

موکھڑ (موکھ) ۹۶۔
مونگی پٹن، کوروانگی ۶۔
موہن راؤ نیپنگلیہ، جاگیر دار درودر ۱۵۲۔
موہنری، لکھاٹ ۱۷۸، پر اثر آنا ۱۷۹۔
موہن جنگ (فرید الدین خان) کے ذریعہ اقرار ۱۵۹۔
جہا بے جنگ کی گرفتاری ۱۰۴، کے زیر تصرف
۱۴۸، فیپہ سلطان سے متحد ۱۴۹، کو عبور کر کے ۱۵۰۔
جہا دیو جی سندھیہ، سے اتحاد ۱۷۷، کا انتقال
۱۷۷، کو فراہم کرنا ۱۸۱۔
جہا راختر، کی حکومت ۸۱۔
جہا راؤ، مابین مہینہ ۹۷۔
جہاڑ، ۱۹۴، کا عہد نامہ ۱۹۵ سے واپسی ۱۹۷،
کے عہد نامہ کی تعمیل ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰۔
جہیار، عاشق چندریدن ۲۸۔
میا کین کپتان، کی اطاعت پذیری ۵۸۔
میجر جنرل میڈوز (ملاحظہ ہو میڈوز میجر جنرل)
میجر رابرٹس (ملاحظہ ہو رابرٹس میجر)
میجر ہیو منگامری (ملاحظہ ہو منگامری میجر ہیو)
میدک۔ سرکار، قہر پر ۱۵۲، مرکزی علاقہ ۱۸۷۔
میڈوز میجر جنرل، کے زیر کمان ۱۶۷، گورنر
مداس ۱۶۸ فٹ نوٹ۔
میراں یار جنگ (میٹی میاں) کی ماموری ۱۹۷۔
میر حلیہ، کا تالاب ۸۳ کے تالاب میں ۹۳۔
میر صادق، کا طرز عمل ۲۱۴، سے شورہ ۲۱۶۔
میر عالم (میر ابو القاسم) سفیر ۱۵۳، ۱۵۴، سے

نشان حیدری کا بیان ۶۴ میں زبور قونج
۱۲۷۰ء محاصرہ یاد اچی پر ۱۲۸۸ء میں رقم صلح

۱۷۲ء میسور کی سازشوں کی نسبت ۲۱۴۔

نصیب الدولہ (ٹیپو سلطان) خطاب ۴۹۔

نصیب یار خان (وقار الدولہ) کے ذریعہ ۷۳
کی صواب دید پر ۱۲۱۔

نظام (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کی تائید

۴۲ کی مدد پر آمادگی ۴۳ کا کیپ ۴۹ کی

پریشانی ۵۰ کا جنگ جاری رکھنے کا ارادہ

۵۲ کی دعوت ۶۷ حید علی خان کے ساتھ

۷۳ کا معتمد سردار ۵۷ کا حصہ ۷۶ فوج کے سنا

۷۷ کی امداد ۷۸ ۷۹ ۸۰ کے حقوق ۸۱ کا

مدد دینا ۸۲ کے کئے کا زیور ۱۰۰ کا تصور نصائح

عہد نامہ پر ۱۵۲ کا تفویض کرنا ۱۵۴ کی طرف سے

طلبی ۱۶۵ کی امدادی فوج ۱۶۸ کی ملازم انگریزی

فوج ۱۸۳ کو مایل ۱۸۵ لڑکر کمزور ہو جائیں

۲۰۲ کی مدد کا عدم امکان ۲۰۶ کو بدگئی ۲۰۹

کی دیگر فوج ۲۱۰ کی افواج کی سپہ سالاری ۲۱۲

انفکری کا انحراف ۲۱۳ کی باقاعدہ امدادی فوج

۲۱۵ کے حصہ کی قرارداد ۲۲۲ کے اعمال ۲۲۴

نظام الدولہ (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کے

امیتان کے لئے ۵۲ کا دعوت دینا ۶۶۔

نظام علی کی شہنشاہت مرثاس ۲۸۔

نظام علی خان (نظام الملک نظام الدولہ) جنگ

آصف جاہ ثانی کی تخت نشینی ۱۰۱۔

نظام جنگ (بدیع الزماں خان) ۱۸۶۔

ناگیور کا راجہ ۶ کے راجہ سے مصاحبت ۱۲۶۔

نانا پٹھن نویس (بالاجی پنڈت - نانا فرنویس) کے

تفویض ۱۸۴/۱۸۶ کی چالاکی ۱۷۷ کا بیان ۱۸۱

کا صرفہ ۱۸۲ کے متعینہ سوار ۱۹۳ کی طلبی ۱۹۴

سے ریشہ دوانی ۱۹۵ کی طرفداری میں ۱۹۵

کی رقم سے فوج ۱۹۶ کی واپسی ۱۹۷ تالیف

قلب میں ۱۹۸/۱۹۹ کا اقرار ۲۰۰۔

نانا فرنویس (بالاجی پنڈت - نانا پٹھن نویس) کے

دلائل ۱۷۷ کا بیان ۱۸۱ باجی راؤ کے خلاف

۱۹۰ کا منصوبہ ۱۹۱ کو اطلاع ۱۹۲۔

نبی باغ (واقعہ گوشہ محل) ۹۳۔

نیپولین اعظم، شاہ فرانس ۲۰۱ کا حملہ مصر پر ۲۱۱۔

نجات خان، سید بہادر دل خان کے پوتے

۱۰۸ کے بیان پر قیاس ۱۰۹۔

نجم الدولہ، میخشی ۱۳۲۔

نجیب اللہ، قلعہ دارنیور ۱۸ کی طلبی ۱۹۔

نہریت سنگھ، ۹۷ کی ماموری ہم پر ۱۰۰۔

نیر کھوڑ ۹۰۵۔

نیر کوئندہ، پریقینہ ۱۴۸۔

نیرل ۸۹ کی جنگ سے واپسی ۱۲۲ میں محل

۱۳۰ کے کارخانہ جات کی سند ۱۳۱ میں کشتی

۱۳۲ سے نکلتا ۱۳۴ کا حج و خراج ۱۳۹ کی عملداری

۱۳۹ کی قلعہ داری ۱۳۹ بجائیہ ۱۸۰ کا ابرہیم باغ

۲۳۳۔

کی غرض ۳ کی اعانت ۴ کا دیوان ۵ کی طرف سے مرسلت ۶ کا سبق ۷ کا گود اور بیٹھا ۸ کو حملہ کی خبر ۹ کے سپاہیوں کی اموات ۱۰ سے انحراف ۱۰ کی اورنگ آباد روانگی ۱۱ کی آزدگی ۱۲ کی غلط فہمی کے ارتقاء کی کوشش ۱۵، ۱۶، ۱۷ صلح کے بعد ۱۷ کی برار کو روانگی ۱۸ کا طرفدار ۲۰ کے مقابلے میں مدد ۲۲، راجندر میں ۲۳ کے منصوبوں کو نقصان ۲۴ حیدرآباد کے راوے سے ۲۵ کی بجائے ۲۶ کی اٹھو کو روانگی ۲۷ صوبہ دار دکن ۲۹ کو مجبور کرنا ۳۰ کا بغرض انتظام بخشنا ۳۱ کا راستہ ۳۲ سے متحد ۳۳ سے ترک مراقت ۳۵ کی عیادت ۳۶ کی دورانہی ۳۸ کی توجہ ۳۹ کے پاس رسوخ ۴۰ کی فراہمی فوج ۴۱ کی مخالفت ۴۲ کے دربار میں باریابی ۴۳ کا عبور کرشنا ۴۴ سے سازش ۴۸ کو تخریک کے لئے ۴۹، ۵۱ نے خط پڑھا ۵۳ کی فوج ۵۴ کی نسبت بدگمانی ۵۵ کے کمپ میڈر پٹ سلطان ۵۶ کا کوچ ۵۷ کو شکست ۵۸ کی افواج ۶۲ سے تحریک ۶۴ جنگ سے کنارہ کش ۶۵ نے دعوت کی ۶۶ ۶۷، گرنپات میں ۷۳ کے پاس انگریزی سفیر ۷۵، ۶۶ کی رضا مندی ۷۷ کی طرف سے ۸۵ سے عدم مرسلت ۸۵ کی ربار سے ۸۶ کی ۸۶ کا حملہ ۸۸ کے بڑے بھائی کا شوق ۹۲ کا ماما خطرہ بخشنا ۹۳ سے ریشہ دوانی ۹۴

کا اتحاد پیشوا سے ۹۴ سے مقابلہ ۹۶، قول ۹۷ کی مدد ۹۸ کی ملاقات ۹۹ کو شکست ۱۰۰ رکھنا تھراؤ کے پاس ۱۰۱ کی گذشتہ ۱۰۲ صلح ۱۰۳ کی غرضیت ۱۰۴ کی سوہنہ ۱۰۶ کی والدہ کے حکم پر ۱۰۷ کی ناکامی ۱۰۸ کو پاس ۱۰۹ کو مجبور ۱۱۰ سے بیان واقعہ ۱۱۱ کے خاتمہ کا ارادہ ۱۱۲، پرچو خواہ رکن الدولہ ۱۱۵ کو خطرہ ۱۱۶ کی دلچسپی ۱۱۷ مطالبہ مشورہ ۱۱۸ امور مال و ملکی میں ۱۱۹ کا حکم نسبت سکہ ۱۲۰ کا عمل ۱۲۵ کے پاس تعیناتی ۱۲۷ کو مرض کی اطلاع ۱۲۸ کو معروضہ ۱۳۱ کو فتح کی اطلاع ۱۳۳ کا کوچ ۱۳۴ کی فوجی ترتیب ۱۳۶ سے اتحاد کی تجویز ۱۳۷ کی فہمائش ۱۳۸ سے سمجھوتہ ۱۴۷ کی روانگی ۱۴۸ کے داماد ۱۴۸ کی لغت ۱۴۹ کی پریشانی ۱۵۰، ۱۵۲ کی بلا اطلاع معاہدہ ۱۵۳ کی خواہش تجدید عہد نامہ کی نسبت ۱۵۵ کانیا مکان ۱۵۶ کی خواہش اتحاد ۱۵۸ کا سوال ۱۵۹ کی روانگی ۱۶۰ کے ساتھ معاہدہ ۱۶۱ سے معاہدہ ۱۶۲، ۱۶۷ کی فوج ۱۶۹ کے حصین ۱۷۳ کی علالت ۱۷۴ کی عدم ادائی چوتھ ۱۷۴ سے معاہدہ ۱۷۵ سے کنارہ کشی ۱۷۶ کی فرانسیسی فوج ۱۷۷ کے مقابلے میں ۱۷۸ کی فوج پر حملہ ۱۷۹ کی فرانسیسی فوج ۱۸۰ کی واپسی ۱۸۰، متحسین ۱۸۱ کے قریب ۱۸۲ کے قریب ۱۸۲ کی ناراضی ۱۸۳ کو جو

- ۱۸۲ء کے صلح کار ۱۸۶ء کا خط ۱۸۶ء کا معاہدہ
کو کا لحد کم کرنا ۱۸۸ء قبلانے فتح ۱۸۸ء کو معوض
از سطوحہ ۱۹۴ء کو طرہ دار بنالینا ۱۹۵ء کی فوج
کی کارگزاری ۱۹۷ء کو واپس ۱۹۸ء کے غنیمت
تعمیل ۱۹۹ء کا مقبول فائدہ ۲۰۰ء کو ملک
سے معاہدہ ۲۰۲ء کو ترغیب ۲۰۵ء کی علالت
میں ۲۰۶ء کے قائم مقام ۲۰۷ء کے بلا علم شرط
۲۰۸ء کو دھکی ۲۰۸ء کے پاس رزٹنٹ ۲۰۹ء
فرقی عہد نامہ ۲۱۱ء غیر صحیح المزاج ۲۰۲ء کی منتظر
سے ۲۱۳ء کا خیال ٹیو سلطان کی شہادت کی نسبت
۲۱۴ء فرقی معاہدہ ۲۱۸ء کو سو فوجی کا امکان
۲۱۹ء کو تقسیم میور کی اطلاع ۲۱۹ء کا استفادہ ۲۲۰ء
کے حصہ میں جیل درگ ۲۲۱ء کے جمال پرتھوی
نظر ۲۲۲ء کے خاندان ۲۳۳ء
ہندی درگ سے توپ ۱۶۸ء
نوازش علی خان ۲۳۳ء
نوازش محل ۲۳۳ء
نوشیرواں، سربراہ کار ۱۲۷ء کی تحیتی ۱۳۲ء
نیرا، ندی کے کنارے ۱۹۶ء
نیلمور، قلعہ دار ۱۸۸ء پر حملہ ۱۹۷ء
والاجاہ (سراج الدولہ محمد علی خان) ۷۷ء سے
اتحاد ۷۹ء، ۸۰ء کا علاقہ ۸۰ء، ۸۱ء کی مدد ۸۲ء
والاجاہ آباد، میں انگریزی فوج ۱۹۸ء فٹ نوٹ
وامرلہ ۲۰ء
- وانڈلوش (وندواسی) کی فتح ۱۹ء
وانڈلوش، ۶۹ء کو انگریز ۷۰ء
واپس، کپتان، کا خط ۲۱۳ء
۱۹۶ء
وانی، میں مانا ۱۹۳ء تک برطرف شدہ فوج کا جانا
وڈجیری، ۶۹ء
ورنگل، پریش قادی ۷۰ء، میں فتح ۷۷ء، تعہد ۱۵۲ء
وقار الدولہ (نصیب یار خان) کے ذریعے ۷۳ء
۸۲ء ملاقات کے لئے ۹۹ء ڈیسے میں ۱۰۸ء کی
صواب دید پر ۱۲۱ء کے منصوبے ۱۲۲ء کی خودشی
کے بعد ۱۲۲ء
ولسن، لفٹنٹ کرنل مصنف تاریخ ۱۶۸ء کا
بیان ۲۰۲ء
ولی محمد، بخشی ۱۳۰ء کا اعتبار ۱۳۱ء کی تک حرامی
ولیم کرک بیٹلرک لفٹنٹ کرنل (مغز الدولہ)
تھوگت جنگ (رزٹنٹ حیدر آباد ۱۸۴ء، ۲۰۴ء)
رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ء، نمائندہ ریاست ۲۱۹ء
ولیم کوک، کپتان ۶۰ء، ۶۲ء
ولیم کوک، کپتان ۶۰ء، ۶۲ء
وندواسی (وانڈلوش) کی فتح ۱۹ء کی بغاوت
ویلرلی، کرنل آرتھر، کی فوج سے احاطہ ۲۱۳ء رکن
کمیٹی تقسیم ۲۱۹ء
ویلرلی (لارڈ کوک، ہنری) رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ء
ویلرلی، مارکولس، کے پیش کردہ شرط ۲۰۸ء کا
خیال ۲۱۲ء کا اطلاع دینا ۲۱۳ء کے خطوط مطابقت
۲۱۴ء کی خواہش ۲۱۸ء کا اختلاف ۲۲۱ء کا خط ۲۲۳ء

کی تنقیدی نظر ۲۲۲ -

ویلور، ۵۷ -

ویکوارڈ (ایلووڈ) ۱۳۴ -

وینکٹ پٹھیہ ۲۰ -

وینکٹ کیشو عامل اندول ۱۲۹ -

ہ

ہادی الدولہ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳ -

ہارٹ - لفٹ کرنل کے تحت ۵ -

ہارلس - جنرل کے تحت پیش قدمی ۲۱۲ کی فہرست

۲۱۵، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹ کے مساوی حصہ کا

مستحق ۲۲۳ -

ہالینڈ - مشر سفیر ۱۲۵، ۱۲۶، کوہدایت ۱۲۷

کی سفارت میں ۲۲۸ -

ہرل کا بھی ۹ -

ہری پیت، کا انتظار ۱۶۹ کے فرزند ۱۷۹ -

ہری پیت، فرزند پررام ۱۹۴ -

ہری رام پھر گریہ کی ملاقات ۱۰۴، ۱۰۵ کے

ہمراہ ۵۰، بہادربندہ میں ۱۵۰ کا ارادہ

۱۵۰ کے غم کی خبر ۱۵۱ -

ہسٹری آف حیدر شاہ، کا مصنف ۴۴،

کاپیان ۴۹، ۵۱، ۵۵، ۵۶، میں ضیافت
کی تفصیل ۶۶، صلح کے متعلق ۳۳، میں آج کی

ہسٹری آف مدراس آرمی ۱۶۸ -

ہسٹوٹ، کی صوبہ داری ۱۳۹ سے ۵۷ میں

رہنا ۴۸، ۴۹ -

ہلکر، خاندیس میں ۱۰۴ -

ہمالیوں جاہ (ناصر الملک مقصد جنگ خل علی خان)

ٹیپو کے مقابلہ پر ۱۲۹ -

ہمت خان، مراد خان کا عزیز ۷ -

ہمتا باد، کی ضبطی ۱۸۹، ۱۰۳ -

ہمد، ارسطو جاہ کا گھوڑا ۱۹۲ -

ہندوستان، ۱۳۵، ۱۷۷، ۱۸۲، کو بھیج دینے

۱۹۶، میں فرج ۱۹۹، تین قیمت آزمائی ۲۰۱،

سے بحال باہر کر دینا ۲۰۳، پر حملہ آور ہونا ۲۰۴

ہنری ویلرلی (لارڈ کولی)، رکن کمیٹی تقسیم

۲۱۹ -

ہیومننگامری میجر (ملاحظہ ہو مننگامری)

میجر ہیو)

ی

یادگیر (اپت گے) کو روانگی ۱۴۳ -

یکہ تازہ جنگ - کار سالہ ۱۳۴، ۱۳۵

یلمہ، قوم ۱۵۲ -

